إن الله هو الرزاق ذو القوة المتين

انوار رزاقیہ

یعنی

پیشوائے عشاق مقبول حق ولیٔ علی الاطلاق حضرت مولانا الامام مرشدنا حافظ شاہ محمد عبد الرزاق قدس سرہ فرنگی محلی کی

مکمل سیرت، آپکے سلوک اور آپکے ارشادات کا ایمان آفریں مجموعہ

از

جناب مولانا حاجی شیخ محمد الطاف الرحمن صاحب قدوائی رئیس بڑاگاؤں بارہ بنکی

بفرمایش

مرشدزادہ والا تبار جناب مولوی محمد جمال الدین عبد الوہاب صاحب سلمہ

مطبع اشاعت العلوم لکھنؤ میں طبع ہوا

باہتمام سید محمد اشفاق حسین رضوی منیجر اشاعت العلوم پریس فرنگی محل لکھنؤ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا وَّ مُسَلِّمًا

الحمد للّٰہ وحدہٗ والصّلوۃ والسّلام علی من لانبی بعدہٗ وآلہ واصحابہ الذین کانوا اقطاب الدین واوتادہ
اما بعد عاصی **محمد الطاف الرحمن** قدوائی بن جناب شیخ **عبد الرحمن** صاحب مرحوم مغفور
ساکن بڑا گانؤن ضلع بارہ بنکی عرض کرتا ہے کہ عرصہ سے مجھے خیال تھا کہ اپنے پیران سلسلہ
رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین کے حالات لکھون مگر یہ کام ایسا اہم تھا کہ مجھ ایسے سیاہ کار کم علم
کی وسعت سے باہر تھا اس لیے ہمّت نہین ہوتی تھی میرے برادر خورد **سعید الرحمن** سلمہٗ قدوائی
نے حضرت پیر و مرشد قبلہ و کعبہ دارین اُستاذی و مولائی امام الوقت بحر العلوم ملک العلماء حضرت مولانا مولوی
حاجی حافظ شاہ **قیام الدین محمد عبد الباری** صاحب قبلہ کے حضور مین عرض کیا کہ اگر حضرات پیران
سلسلہ کے مختصر حالات لکھکر شایع کئے جائین تو بہت مفید ہوگا اِس زمانہ مین اِسکی بہت ضرورت ہے
حضور نے اِسکو پسند فرمایا اور مجھسے ارشاد کیا کہ مین حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین پیشوائے عشاق
مقبول قادر علی الاطلاق حضرت مولانا مرشدنا شاہ **محمد عبد الرزاق** قدس اللّٰہ سرہ العزیز فرنگی محلی کے
حالات لکھون حضور کے حالات قلمبند کرنا آسان نہ تھا ایک ایک شخص پر جو واقعات گذرے وہ اگر قلمبند کیے جاوین تو دفتر
کے دفتر ہو جاوین لیکن فرمائش کے لفظ "مختصر" نے کچھ ہمت دلادی اور حضرت پیر و مرشد کے ارشاد کی تعمیل ضروری سمجھکر
مصمم ارادہ کر لیا کہ تعمیل ارشاد کرونگا ممکن ہی یہی ذریعۂ نجات ہو چنانچہ حالات لکھنا شروع کیے علاوہ اُن
واقعات کے جو مختلف حضرات سے زبانی معلوم ہوئے سفینۃ النجات مصنفہ جناب مولوی **انعام اللّٰہ** صاحب
مرحوم فرنگی محلی اور ملفوظ مرتبہ جناب مولوی **فخر الحسن** صاحب موہانی سے بہت مدد ملی ارادہ یہ کیا تھا کہ
جلد سے جلد ختم کردون مگر اس ارادہ مین کامیابی نہ ہوئی خیال تھا کہ بعد تکمیل حضرت پیر و مرشد قدس اللّٰہ
سرہ العزیز کے ملاحظہ مین پیش کر کے طبع کراؤنگا یہ خیال بھی نہ تھا کہ مجھ بد بخت و بد نصیب کو حضور پچیس برس
دن و رات اپنی خدمت مین رکھکر ایک دم ہمیشہ کے لیے اپنے سے جُدا فرماوینگے لیکن مقدرات سے انسان مجبور ہی
اب اللّٰہ جلشانہ سے یہ دعا ہی کہ اِس عاصی کا خاتمہ بخیر ہو اور اپنے پیر و مرشد قدس اللّٰہ سرہ العزیز کے قدمون کے
نیچے جلد پہونچ جائے آمین - یہ خوش نصیبی تھی کہ جسقدر حصہ مین نے حضور کے سامنے تحریر کیا تھا وہ سب حضور کو
سُنا دیا تھا اور اکثر حصہ حضور کے سامنے تمام ہو گیا تھا اور وہ سب حضور نے سُن لیا تھا تھوڑا حصہ جو رہ گیا تھا

وہ بعد میں تحریر کیا حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ باب تصانیف میں خود تحریر کرونگا اور ہر کتاب کا خلاصہ لکھکر اُسپر تبصرہ کرونگا مگر اسکی نوبت نہیں آئی یہ کام میری قابلیت سے بہت زائد ہی اس لیے اسکو ترک کرتا ہوں۔

ذکر نسب

مولانا محمد عبدالرزاق بن مولانا جمال الدین احمد بن ملک العلماء مولانا علاء الدین احمد بن مولانا احمد انوار الحق بن مولانا احمد عبدالحق بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الدین شہید سہالوی نسب ملا قطب الدین رحمہ اللہ کا حضرت شیخ الاسلام عبداللہ انصاری ہروی کے واسطہ سے حضرت ابوایوب انصاری تک پہونچتا ہی۔

والدہ حضرت مولانا کی دختر مولانا ابوالکرم بن مولانا مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبدالعزیز بن ملا سعید قدس اللہ اسرارہم تھیں۔ مولانا جمال الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ حضرت مولانا بحرالعلوم کی صاحبزادی تھیں اسی وجہ سے آپکا قیام مدراس میں رہا اور آپ کے والد حضرت مولانا علاء الدین احمد رحمہ اللہ کو بعد وفات حضرت مولانا بحرالعلومؒ کے نواب صاحب نے ملک العلماؒ کا خطاب دیا تھا۔

ذکر ولادت

حضرت مولانا جمال الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد نرینہ کوئی زندہ نہیں رہتی تھی حضرت کی والدہ صاحبہ نے حضرت مولانا احمد انوار الحق قدس سرہ سے عرض کیا کہ حضرت دعا فرمایئے اُنکی اولاد کو زندگی عطا ہو آپ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا عبدالرزاق قدس اللہ سرہ العزیز کو پیدا فرمایا اِس قصّہ کو سفینتہ النجات میں اِس طرح لکھا ہی۔

اکثر اولاد پیدہ شدہ رہگرائے عالم بقا بایام طفولیت شدند والدین شان ازین امر ملول می ماندند اللہ جل شانہ مردمان را استقلال و صبر بہ نسبت زنان زیادہ عطا فرمودہ است و زنان را اکثر خیال اولاد دیوانہ میکند لہذا والدۂ شان بخدمت مولانا احمد انوار الحق قدس سرہ رفتہ بالحاح تمام خواستگاری کردند کہ جمال الدین احمد را فرزندان پیدا شدہ و مردند جناب دعا فرمایند کہ اللہ او را فرزند نرینہ عنایت کند و عمرش دراز شود ساعتے سکوت فرمودہ ارشاد کردند کہ اللہ جلشانہ جمال الدین احمد را فرزندے دادہ کہ آفتاب علم و کمال خواہد بود ہمان زمان مولانا مولوی جمال الدین احمد قدس سرہ در مدراس علیل بودند ہر چند از والد خود عرض کردند کہ ارادۂ وطن دارم شاید آب و ہوائے آنجا موافق شود و صحت یابم مگر او شان خیال ضعف مریض کردہ سکوت میکردند روزے فرمودند کہ جمال الدین احمد قصد وطن کنید حضرت والد ما جدم ترا می طلبند و درین بار اللہ جلشانہ ترا فرزندے

صاحب علم و تقویٰ عطا خواہد فرمود مولانا مولوی جمال الدین احمد رخصت گرفتہ راہی بسمت وطن خود شدند و ہر روز در ہر منزل صحت می شد حتی کہ قریب بہ وطن بالکل صحیح و تندرست شدند بوطن رسیدہ ملازمت جد بزرگوار خود حاصل کردہ بوطن قیام کردہ مشغول بہ درس و تدریس و ذکر و اشغال شدند بعد چندے معلوم گردید کہ در اہلخانہ نشان حمل ست۔

اور یہی سفینۃ النجاۃ مین ذکر کرامات مین لکھا ہی کہ جناب نواب عبدالباسط خان صاحب کہ از مریدان خاص حضرت مولانا بودند بمن بیان ساختہ کہ وقتیکہ مولانا در برج حمل تشریف آوردہ بودند والد ماجد حضرت مولانا بخواب دیدند کہ حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب بانسوی ارشاد میفرمایند کہ این طفل کہ در حمل ست ولی مادر زاد خواہد شد۔

۲۰۔ ذی الحجہ ۱۲۶۶ ہجری شب سہ شنبہ کو حضرت مولانا مولوی محمد عبدالرزاق صاحب قدس اللہ سرہ العزیز متولد ہوے اُسی سال قبل ولادت حضرت مولانا ۲۶۔ شعبان ۱۲۶۶ ھ بروز سہ شنبہ حضرت مولانا احمد انوار الحق قدس سرہ نے وفات فرمائی اور حضرت کے غسل کے برتن محفوظ رکھے گئے تھے جن مین پانی بھر کے غسل بعد ولادت حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو دیا گیا۔

ذکر رضاعت

یہ عجیب واقعہ ہی جسکو کبہارنے بہ کثرت بیان کیا ہی کہ ایام رضاعت مین حضرت مولانا رحمۃ اللہ نے کبھی آنکھ کھول کے دودھ نہین پیا چنانچہ والدِ جناب مولانا عبدالغفار صاحب رحمۃ اللہ علیہ حفید حضرت مولانا بحر العلوم قدس سرہٗ ارشاد فرماتی تھین کہ مولانا محمد عبدالرزاق قدس سرہ ہمارے سامنے پیدا ہوے اور مین نے اُنکی حالت ایام رضاعت مین دیکھی کہ جب بھوکے ہوتے تو آنکھین بند کر لیتے معلوم ہو جاتا کہ بھوک لگی ہی قوت گویائی جلد ہو گئی تھی کہ ڈھائی برس کے اندر ہی بولنے لگے تھے فرماتے تھے میان نے آنکھ بند کر لی ہی اس سے معلوم ہوتا تھا کہ بھوک ہی دودھ کی خواہش ہی حضرت شاہ محمود احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ردولوی فرماتے تھے کہ پنجاب مین ایک مشہور بزرگ تھے جنکا نام ممدوح نے غالباً شاہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد کیا تھا اُنکی خدمت مین حاضری کا اتفاق ہوا تو انھون نے فرمایا کہ آپ ایسے شیخ کامل کی صحبت برداشتہ ہین جنکے اوصاف مجالس اولیاء مین بیان کیے جاتے ہین اور یہ خصوصیت اُنکی ہی کہ اُنھون نے کبھی کسی عورت کے ستر پر خواہ محرم ہو یا نامحرم نظر نہین کی ہے یہانتک کہ جب دودھ پیتے تھے تو آنکھ بند کر لیتے تھے۔

عقیقہ واسم مبارک

حضرت مولانا کا نام حضرت مولانا محمد احمد فرزند حضرت مولانا احمد انوار الحق قدس سرہما نے "محمد" رکھا تھا اور اسیوجہ سے "محمد میاں" کہلائے جاتے تھے مگر جناب مولانا مولوی نور کریم صاحب دریابادی نے حضرت قطب الاقطاب سیدنا سید شاہ عبد الرزاق صاحب بانسوی قدس سرہ العزیز کو خواب مین دیکھا ارشاد فرماتے ہین کہ جمال الدین کے یہان لڑکا تولد ہوا ہی اُسکا نام ہمارے نام پر رکھنا چاہیے اسلیے عورتون نے غلام رزاق کہنا شروع کیا لیکن جب حضرت مولانا انوار الحق قدس سرہ نے اِس واقعہ کو سُنا تو ارشاد فرمایا کہ اِس حکم کی تعمیل اِس طور پر ہوسکتی ہی کہ انکا نام "عبد الرزاق" رکھا جائے تو اصل نام جسپر عقیقہ ہوا ہی محمد ہی اور یہ حسب ارشاد حضرت سید صاحب قدس سرہ بطور لقب کے رکھ دیا گیا۔

تسمیہ خوانی

سنہ ۱۲۷۸ھ مین جبکہ سن شریف چھ برس کا ہوا رسم تسمیہ خوانی بڑی دھوم دھام سے ادا کی گئی۔ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مین اُس وقت لکھنؤ مین حضرت مولانا عبد الوالی صاحب قدس سرہ سے تحصیل علوم عقلیہ ونقلیہ کرتا تھا جب مولانا کی تسمیہ خوانی ہوئی عمر مولانا فضل الرحمن صاحب کی اُسوقت قریب تیس برس کی تھی علاوہ مولانا کے اور بھی ثقات سے سُنا گیا ہی اور سفینۃ النجات مین مولوی انعام اللہ صاحب نے بھی لکھا ہی کہ حضرت مولانا محمد احمد سجادہ نشین حضرت مولانا احمد انوار الحق قدس سرہما نے مولانا کو بسم اللہ اور سورہ فاتحہ پڑھائی۔ آٹھ برس کے سن مین مولانا نے قرآن شریف تمام کیا اور اسی سال آپ کے والد ماجد حضرت مولانا جمال الدین احمد صاحب مدراس تشریف لیگئے اور مشاہرہ پانچ سو روپیہ ماہوار نواب غلام غوث خانصاحب کے پڑھانے کیواسطے ملازم ہوگئے اسی وجہ سے زمانہ ریاست مین نواب صاحب نے کوئی دقیقہ اکرام واحترام مین اس خاندان کے اُٹھا نہ رکھا اور خدمتگذاری کو ہمیشہ افتخار دارین اعتقاد کرتے رہے۔

زمانہ رشد وتعلیم

انسان مختلف اشکال وصور کے ہین اسیطرح مختلف عقل وعادات کے ہوتے ہین کوئی ابتدا سے محاسن ومحامد کے ساتھ متصف ہوتا ہی کسی کو اکتساب کی ضرورت ہوتی ہی کوئی باوجود تعلیم وتربیت کے بھی اصلاح پذیر نہین ہوتا ہو بعض تربیت کو قبول کرتے ہین اور بعض کے لیے تربیت بے سود ہوتی ہی اسمین شرافت

خاندانی اور رسم و رواج قومی کو بھی دخل ہوتا ہی اسیوجہ سے مشہور ہی کہ اچھونکے اچھے ہوتے ہین حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ لڑکپن ہی سے نیک نہاد و نیک سیرت تھے ہمکو معتبر ذرایع سے معلوم ہوا ہے کہ لڑکے جسطرح ضد کرتے اور روتے ہین مولانا نے یہ کبھی نہین کیا سفینۃ النجات مین ہی کہ کبھی خورونوش اشیار کے لیے ضد نہین فرمائی اور لڑکون کے ساتھ لہو ولعب مین مشغول نہین ہوے بلکہ کھیل یہ تھا کہ خود مسجد فرنگی محل کے زینہ پر بیٹھ جاتے تھے اور لڑکون سے کہتے تھے کہ ہم وعظ کہتے ہین تم سنو چنانچہ لڑکے سامنے کھڑے ہوتے اور مولانا انکو پند و نصائح کرتے اور اسمین مولانا کو لطف آتا آغا عبد الصمد خانصاحب فرماتے تھے کہ مین نے اپنے استاد جناب مولوی عبد اللہ صاحب سے سنا ہی وہ بیان کرتے تھے کہ حضرت مولانا کا سن پانچ برس کا تھا محلسرا مین ایک شہتیر پر بیٹھ کے بسم اللہ کی تفسیر بیان فرمائی کہ اس کے متعلق مفسرین کی یہ رائے ہی اور مین یہ کہتا ہون صاحب گلزار انصار تحریر کرتے ہین کہ مین اور مولانا ہم عمر تھے ساتھ کھیلے مگر کبھی مولانا کو لہو ولعب مین مشغول نہین پایا باوجود اسکے کہ والد ماجد آپ کے مدراس مین تشریف فرما تھے اور یہان کوئی نگران یا سرپرست نہ تھا پھر بھی شوق تحصیل علم حد سے فزون تھا کہ بغیر نگرانی کے پوری توجہ سے اکتساب علم مین مصروف و مشغول ہوئے۔ جناب مولانا محمد عبد العزیز صاحب فرماتے تھے کہ حضرت مولانا قدس سرہٗ ارشاد فرماتے تھے کہ مجکو الف۔ بے جناب مولانا عبد القدوس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح پڑھائی ہے کہ اگر کوئی پڑھنے والا ملے تو اسی طریقہ سے مین اسوقت پڑھا سکتا ہون مجھے ابتک خوب یاد ہی۔ ابتدائی درسیات جناب مولانا مولوی محمد حامد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرزند حضرت مولانا محمد احمد صاحب قدس سرہ اور جناب مولوی نور کریم صاحب اور جناب مولوی مرتضیٰ کریم صاحب دریابادی سے پڑھین کتب معانی و اصول فقہ جناب مفتی محمد اصغر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل کی باور مطولات مع شرح وقایہ و شرح عقائد نسفی و کتب تصوف حضرت مولانا مولوی محمد عبد الوالی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز سے حاصل کیے فرائض و معقولات اور ہدایہ جناب مفتی محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل کیے اور آپ ہی سے فاتحۂ انفراغ پڑھا۔

علم حدیث اور علم تفسیر کی تکمیل جناب مولانا حسین احمد صاحب ملیح آبادی اور جناب حسن علی صاحب محدث لکھنوی سے کی کہ جو شاگرد حضرت رئیس المحدثین مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہٗ دہلوی کے تھے شیخ محسن بن بدر بدلی اتفاق سے لکھنؤ مین تشریف لائے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے انسے صحاح کے

پڑھنے کا ارادہ کیا ہر دو اُستاد جناب مولانا یٰسین احمد صاحب اور جناب مولانا مرزا احسن علی صاحب نے بھی سماعت کی اور بھی شرکا تھے۔ علم حدیث میں تکمیل کرنے کے بعد درس و تدریس علوم عقلیہ و نقلیہ میں مشغول ہوے حضرت مولانا نے ابتدا میں قرآن شریف حفظ نہین کیا تھا جب تحصیل علوم عربیہ سے فراغت ہوگئی تو اُسکے بعد ایک سال مین قرآن شریف حفظ کیا حضرت اُستاذی مولانا محمد عبد الباری صاحب قبلہ نبیرۂ حضرت مولانا قدس سرہ ارشاد فرماتے تھے کہ حضرت جدی خود فرماتے تھے کہ جس سال جناب مولانا محمد احمد صاحب علیل تھے مین اُنکی تیمارداری بھی کرتا تھا اور خانہ داری کا انتظام بھی اور قرآن شریف بھی یاد کرتا تھا سال بھر مین مین نے یاد کر لیا اور تراویح مین سُنا دیا۔ یہ بھی ذکر فرماتے تھے کہ جب مولانا عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات مین جناب مولانا رحمت اللہ صاحب غازیپور سے تشریف لائے تو اثنائے گفتگو مین حضرت جدی قدس سرہ نے فرمایا کہ آپ میرے اُستاد ہین اُنھون نے فرمایا کہ مجھے تو نہین یاد ہے کہ آپ نے مجھسے کچھ پڑھا ہو حضرت مولانا نے فرمایا کہ آپ کو اسکا علم نہو گا جب آپ شرح چغمنی کا درس دیتے تھے تو مین اپنے کمرہ پر سے آپ کی تقریر سنتا تھا اور بعض مقامات شرح چغمنی کے سمجھنے مین مجھے دشواری ہوتی تو آپ کی تقریر سے حل ہوجاتے تھے اسواسطے مین آپکو اپنا اُستاد سمجھتا ہون۔

ارادت وارشاد

علمائے فرنگی محل عموماً صوفی المشرب رہے ہین اوائل عمر مین درسیات علوم ظاہری سے فراغت کرکے درس و اکتساب طریقۂ تصوف شروع کرتے ہین بعض حضرات اسی کی جانب متوجہ ہوجاتے ہین اور علوم ظاہریہ کو بالکل ترک کردیتے ہین اور اکثر حضرات نے باوجود توغل علوم باطنیہ کے مدت العمر علوم ظاہریہ سے کنارہ کشی نہین کی جیسا کہ جناب حضرت مولانا عبد الحق صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے احوال سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود چلہ کشی و ریاضات کے درس معقول و منقول کا دیتے تھے اور تالیف و تصنیف مین بھی مشغول رہتے تھے۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو ابتدائے تحصیل علم مین تصوف کی جانب توجہ کرنے کا موقع نہین ملا بلکہ علمائے ظاہریہ کا طریقہ اختیار فرماتے تھے یہانتک تشدد تھا کہ اکابر فرقۂ وجودیہ سے اعتقاد صحیح نہ تھا تاہم خلقی طور پر نفسی اکتساب تصوف اور مجاہدہ اور ریاضات کی طرف بہت میلان تھا درسیات کے اکتساب مین بھی ریاضات سے غافل نہ تھے اور اذکار و اشغال اپنے طور پر کرتے رہتے تھے۔

حضرت اُستاذی رحمۃ اللہ ارشاد فرماتے تھے کہ حضرت جدی و مرشدی قدس سرہ اکثر اوقات اپنی

طالبعلمی کے ریاضات کا ذکر فرماتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت کے اساتذہ ہی نے آپ کو سلوک پر قائم کردیا تھا چنانچہ ہم آگے کسی جگہ پر بعض واقعات لکھینگے۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت شریف کا بہت اشتیاق تھا اسکے لیے بہت سے اعمال جو اکابرنے اپنے تجربہ سے تحریر فرمائے ہین کرتے تھے اور درود شریف بھی کثرت سے پڑھتے تھے اس عرصہ مین ایک بزرگ تشریف لائے جنکی کرامت یہ تھی کہ اگر وہ گاے پر ہاتھ رکھدیتے تھے تو وہ گاۓ بولنے لگتی تھی اسیوجہ سے وہ بزرگ "گاۓ بول" مشہور ہوگئے تھے اپنے کو حضرت سید عبد الصمد خدا نما قدس اللہ سرہ العزیز کی اولاد مین کہتے تھے اور دعویٰ یہ تھا کہ جو شخص اُن کی خدمت مین حاضر ہو اُسکو بیداری مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرادیتے ہین لکھنؤ مین ان بزرگ کا شہرہ بہت ہوا اور عام رجحان زیادہ ہوگیا حضرت مولانا کو بھی اشتیاق زیارت شریف نے مجبور کیا کہ اُن بزرگ کی خدمت مین حاضر ہونے لگے اور اکثر وقت اُنھین کی خدمت مین صرف کرتے تھے وہ بزرگ آپ کو اوراد و اعمال کی تعلیم کرتے مگر کچھ فائدہ نہ ہوتا اس اثناء مین آپ اپنے ماموں جناب حضرت مولانا محمد عبد الوالی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہوے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "میان عبد الرزاق تم کسکے پاس جایا کرتے ہو ہمکو تمھارے قلب کی حالت سے اندازہ ہوتا ہی مولانا نے عرض کیا کہ حضرت ایک بزرگ سید عبد الصمد خدا نما قدس سرہٗ کی اولاد امجاد سے یہان آئے ہوئے ہین اور اُن سے کرامات بھی صادر ہوتے ہین اور وہ لوگون کو زیارت شریف سے مشرف کرادیتے ہین اسی شوق سے مین بھی حاضر ہوتا ہون فرمایا کہ کل جانا تو ہمکو بھی لیتے چلنا جب دوسرے دن حضرت تشریف لے چلے تو جناب بڑے حضرت صاحب قبلہ قدس سرہ سے عرض کیا آپ بھی ہمراہ تشریف لے گئے اور اُس شخص سے آپنے فرمایا کہ اگرچہ مین جانتا ہون کہ تم فلان بن فلان ہو مگر نسبت تم نے بڑے شیخ کی جانب کی ہی اُسکی عظمت سے یہ دو روپیہ میری طرف سے نذر مین قبول کرو وہ شخص گھبرا گیا مگر نذر خاموشی سے لیلی حضرت مولانا نے ان کلمات کو سنا حضرت تھوڑی دیر اُسکی صحبت مین بیٹھے رہے جب اُٹھے تو مولانا سے فرمایا کہ میان انھین کی تم تعریف کرتے تھے اُسوقت سے حضرت مولانا کے اعتقاد مین تھوڑا تذبذب ہوا فرماتے تھے کہ پھر جو مین اپنے قلب کو دیکھتا تھا تو تیرگی پاتا تھا اور جب اُس فقیر کے پاس جاتا تھا تو وہ تیرگی زیادہ محسوس ہوتی تھی مگر وہ برابر مجھے ٹالتا تھا جب مین کہتا تھا کہ مجھے زیارت کرادیجیے تو کہدیتا تھا کہ آج نہین کل کل ہوتی تو

پھر کسی دن کو ٹال دیتا جب مین نے بہت سخت تنگ کیا تو ایک دن تنہائی مین اُسنے کہا کہ میان صاحبزادے تم پڑھنے پڑھانے مین مشغول ہو ان باتون مین اپنا وقت نہ ضایع کرو اُس وقت سے اُس فقیر کے پاس جانا ترک کر دیا۔

جناب مولانا محمد عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے تھے کہ اسی اثنا مین ایک فقیر اور آئے اُنکی کرامت یہ مشہور تھی کہ مع چوکی کے بلند ہوجاتے تھے اُنکا ذکر حضرت مولانا نے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ سے کیا اور دونون حضرات اُنکو دیکھنے کے لیے تشریف لے گئے وہان بڑا مجمع تھا اور اُسکے اُڑنے کا وقت قریب تھا یہ دونون حضرات کنارہ کھڑے ہوگئے اور حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ نے اپنی جریب کو ٹھوڑی کے نیچے لگا لیا اسکے بعد وہ فقیر اُڑا حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ نے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا وہ فقیر گرا اور کولا اُسکا ٹوٹ گیا مجمع سب منتشر ہوگیا اور ایک شخص اُسکو اُٹھا لیگیا بعد کو حضرت اُسکے تفحص حالات کے لئے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ پوجا کر رہا ہے معلوم ہوا کہ سفلی عمل تھا۔

اسی واقعہ کو خواجہ عبدالحکیم صاحب مرحوم نے ادنی تغیر سے بیان کیا تھا۔

حضرت مولانا قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ اُسی زمانہ سے میری طبیعت اپنے ماموں حضرت قبلۂ عالم مولانا محمد عبدالوالی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی طرف مائل ہونے لگی مگر حضرت قدس وجودی تھے اور وحدۃ الوجود کے قائل اسلیے مرید ہونے کو طبیعت نہین چاہتی تھی اور اسقدر تقشف تھا کہ نماز بھی حضرت کی اقتدا مین نہین پڑھتے تھے فرماتے تھے کہ ایک جمعہ کو بساطیون کی مسجد مین جہان مین نماز جمعہ پڑھا کرتا تھا نماز ہوگئی اور بھی ادھر اُدھر جسقدر مساجد تھے سب جگہ نماز سے فراغت ہوگئی اور مین ایسے مشاغل مین رہا کہ مجھے کچھ حس نہ ہوا جب نماز کے لئے چلا تو جدھر جاتا ہون معلوم ہوتا ہے کہ نماز ہوچکی مایوس واپس آیا کہ ظہر کی نماز پڑھ لونگا جب فرنگی محل پہونچا تو معلوم ہوا کہ مسجد فرنگی محل مین ابھی خطبہ ہو رہا ہے حالانکہ مسجد مذکور مین ہمیشہ نماز اول وقت ہوتی تھی اور تمام شہر کی مساجد سے مقدم ہوچکتی تھی اور اس مسجد مین حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ نماز پڑھاتے تھے حضرت مولانا فرماتے تھے کہ مجھے پس و پیش ہوا کہ اگر نماز پڑھتا ہون تو کبھی مین نے حضرت کی اقتدا نہین کی آج کرنا پڑتی ہے اور اگر نہین پڑھتا ہون تو مجھسے نماز جمعہ بھی ترک نہین ہوئی اب ترک ہوجاویگی دیر تک سوچتا رہا آخر یہی دل مین آیا کہ نماز پڑھ لون اُسکے بعد اعادہ کر لونگا حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ کی اقتدا مین نماز جمعہ ادا کی فرماتے تھے کہ جسقدر لطف اُس نماز مین آیا کبھی نہین آیا تھا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اسوقت تک کوئی

نماز پڑھتی ہی تھی اُسدن سے شوق ہوگیا کہ نماز حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی اقتدا میں پڑھتا تھا مگر وحدت الوجود کے مسئلہ میں توقف تھا کہ ایک دن اپنے جدّ اکرم حضرت مولانا علاء الدین احمد قدس سرہٗ کو خواب میں دیکھا کہ تشریف لائے ہیں اور گردن پر کچھ بندھا ہوا ہے جیسے زخم پر پٹی باندھی جاتی ہے میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے فرمایا کہ تمھاری وجہ سے میری گردن پر زخم ہے مجھے تحیر ہوا کہ میری وجہ سے کیوں زخم ہے خود ہی فرمانے لگے کہ تمھارے دو مسئلوں کے اختلاف و توقف کا اثر مجھکو پہونچا ہوا ہے۔ ایک وحدت الوجود ہے اور دوسرے ایمان ابوین ہے۔ حضرت اُستاذی و مرشدی مولانا محمد عبد الباری صاحب قدس سرہٗ ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے اپنے جد ماجد قدس سرہٗ سے اس واقعہ کو سُنا ہے وہ فرماتے تھے کہ حضرت قدس سرہٗ جب خواب سے بیدار ہوئے تو ان دونوں مسئلوں کی تحقیق کی اور بحمد اللہ بعد تحقیق کے بتاریخ ۲۔ رجب ۱۲۵۴ھ جناب حضرت مولانا محمد عبد الوالی قدس اللہ سرہ العزیز کے دست حق پر توبہ کی اور داخل سلسلۂ قادریہ رزاقیہ ہوئے اور سلسلۂ چشتیہ صابریہ۔ نظامیہ اور دیگر سلاسل و اوراد و اشغال وغیرہ کے اجازت حاصل کی۔

میں نے اکثر ثقات سے سُنا ہے اور حضرت استاذی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے تھے کہ خود حضرت جدی و مرشدی قدس سرہٗ نے میرے سامنے جناب مولانا فضل اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرمایا کہ میاں فضل اللہ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ ہمکو حضرت صاحب نے یہ ارشاد فرمایا تھا اور ہم نے اسطرح تعمیل کی تو مجھے بہت رشک ہوتا ہے اسواسطے کہ مجھسے ایک بات فرمائی مگر وہ مجھسے اسوقت تک نہیں ہوئی میں نے جب بیعت کی تو ارشاد فرمایا کہ میاں عبد الرزاق تمکو خدا نے علم دیا ہے اور خود جوان، صالح نیک وبد سے آگاہ ہو ہمارا سلوک قرآن وحدیث واقفہ ہو اُسپر عمل کرتے ہو میں تمسے یہ نہیں کہتا کہ تم کم کھاؤ یا کم سوؤ یا کم مخلوق سے ملو جیسا حکم خدا و رسول ہے ویسا کرو ہاں تم سے صرف اسقدر چاہتا ہوں یہ فرماکے ایک چٹکی خاک کی لی اور ہتھیلی پر رکھ کے پھونک دیتی اور فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ ہو جاؤ جب اس قصہ کو ارشاد فرماتے تو روتے اُسدن بھی آبدیدہ ہوکے فرمانے لگے کہ میاں فضل اللہ ہنوز اسوقت تک خاک نہیں ہوئے تو اُٹھ جانا کیسا ہے ہمارے پیر نے ایک بات کہی وہ نہیں ہوسکتی ہے وہ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں کہ جو اپنے پیر کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہیں جناب مولانا فضل اللہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت اتنی بڑی بات حضور نے کہی بھی تو کسی سے نہیں ہو آپ ہی کا ظرف تھا اور آپ کے لیے یہ بات تھی اس واقعہ کو سفینۃ النجات میں بھی لکھا ہے اور خود حضرت مولانا قدس سرہٗ نے اپنے رسالہ عمدۃ الوسائل میں بھی تحریر فرمایا ہے۔

بعض حکایات متعلق علوم ظاہرہ

حضرت مولانا قدس سرہٗ خود ارشاد فرماتے تھے کہ مجھسے مجاہدہ میرے پیر قدس سرہ نے نہین لیا بلکہ میرے اُستاد جناب مولانا مفتی محمد یوسف صاحب اور جناب مولانا مفتی محمد اصغر صاحب نے اچھی طرح کسر نفس کرالیا تھا چنانچہ بعض حکایات اُسکے متعلق حضرت مولانا قدس سرہٗ نے حضرت اُستاذی و مرشدی رحمہ اللہ سے ارشاد فرمائے جو منقول ہوتے ہین

حکایت (۱) ایک مرتبہ حضرت مولانا علیل ہوئے اُسوقت عمر شریف قریب چھ یا سات برس کے تھی اور ورم ہوگیا کھانا کم کھلایا جاتا تھا کھانا کھاتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے اس اثناء ہین جناب مفتی محمد اصغر صاحب کہ جو حقیقی پھوپھا بھی تھے تشریف لائے اور سبب رونیکا دریافت کیا آپ نے وجہ بیان کی کہ یہ چیزین جو کھلائی جاتی ہین کھائی نہین جاتی ہین آپ نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے تم بسم اللہ کہہ کے نہین کھاتے ہو بھلا کسی مسلمان کو بسم اللہ کہہ کے کھانا شروع کرنے کے بعد بدمزہ معلوم ہوگا تم کیسے آدمی ہو بسم اللہ کہو اور کھاؤ خدا نے اپنے نام مین بڑی برکت دی ہے چنانچہ پھر کبھی حضرت مولانا نے کسی کھانے کی شکایت نہین کی۔

حضرت استاذی و مرشدی فرماتے تھے کہ حضرت جدی و مرشدی قدس سرہٗ اکثر اِس قصّہ کو کھانے کے وقت بطور نصیحت فرمایا کرتے تھے خصوصًا جبکہ کوئی کھانا بدمزہ ہوتا اور لوگ شکایت کرتے اور جو کھانا کہ حضرت قدس سرہ کے لئے ہوتا اور اُسکو اگر تبرکًا کوئی کھاتا اور اُسکی بدمزگی ظاہر ہوتی اور عرض کیا جاتا کہ حضرت نے نوش فرمایا اور کچھ نہین کہا تو اِس قصّہ کو بیان فرماکے ارشاد کرتے کہ بھائی ہم اپنے اُستاد کے ممنون احسان ہین کہ اُن کی بدولت ہمنے اُس زمانہ سے کوئی کھانا بدمزہ نہین کھایا ہے

اِسی ضمن مین ایک قصہ لکھدینا مناسب ہے جسکو مین نے اکثر ثقات سے سنا ہے کہ حضرت مولانا قدس سرہ ماہ مبارک ربیع الاول مین میلاد شریف بیان کرنے مین بہت منہمک رہتے تھے اور مکان پر کبھی ۱۲ بجے رات کو اور کبھی اسکے بعد تشریف لاتے تھے اور اُسوقت آکے گھر مین کھانا تناول فرمایا کرتے تھے چونکہ وہ زمانہ عسرت کا تھا جو کچھ ہوتا تھا حضرت کے لئے رکھ دیا جاتا تھا ایک دن صرف شکر اور روٹی تھی حضرت کے لئے بی بی صاحبہ نے خادمہ کو دی کہ رکھ دیجاوے کیونکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اُس وقت کسی کو ہوشیار و بیدار نہین فرماتے تھے کہ سونے مین اُسکے خلل ہو وہ خادمہ نو عمر تھی غلطی سے بجائے شکر کے نمک کی پڑیا رکھدی حضرت تشریف لائے اور بوجہ دانتون کی کمزوری کے روٹی کو پانی مین بھگو کے اور اُس پڑیا کو چھڑک کے تناول فرماگئے جب صبح ہوئی اور نمک کی تلاش ہوئی اُس وقت اُس خادمہ نے بجائے نمک کے شکر دی

اور کہا کہ مجھسے غلطی ہوگئی میان کو بجاے شکر کے نمک دیدیا گیا ہی اسپر صاحبزادون نے حضرت پر اعتراض کیا
کہ آپ نے کسی کو جگا نہ لیا اور ناحق شکر ہوتے ہوے نمک کے ساتھ روٹی کھائی جس کے کھانے مین ضرور ہی
تکلیف ہوئی ہوگی حضرت قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے بسم اللہ کہہ کے کھایا ہم کو کچھ بدمزہ نہین معلوم ہوا
ہمکو خیال ہوا کہ شاید آج شکر نہ ہوگی اور جگا کے دریافت کرنے مین تکلیف ہوگی اسواسطے کسی کو جگایا نہین
ہم نے تو جب سے اپنے اُستاد کے ارشاد کی تعمیل کی ہی اُسوقت سے اِسوقت تک کوئی بدمزہ شئے نہین کھائی ہی۔

حکایت (۲) حضرت قدس سرہ ارشاد فرماتے تھے کہ ابتداء عمر مین مجھکو کپڑون کی ضرورت ہوئی
مدراس سے حضرت والد ماجد قدس سرہ نے عمدہ عمدہ کپڑے ارسال فرمائے تھے اُن مین سے ایک تھان بک کا
جو مجھکو پسند تھا وہ لیا اور ایک عمدہ مشروع کا تھان لیکے کرتہ اور پائجامہ بنوایا جب اسکو پہن کے جناب
مفتی صاحب کے مکان پر حاضر ہوا تو مفتی صاحب نے ملاحظہ فرما کے کتاب بند کردی اور فرمایا کہ جب اسقدر
جوڑ توڑ کا خیال ہی تو بس تحصیل علم ہوچکی جاؤ ہم نہ پڑھاوینگے حضرت قبلۂ برحق فرمایا کرتے تھے کہ مجھے سبق
کے ناغہ ہونے کا سخت ملال ہوا یہ بھی نہین کہہ سکتا تھا کہ بوجہ کم مائگی کے مین نے بنوالیا ہی اور اگر یہ کپڑے
نہ پہنتا تو دوسرا کوئی کپڑا پہننے کو نہ تھا آخر حضرت فرماتے تھے کہ مجھکو کسی طور سے گاڑھا کپڑا مہیا کرنا پڑا
اُسکا ایک کرتا اور پائجامہ بنوایا جب بک کا کرتا پہنتا تو گاڑھے کا پائجامہ اُسکے نیچے ہوتا جب مشروع کا
پائجامہ پہنتا تو گاڑھے کا کرتہ اُسپر ہوتا اسطرح کئی بار مفتی صاحب کے یہان جب آیا گیا اور مفتی صاحب نے ملاحظہ
کرلیا تو اجازت سبق پڑھنے کی دی۔

اس ضمن مین ایک نصیحت حضرت قدس سرہٗ کی ذکر کی جاتی ہی حضرت اُستاذی و مرشدی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے
تھے کہ حضرت ابی و مرشدی قدس سرہٗ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ مین نے اپنی جوانی مین ایک روز درزی
سے کہا کہ اچکنون سے بیل کھول ڈالو اُسوقت کی وضع یہ تھی کہ اہل متانت اچکنون مین بنارسی بیل لگایا
کرتے تھے حضرت قبلۂ برحق قدس سرہ نے سنکے فرمایا کہ کیون اگر تشرع ہی تو ہمارے لئے اسیقدر ہی جو فقہ کی
کتابون مین ہی اور جسکو خدا نے جائز کیا ہی اُسکے ترک کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہی ہمارے اکابر کا یہی
سلوک ہی حضرت ابی و مرشدی نے کہا کہ حضرت اب اسکی وضع نہین رہی اور میرا بھی سن آیا اب بُرا معلوم
ہوتا ہی ارشاد فرمایا کہ یہ دوسری بات ہی ہم سمجھے تھے کہ لِلّٰہیت سے ایسا کرتے ہو تو ہماری لِلّٰہیت یہ نہین ہی
بلکہ جو اللہ دے اُسکو پہنو اور جو اللہ دے اُسکو کھاؤ ہر کپڑے کو اسکا عطیہ سمجھنا چاہیے اچھا ہو یا بُرا ہو خُدا

کچھ گاڑھے پر عاشق نہین ہو اور ادھی سے نفرت نہین کرتا البتہ گاڑھے کو گاڑھا سمجھ کے اور ادھی کو
ادھی سمجھ کے نہ پہنو بلکہ خدا کی دین سمجھ کے پہنو تو کچھ حرج نہین ہو ورنہ نہ ادھی کام آئیگی نہ گاڑھا۔

حکایت (۳) حضرت اُستاذی و مرشدی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے تھے کہ ایک دن حضرت جدی و
مرشدی قدس سرہٗ اپنے اُستاد کے گھر جاتے تھے راہ مین ایک نالہ پڑتا تھا جسپر اکثر بھیڑیا آیا کرتا تھا اور
لوگون کو ہلاک کر دیتا تھا عمر اُس زمانہ مین حضرت کی سولہ سترہ برس کی تھی معلوم ہوا کہ بھیڑیا آتا ہے
لوگ بھاگے ایک شخص کو اُسنے زخمی کیا حضرت بھی بھاگے اور گر پڑے اسلیے تھوڑی دیر ہوگئی جب پہونچے
تو حضرت مفتی صاحب نے تاخیر پر بہت غصہ کیا اور سبق پڑھانا شروع کیا فرماتے تھے کہ گرنے سے
زخم ہوگیا تھا جس سے خون جاری تھا مگر مفتی صاحب نے اُسکا کچھ لحاظ نہ فرمایا جب سبق پڑھا چکے تو
اُسوقت ارشاد فرمایا کہ اب اُٹھو اور خون دھوو خون دھلوایا اور کپڑے منگوا کے پہنوائے اور خود گھر پر پہونچادیا۔

حکایت (۴) حضرت اُستاذی و مرشدی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے تھے کہ حضرت قدس سرہٗ مطالعہ کے
ذکر پر ارشاد فرماتے تھے کہ ہمکو تعجب ہوتا ہی تم لوگ کتاب دیکھ کے بھول کیسے جاتے ہو ہم ایک مرتبہ اگر
دیکھ لیتے ہین تو پھر نہین بھولتے ہین طالب علم کیسے مطالعہ کرتا ہی کہ جو بھول جاوے اِس ضمن مین ارشاد
فرماتے تھے کہ زمانۂ طالبعلمی مین ہم شب کو مطالعہ کیا کرتے تھے اِس قدر اُسمین مشغول ہو جاتے تھے کہ نہ نیند آتی تھی
نہ کسل ہوتا تھا چنانچہ چھ ماہ شبانہ روز سویا نہین یہانتک کہ بیس پڑھنا شروع ہوا ہماری والدہ صاحبہ
نے جناب مفتی صاحب سے شکایت کی مفتی صاحب کو جب معلوم ہوا تو بہت ناراض ہوئے فرمایا کہ شب کو
سورہا کرو ہر چند کوشش کی مگر سونیکی گویا عادت ہی جاتی رہی تھی نیند نہین آتی تھی پھر شکایت کی گئی
اُسوقت مفتی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ جبتک سوؤ گے نہین ہم تمکو سبق نہین پڑھا وینگے اِس ڈر سے
ہم نے کوشش کی کہ نیند آجائے بہ دشواری دو تین شبون کے بعد نیند آئی جب ہم تھوڑا سوئے
اور مفتی صاحب سے عرض کیا کہ حضرت آج نیند آئی ہے تو اُس دن سے سبق پڑھانا
شروع کیا۔

فرماتے تھے کہ جس جگہ ہم مطالعہ دیکھتے تھے وہان چٹائی باقی نہین رہتی تھی اس واسطے کہ کسی وقت
ایسا نہ ہوتا تھا کہ سوائے وقت درس کے ہم مطالعہ نکرتے ہون اور جس طور سے بیٹھتے تھے اُسی طرح صبح
ہوجاتی تھی اسی محنت شاقہ کے ساتھ تحصیل علم کی ہے۔

ذکاوت وحافظہ

حضرت مولانا قبلہ برحق قدس اللہ سرہ العزیز کو خداداد حافظہ اور ذکاوت ملی تھی چنانچہ یہ امر اوپر مذکور ہوچکا ہی کہ حضرت نے باوجود مختلف ترددات کے ایک ہی سال مین قرآن مجید حفظ کرلیا اور احادیث نبویہ یہانتک حضرت کو مع سند کے پچاس ہزار احادیث یاد تھین اور آخر عمر تک یاد رہین اور بلا مراجعت کتب حدیث مع سند کے پڑھ دیتے تھے اور تفاسیر اس درجہ مستحضر تھین کہ مدتون کے وعظ گوئی مین سورۃ قل ہو اللہ کی تفسیر کی پہلی آیت بھی نہین ہوئی تھی بیان کی تھی ارشاد فرماتے تھے کہ قریب تین سو کتابون کے محض کتب تفسیر کا مطالعہ کیا ہی۔

جناب مولوی فخر الحسن صاحب بھوپالی تحریر فرماتے ہین کہ جناب مولوی احمد سعید صاحب رسائل یازدہم شریف کے کاتب تھے حضور فرماتے جاتے تھے اور وہ لکھتے جاتے تھے اثنائے کتابت مین ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ قیام مدراس مین جس جس کتاب مین جو جو مضامین مین نے ان رسائل کے متعلق دیکھے تھے اسوقت بھی مجھے انکی کتابت اونکا شان خط اور صفحہ مین وہ جگہین یاد ہین جنہین یہ مضامین ہین حالانکہ اسکو ایک عرصہ دراز گذرا تھا مگر یہ حضور کی قوت حافظہ تھی کہ انکی کتابت وغیرہ اسوقت بھی پیش نظر تھی۔

علوم ریاضیہ مین پوری دستگاہ تھی اور ذکاوت حضرت پر کتب وفات صلوۃ دلالت کرتے ہین اور حسب ذیل حکایت جسکو سفینۃ النجاۃ مین بزبان فارسی نقل کیا ہی لکھی جاتی ہی۔

حکایت ذکاوت حضرت قدس سرہ چنان بود کہ روزے بر مکان مولوی اوحد الدین از آرچر صاحب انگریز گفتگو شد او گفت کہ مہارت علم ریاضی چنانکہ قوم ما حاصل ساختہ کسے را میسر نشدہ حضرت قدس سرہ فرمودند کہ من علم مذکور را بازی طفلان میدانم مگر ابجد و یک روز کیفیت علم مذکور معاینہ خواہم کنانید بر مکان خود آمدہ چند چوب بانس را از رشتہ بستہ کل تیار ساخت و در آن کل پنبہ و رشتہ میشد و رشتۂ خام آن و برآمدہ صاحب مذکور را معاینہ کنانید دیدہ متحیر شد و گفت کہ اگر نوکری سرکاری کنید تدبیرے کنم کہ عہدۂ جلیلہ برائے جناب تجویز شود فرمود کہ مارا طمع دنیا دامنگیر نیست کہ حرص روزگار سرکار شما سازم

(**ترجمہ**) ذکاوت حضرت قدس سرہٗ کی ایسی تھی کہ ایک روز مولوی اوحد الدین صاحب کے مکان پر آرچر صاحب انگریز سے ملاقات ہوئی دوران گفتگو مین اسنے کہا کہ علم ریاضی مین جسقدر مہارت میری قوم کو ہوتی ہی کسی کو نہین ہوتی حضور نے فرمایا کہ مین اس علم کو لڑکون کا کھیل سمجھتا ہون و ایک روز مین اس

علم کی کیفیت دکھلاؤ نگا مکان تشریف لاکر بانسونکو ڈورے سے باندھکر ایک کل بنائی اُسمین روئی کو ڈالدیتے تھے تاگا بنکر نکلتا تھا وہ انگریز اس کل کو دیکھکر متحیر ہوا اور کہا کہ اگر آپ سرکاری ملازمت کرین تو مین کوشش کرون آپ نے فرمایا کہ مجھکو دنیا کی طمع نہین ہے کہ مین تمھاری سرکار کی ملازمت کرون۔

حضرت استاذی و مرشدی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے تھے کہ اس واقعہ کو حضرت جدی و مرشدی قدس سرہٗ نے روبرو بھی ارشاد فرمایا تھا اس سے زیادہ تفصیل تھی اور کل کی بھی پوری حالت ذکر فرمائی تھی مگر مین اپنے صغرسنی کے باعث پوری طور سے سمجھ نہ سکا تاہم اگر غور کرون تو اُسکے مطابق کل تیار ہوسکتی ہے۔

حالات سفر مدراس

۱۲۶۲؁ھ ہجری مین حضرت مولانا قدس سرہٗ نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا جمال الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی ملازمت حاصل کرنیکی غرض سے سفر مدراس اختیار کیا اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ بعض اعزا نے ازراہ حسد حضرت مولانا قدس سرہ کے اوپر بہتان لگا کے ایسے واقعات آپکے والد ماجد قدس سرہٗ کو لکھدیے جن کے باعث مولانا سے تکدر خاطر ہوگیا اُسکے دفعیہ کی غرض سے اتنا دور و دراز سفر حضرت مولانا نے اختیار فرمایا۔

اُس زمانہ مین مدت سفر مدراس کی قریب تین ماہ کے تھی ہر روز منزل بہ منزل قافلہ چلتا تھا اسوجہ سے حضرت مولانا نے اِس سفر مین بہت سے مقامات ملاحظہ فرمائے اور بہت عجائبات قدرت دیکھے اور بزرگان ارباب معرفت اور علمائے واقفان شریعت سے ملاقات فرمائی جنکا ذکر وقتاً فوقتاً فرمایا کرتے تھے اور بعض جنونکے کوائف اور درندونکے حالات اور موذی جانورون کے واقعات ذکر فرماتے تھے جن مین سے چند حالات اِس جگہ قلمبند کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

حکایت (۱) فرماتے تھے کہ ایک مقام پر شب کو ہم لوگ اُترے ہمارے ساتھ ایک مولوی صاحب تھے وہ کتب بینی کے بہت شائق تھے کتاب دیکھ رہے تھے کہ ایک کیڑا چراغ کے پاس آیا اُسکو اُن مولوی صاحب نے اُنگلی سے جھٹک دیا فوراً ہاتھ پانی ہو ہو کے بہنا شروع ہوا فرماتے تھے کہ ہمارے دیکھتے دیکھتے تمام جسم مولوی صاحب کا پانی ہوگیا اور وہ پانی اسقدر زہریلا تھا کہ ایک بھینس قافلے کے ساتھ کی اُس پانی کے اوپر سے گذری وہ بھی پانی ہوگئی۔

اس واقعہ کو بیان فرماکے ارشاد کرتے تھے کہ اکثر کیڑون مین زہر سخت ہوتا ہے اسواسطے ہاتھ سے اُن کو نہ ہٹانا چاہیے۔ بلکہ کسی نہ کسی شئے سے تاکہ حفاظت رہے۔

حکایت (۲) فرماتے تھے کہ ہمنے ایک بچھو دیکھا تھا جسکے زہر کی تیزی اسقدر سخت تھی کہ بڑے چٹان پر اُسنے ڈنک مارا فورًا وہ چٹان شق ہو گئی جسطرف وہ نکل جاتا تھا سخت تہلکہ پڑ جاتا تھا۔

حکایت (۳) ارشاد فرماتے تھے کہ ایک جگہ ہم لوگ پہونچے کہ لوگون نے دور سے قافلہ والونکو پکار کے کہا کہ ادھر سے ہٹ جاؤ ہم لوگ ہٹ گئے ہم سے اُن لوگون نے کہا کہ بڑی خیر ہوئی تم بہت محفوظ رہے ایک سانپ یہان نکلتا ہی جو مثل بال و رشتہ کے باریک ہوتا ہی جس طرف سے نکل جاتا ہی اگر درخت راہ مین پڑتا ہے تو گر جاتا ہی اگر کوئی جاندار ملتا ہی تو وہ ہلاک ہو جاتا ہی وہ اُسی طرف آرہا تھا جسطرف تم لوگ جارہے تھے حضرت مولانا ارشاد فرماتے تھے کہ تھوڑی دیر مین ہمنے دیکھا کہ وہ سانپ آیا ایک ڈورا سا کھسکتا ہوا معلوم ہوا تھوڑی دیر مین وہ آگے نکل گیا اور جسقدر درخت اُسکے نیچے پڑے تھے وہ سب گر گئے۔

حکایت (۴) ایک جگہ ملاحظہ فرمایا کہ ہر شخص کے پاس نیولا پلا ہوا ہی اُن لوگون سے اسکا سبب دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ یہان ایک قسم کا اژدہا آیا کرتا ہی اور وہ لوگونکو ہلاک کرتا ہی لیکن نیولے اُسکو مار ڈالتے ہین وہ بوجہ اپنے کبیر الجثہ ہونے کے فورًا لوٹ نہین سکتا ہی جب وہ آنے لگتا ہی تو اُسکی آواز ہم کو معلوم ہو جاتی ہے ہم سب اپنے اپنے نیولے اُسکی طرف چھوڑ دیتے ہین اور وہ پہونچتے ہی سب مل کے اُسکو ہلاک کر ڈالتے ہین۔

حکایت (۵) فرماتے تھے کہ ایک جگہ ہمنے خدا کی عجیب قدرت کا مشاہدہ کیا وہ یہ کہ ایک درے سے گذر ہوا اُسکے اوپر دریا جاری تھا دونون طرف اُس درے کے پہاڑ تھے اور دونون پہاڑون کے درمیان فاصلہ تھا مگر وہ دریا اسقدر زور سے جاری تھا کہ برابر پانی اِس طرف سے اُس طرف چلا جاتا تھا اور درمیان مین نہین گذرتا تھا فرماتے تھے کہ جب ہم اُسکے اندر سے گذرنے لگے تو بڑا خوف معلوم ہوا کیونکہ وہ اتنا بڑا دریا تھا کہ اگر نیچے گر جاتا تو قافلہ کا کوئی شخص بھی محفوظ نہ رہتا مگر پورا قافلہ آسانی سے گذرا اور کسی کو ذرا تکلیف نہین ہوئی ایک قطرہ بھی پانی کا نہین گرا۔

حکایت (۶) فرماتے تھے کہ مختلف صورتون کے اور قسم قسم کے جانور دکھائی دیتے تھے اور قوم اجنہ سے بھی بعض وقت دو چار ہونا پڑتا تھا ایک روز ایک راہ سے گذر ہوا دور سے دکھائی دیا کہ دو آدمی کھڑے ہوئے باہم لڑ رہے ہین جب اُنکے قریب پہونچے تو معلوم ہوا کہ اُنکی صورت اور چہرہ شیرون کا ایسا ہی اور دھڑ بھی مختلف ہی تمام قافلہ نے اُنکو دیکھا اور وہ اسی حیثیت سے لڑتے رہے یہانتک کہ ہمارا قافلہ آگے بڑھ گیا

حکایت (۷) ڈاکوؤن اور چورون کے مواضع پر سے بھی گذر ہوا مگر قافلہ کو کسی قسم کا گزند نہین پہونچا بلکہ وہ سب خلاق سے پیش آئے۔ دو ماہ کے بعد حیدرآباد دکن مین پہونچے وہان اُسوقت جناب مولانا ظہور علی صاحب فرزند جناب ملک العلما ملا حیدر رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے اور اُنکو سرکار نظام سے بارہ ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر عطا ہوئی تھی اور نہایت عزت واحترام سے بسر کرتے تھے حضرت مولانا کی تشریف آوری کی خبر سنکر بہت خوش ہوے بڑے تزک واحتشام سے استقبال کرکے اپنے مکان پر لائے اور چند روز مہمان رکھا۔

اعزاے حیدرآباد حضرت مولانا کی تشریف آوری سے بہت خوش ہوے علما اور اکابرین حیدرآباد نے بہت اچھی طور سے استقبال کیا اور عظمت واحترام مین کسی قسم کا دریغ نہین کیا نواب سراج الدولہ بہادر اور نواب شمس الامرا بہادر نے بہت اکرام کیا اور خواہش کی کہ حضرت مولانا حیدرآباد مین قیام فرماوین مگر مولانا نے ارشاد فرمایا کہ مین بطمع دنیا یہان نہین آیا ہون بلکہ مدراس اپنے والد ماجد کی خدمت مین حاضر ہو رہا ہون مین یہان قیام نہ کرونگا۔

حضرت مولانا قدس سرہٗ ارشاد فرماتے تھے کہ جس وقت مین حیدرآباد گیا تھا تو وہان جہان نما مین ایک سر رکھا ہوا تھا جو اگلی صنعت سے تھا اُس مین جس قسم کی بات کہی جاتی تھی اُسکا جواب ملتا تھا اُسکی ساخت مین ریاضی کی بڑی کاریگری کی گئی تھی۔

حضرت اُستادی و مرشدی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے تھے کہ وہ سر چند روز کے بعد خراب ہوگیا اور وہ کسی سے درست نہ ہوسکا چند دنون تو اُسکے نیچے ایک تہ خانہ بنادیا گیا تھا جسکے اندر آدمی بیٹھ کے اوپر کے سوالون کا جواب دیتا تھا پھر جب کارروائی طشت از بام ہوگئی تو اُس سے دلچسپی جاتی رہی اب یہ واقعہ ایک کہانی ہوگیا ہے مولانا نور الحسنین صاحب فرماتے تھے کہ حضرت مولانا سے اور مجھسے رشتہ مذاق کا تھا اور میرے دوسرے بھائی مولانا کی خدمت مین گستاخانہ مذاق کرتے تھے مولانا ہنس کے اُسکا جواب دیتے کبھی مولانا کو مذاق مین غصہ نہین آیا اور نہ کبھی کسی قسم کی بیہودہ گفتگو کی نہ زور سے کبھی ہنستے سُنا حالانکہ وہ زمانہ شباب کا تھا اور سب آپس مین بے تکلف تھے غرضکہ قریب ایک ماہ کے حیدرآباد مین قیام کرکے مدراس روانہ ہوگئے۔

مدراس مین داخل ہونا

حضرت مولانا جب مدراس کے قریب پہونچے تو جناب نواب غلام غوث خان بہادر والی ریاست آرکاٹ نے بڑے تزک واحتشام سے استقبال کا انتظام کیا اور اپنے مصاحب خاص ایک منزل پیشتر روانہ کیے لوگ

مولانا کو جاہ و احتشام سے مدراس مین لائے اور امراء و عمائد نے مولانا کو آپ کے والد ماجد کی خدمت
پہونچایا حضرت مولانا جمال الدین قدس سرہٗ نہایت مسرور ہوئے اور اپنے سعادتمند اور ہونہار فرزند کو
دیکھکر خوش ہوئے اور پہلے ہی ملاقات سے جو کچھ خیالات پیدا کرائے گئے تھے اُن سے بالکل صاف ہو گئے
اور کسی قسم کا غبار باقی نہین رہا بلکہ فرمایا کہ اتنی سی بات کے لیے تمنے کیون تکلیف گوارہ کی اس کی ہمکو
ندامت ہی اگرچہ تمسے ملنے کی مسرت ہی مولانا نے عرض کیا کہ حضرت کے مزاج مقدس کا ادنیٰ ملال
میرے دارین کی خرابی کا باعث ہی۔

حضرت مولانا کو جناب نواب غلام غوث خانصاحب بہادر نے اپنے مکانپر دعوت کرکے مخصوص مہمان کیا
اور بار بار شرف ملازمت سے عزت حاصل کرتے تھے مولانا کے مصارف کے لئے علاوہ اُس خدمت کے جو
حضرت مولانا جمال الدین صاحب کی بجالاتے تھے مشاہرہ مقرر کردیا اور وقتاً فوقتاً خود بھی مصارف و
ضروریات کی خبر گیری کرتے تھے۔

حضرت مولانا کا قیام پانچ سال مدراس مین رہا یہ مدت علمی مشاغل مین بسر فرمائی اکثر اوقات علماے
بدمذہب و اہل ضلال و بدعت سے مناظرہ بھی فرمایا اور خدا نے غلبہ دیا چنانچہ اُسی زمانہ مین ایک
میلاد شریف تصنیف فرمایا جسکے مقدمہ مین اثبات مشروعیت محفل میلاد شریف بڑی شرح و بسط سے کیا ہی
کیونکہ اُس زمانہ مین بعض غیر مقلدین کا اثر مدراس کے عام باشندون پر ہونے لگا تھا اور ذکر خیر و برکت کو
لوگ بدعت کہنے لگے تھے حضرت مولانا کی اِس تصنیف سے بڑا فائدہ ہوا۔

حضرت مولانا نے سلسلۂ درس و تدریس جاری فرمایا کثیر التعداد طلباء حلقۂ درس مین شریک ہوتے
تھے اور استفاضہ کرتے تھے۔

حضرت مولانا کے والد ماجد قدس سرہٗ نے اپنے سلاسل کی اجازت دی اور اپنا سجادہ نشین کیا سلسلۂ
چشتیہ اور قادریہ رزاقیہ اور سلسلۂ مصافحہ اور دیگر سلاسل کی جو حضرت مولانا جمال الدین قدس سرہٗ کو اپنے
والد ماجد حضرت مولانا علاء الدین احمد قدس سرہٗ سے اور اُنکو اپنے والد ماجد حضرت مولانا احمد انوار الحق
قدس سرہٗ اور حضرت مولانا بحر العلوم قدس سرہٗ سے حاصل تھے اجازت دی اور احمد بیعت کا بھی انھین
مجاز کیا حضرت مولانا کے مدراس مین تشریف فرما ہونے کے تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت قاضی محمد حسین صاحب
جو کہ مشاہیر علماء مدراس سے تھے اور ملک العلماء حضرت مولانا بحر العلوم کے ارشد تلامذہ اور خلفا سے کیا

سے تھے مولانا کی خدمت مین خود تشریف لائے اور فرمایا کہ صاحبزادے آپنے بڑا انتظار کرایا مین نے
حضرت مولانا بحرالعلوم کو خواب مین دیکھا تھا کہ فرماتے ہین مولوی محمد عبدالرزاق جب مدراس مین آوین
تو تم ہمارے سلسلۂ مصافحہ صدیقیہ کی اجازت ہماری طرف سے دینا اور اُنکے حوالہ ہمارے شجرے کردینا
چنانچہ تعمیل ارشاد حضرت مولانا کے لیے یہ سب حاضر ہین اور اجازت بھی دیتا ہون آپ کی امانت تھی
اب مین سبکدوش ہوگیا مولانا رحمۃ اللہ علیہ بہت مسرور ہوے۔
قاضی صاحب نے جب اس امانت سے سبکدوشی حاصل کرلی تو دوسرے روز مکانپر تشریف لیجا کر علیل ہوے
اور انتقال فرمایا گویا انتظار ہی فرماتے تھے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔
حضرت مولانا جمال الدین قدس سرہٗ نے مولانا کو سند تفسیر وحدیث وفقہ بھی عطا فرمائی اور مولانا کے
درس سے بہت خوش ہوے۔
حضرت مولانا نے اپنے والد ماجد قدس سرہٗ سے اجازت معاودت وطن کی حاصل کی فرماتے تھے کہ جب
مین نے ارادہ وطن کا کیا تو جناب نواب غلام غوث خان صاحب خود تشریف لاے اور نہایت منت سماجت
سے عرض کیا کہ مولانا آپ یہان تشریف رکھین مین خدمات لائقہ بجالانے مین دریغ نکرونگا اور آپ کا قیام
اپنے افتخار کا باعث تصور کرونگا مولانا نے اپنی والدہ صاحبہ کی مفارقت کا عذر کیا اور فرمایا کہ مین بطمع
دنیا یہان نہین آیا ہون صرف اپنے والد بزرگوار کی استمالت قلب و حصول ملازمت کی غرض سے
حاضر ہوا تھا بحمداللہ یہ امر مجھے حاصل ہوگیا اب مجھے اپنی والدہ صاحبہ کی خدمت مقدم ہی غرضکہ بہزار
اصرار نواب صاحب نے بھی اجازت دی اور سامان سفر درست کرنے لگے۔
حضرت استاذی ومرشدی قدس سرہٗ و دیگر ثقات سے مین نے سُنا ہی اور سفینۃ النجات مین بھی دیکھا ہی
کہ حضرت مولانا نے حلقۂ درس مین ایک روز ارشاد فرمایا کہ مین نے تمام مذاہب کے کتب فقہ کو دیکھا ہی مگر
قوم حبشی کی فقہ کی کتابین مجھے دستیاب نہین ہوئین تھوڑی دیر کے بعد ایک کتب فروش آیا اُس نے
مختلف کتابین دکھائین ایک اُن مین سے فقہ حبشی کی کتاب تھی مین نے اُس سے کہا کہ اسکو فروخت
کے لئے لائے ہو اُسنے کہا کہ ہان مین نے اُس سے قیمت دریافت کی اُسنے کہا کہ اسکو آپ رکھیے اور مطالعہ
کیجیے مین اسکے مالک سے قیمت دریافت کرلون تو لیلونگا جب مولانا اُسکے مطالعہ سے فارغ ہوے اور
وطن کی روانگی کا زمانہ بھی قریب آیا تو مولانا کی خدمت مین ایک روز وہی کتب فروش آیا اور کہا

کہ اگر جناب وہ کتاب ملاحظہ فرما چکے ہون تو عطا فرما دیجیے مولانا نے فرمایا کہ تم تو اُسکو فروخت کرنے کی غرض سے لائے تھے صرف قیمت مالک سے دریافت کرنا تھی اُسنے عرض کیا کہ جناب کا مین شاگرد ہون مین بھی مدرس مین اُس دن حاضر تھا جب جناب نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہیچ فقہ جن کی کوئی کتاب نہین دیکھی ہے اسواسطے مین نے اپنی کتاب حاضر کردی مین جن ہون اور جناب کی خدمت مین استفاضہ کی غرض سے حاضر ہوتا تھا اب اگر جناب مطالعہ فرما چکے ہون تو مجھے واپس فرما دیجیے مولانا نے کتاب واپس کردی اور اُس سے دریافت فرمایا کہ اسوقت تک کوئی قوم جن مین صحابہ سے بھی حیات ہے اُسنے کہا کہ ہان میرے ایک چچا ہین کہ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوے ہین اور اسوقت تک حی وقایم ہین مگر ترک دنیا کرکے تمام علائق سے کنارہ کشی فرما کے ایک صحرا مین مقیم ہین مولانا نے فرمایا کہ کوئی صورت اُنسے ملاقات کی ہے اُسنے عرض کیا کہ وہ خود بھی جناب کی ملاقات کے مشتاق ہین اور اُنکے قیامگاہ کو جناب راستہ مین ملاحظہ فرما دینگے پھر حضرت مولانا سے پورا نشان اُس جگہ کا اُسنے دیا کہ جہان وہ قیام پذیر تھے عرض کیا کہ جب اِس قسم کے صحرا مین پہونچیے گا تو لوگون سے کنارہ کشی کرکے فلان سمت تھوڑی دور تشریف لیجائیے گا تو وہ ملین گے اور وہ خود بھی منتظر ہونگے۔

حضرت مولانا جب مدراس سے روانہ ہوے تو وہان کے عمائدین نے بہت احترام سے رخصت کیا دو تین منزلون تک لوگ پہونچانے آئے مولانا کے والد ماجد قدس سرہ کو مفارقت کا بہت رنج ہوا مگر خدمت والدہ کے عذر کو قبول فرما کے رخصت کر دیا۔

مولانا جب اُس صحرا مین پہونچے جہان کا نشان اُس جن نے دیا تھا تو پہچانا اور لوگون سے علیحدہ ہو کے تھوڑی دور چلے تھے دیکھا کہ ایک معمر بزرگ تشریف فرما ہین جب مولانا اُنکے قریب پہونچے تو اُنھون نے نہایت جوش مسرت سے استقبال کیا اور مولانا کو اپنے قریب بٹھایا اور مختلف باتین کرتے رہے اُسکے بعد فرمایا کہ مین اجنہ نصیبین کے گروہ سے ہون اور حضور کی خدمت مین اکثر حاضر رہا ہون اکثر غزوات مین بھی شریک ہوا ہون میرا نام جھینہ جن ہے اور قریب چالیس احادیث کے بھی مولانا کو سنائین۔

الحمد للہ حضرت مولانا قدس سرہ کی برکت سے اُنکے ملنے والے تبع تابعین کے زمرہ مین داخل ہین اور یہ سب خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم کی فضیلت سے سرفراز ہین۔

جنون کی روایت مین علماء نے تین قول پر اختلاف کیا ہے ایک گروہ عدم قبول کا قائل ہے دوسرا

قبول کرتا ہی تیسرا توقف کرتا ہی اور یہی رائے محققین کی ہی اسی کے قائل ہمارے اساتذہ ہین مگر تبرکاً اُن روایات کو جو اِس طریقہ سے حاصل ہوتے ہین قبول کرتے اور شرف قبول حاصل کرتے ہین چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے بعض اساتذہ اور شیوخ احادیث اہل حجاز کے بھی ایسے روایات اپنے مسانید مین روایت کرتے ہین او رموجب برکت اعتقاد کرتے ہین۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی قومی زندگی

بہ اعتبار جامعیت درس نظامی یہ کوئی حیرت انگیز امر نہین ہی کہ اِس سلسلہ کے علماء عموماً اور فرنگی محل کے علماء خصوصاً مختلف مذاق و روش کے گزرے ہین اور اُنکے ذوق کے لحاظ سے طرز بھی جداگانہ رہا ہی یہان ہم اُس کی تفصیل نہین کر سکتے ہین لیکن اجمالاً ہمارے مضمون کے ساتھ جہانتک تعلق ہے کچھ معلومات بہم پہونچاتے ہین۔

علماے فرنگی محل بہ اعتبار اپنے ذوق کے تین صنف کے ہین ایک وہ لوگ ہین جنکی عمر علوم معقولہ کے پڑھانے اور تصانیف و توالیف مین صرف ہوئی اور ہمیشہ حواشی و شرح کے لکھنے کا سلسلہ رہا دوسرے وہ حضرات ہین جنھون نے منقولات سے توغل رکھا اور تصوف کی طرف مشغول ہو گئے اور تعلیم وارشاد خلائق مین عمر بسر کر دی تیسرے وہ اولوالعزم حضرات ہین جنھون نے باوجود اسکے کہ تصوف کی چاشنی چکھی پھر بھی خلق اور قومی معاملات سے اور معاشرت کے ارتباط سے بے تعلقی اختیار نہین کی اکثر حضرات ان مین سے ایسے ہین جنکی ایک عمر اول طرز مین بسر ہوئی اور دوسرا حصہ عمر کا اُنھون نے دوسرے طرز مین گزارا۔

ہمنے معتبر حضرات کو کہتے سنا ہی کہ علماے فرنگی محل چالیس برس تک علم ظاہری کی خدمت کرتے ہین اور بعد اسکے علوم باطنیہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہین۔

قدما مین اولوالعزم حضرات سے حضرت مولانا احمد عبدالحق حضرت مولانا بحرالعلوم اور حضرت ملا نظام الدین قدست اسرارہم ہین کہ یہ حضرات باوجود اشتغال علوم ظاہریہ اور مباشرت خلائق کے صوفی صافی گذرے ہیں اس قسم کے حضرات بالکل نفسانیت سے بے تعلق اور للّٰہیت کے گرویدہ تھے کسی کام مین اُسوقت تک دخل نہین دیتے تھے جبتک یہ نہ سمجھ لیتے کہ اسمین جہت دینی بھی ہی اور جب اُن کو اس امر کا علم ہو جاتا کہ یہ امر دینی ہی تو پھر کسی شخص کی پرواہ نہ کرتے اور عموماً دنیا سے بے تعلق رہتے ہمکو جہانتک علم ہی حضرت مولانا قدس سرہ کا شمار بھی اِنھین حضرات کے گروہ مین ہی

کہ یون تو دنیا کو ترک کردیا اور امراء و عمائد سے بے لوث ہوگئے اکتساب کے طریقے ترک کردیے اور تھوڑی معیشت پر
بسر کرتے اور توکل سے عمر گذرانے پر آمادہ ہوگئے مگر امر حق مین کسی بات کے اختیار کرنے مین دریغ نہین فرماتے
اور دوسرون کے لئے ہر سعی و کوشش سے پہلوتہی نہ کرتے۔

حضرت مولانا قدس سرہٗ کی بے تعلقی اس سے ظاہر ہے کہ نو عمری مین کبھی امراء کی صحبت کا شوق نہین ہوا جوانی
مین سلاطین اودھ اور اُنکے عمائد کی کوئی پرواہ نہین کی کسی عہدہ کی ہوس نہین ہوئی امراء حیدرآباد نے
امامت کی خواہش کی صاف جواب دیدیا کہ مجھے طمع دنیا نہین ہے نواب مدراس نے بہت منت کی کہ یہان
قیام فرمایئے مین خدمات لایقہ بجالاؤنگا مگر کچھ التفات نفرمایا زمانہ سلطنت واجد علی شاہ مین بلا خوف و خطر
جناب مولانا امیر علی صاحب کی موافقت مین فتوی پر دستخط کیا اور نواب علی نقی خان سے رد و بد و سخت گفتگو کی
اسکی تفصیل اس بحث کے آخر مین ہم کرینگے جناب نواب کلب علی خانصاحب والیِ ریاست رامپور نے
بہت اصرار کیا کہ مولانا رامپور مین تشریف لائین مگر آپ نے صاف جواب دیدیا نواب صاحب نے تقرر وظیفہ
کی درخواست فرمائی مگر آپنے صاف انکار کردیا۔

جناب مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر نے مخصوص اظہار عقیدتمندی کرکے خواہش تشریف لانے کی کی اپنا ایک معتمد
حضرت مولانا کی خدمت مین بھیجا مگر آپنے کچھ توجہ نفرمائی۔

جب حضرت مولانا جمال الدین رحمۃ اللہ کی وفات ہوئی تو اُسوقت کے قاعدہ کے موافق حضرت مولانا کی
تنخواہ مقرر ہونا چاہیے تھی اور بیوہ یعنی حضرت مولانا کی والدہ صاحبہ کو نصف تنخواہ شوہر کی ہونا عام
قاعدہ گورنمنٹ برطانیہ کا طرز مین نواب صاحب آرکاٹ کے واسطے تھا حضرت مولانا جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ
کی تنخواہ آخر مین بعد انتزاع سلطنت نواب صاحب پانچسو روپیہ ماہوار تھی جسکے نصف مبلغ ڈھائی سو روپیہ
ماہوار تنخواہ ہونیکا استحقاق آپ کی بیوہ کو تھا مگر حضرت مولانا نے اُسکی تحصیل کی کوئی فکر نہین کی حالانکہ
حضرت مولانا کی والدہ صاحبہ بعد وفات اپنے شوہر کے قریب تیس ۳۰ برس کے زندہ رہین جسکے رو سے
ہزارہا روپیہ ہوتا تھا امراء مدراس نے اکثر تحریک کی اور گورنر مدراس نے بھی حضرت مولانا سے ملاقات
چاہی مگر مولانا نے انکار کیا اور تنخواہ کے بارہ مین فرمایا کہ مین نے کبھی مخلوق سے اپنی حاجت نہین کہی ہے
چنانچہ اُسکے حاصل کرنے سے ہمیشہ اغماض فرمایا۔

جب آپ کے فرزند حضرت مولانا محمد عبد الوہاب صاحب قدس سرہٗ نے حیدرآباد تشریف لیجانیکا ارادہ فرمایا

تو آپ نے وصیت فرمائی کہ طمع دنیا سے ہمیشہ دور رہنا اس وصیت کا اثر اسوقت تک اللہ کے فضل سے
حضرت مولانا کی اولاد مین موجود ہی۔
یہ امر اوپر مذکور ہو چکا ہی کہ مسٹر آرچہ نے چاہا کہ مولانا کوئی ملازمت سرکاری اختیار فرمائین تو عہدۂ جلیلہ
کی فکر کر دیجاوے مگر حضرت مولانا نے صاف جواب دیدیا چیف کمشنر اودھ نے ملاقات کی خواہش کی آپ نے
فرمایا کہ مین نے غدر کے بعد سے کسی کافر حربی کی صورت نہین دیکھی ہی اُس سے منع کر دیا جاوے کہ میرے
پاس نہ آوے ورنہ مین اُس سے بُری طرح پیش آؤنگا۔
جب حضرت مولانا قدس سرہٗ کو خطاب شمس العلما کا دیا گیا تو ایک مدت تک حضرت سے پوشیدہ رکھا گیا اتفاق
سے ایک صاحب نے حضرت سے اسکا تذکرہ کر دیا آپ سنکر بہت متاثر ہوئے روئے اور فرمایا کہ معلوم نہین مجھسے
کیا خطا سرزد ہوئی ہی جو اس آفت مین مبتلا کیا گیا ہون جس امر سے مین نے تمام عمر پرہیز رکھا اس پیرانہ سالی
مین جب کسی شئے کی ہوس نہین رہی یہ بلا سر پڑی ہی اُس دن سے عہد کر لیا کہ اب گھر سے باہر نہ جاؤنگا
چنانچہ اپنے زنانہ مکان مین بھی نہین تشریف لے گئے صرف اپنے پیر و مرشد قدس اللہ سرہ العزیز کے آستانہ پر
حاضر ہوتے اور مسجد فرنگی محل مین نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے تشریف لیجاتے تمام مقامات پر آنا جانا بند کر دیا اور
اپنے فرزند مولانا محمد عبدالوہاب قدس سرہ سے فرمایا کہ اس خطاب کو واپس کرو مجھسے خود میرے ماموں صاحب
جناب سر راجہ شیخ محمد تصدق رسول خانصاحب مرحوم راجہ جہانگیر آباد نے اس قصہ کو بیان فرمایا ہی کہ حضرت
مولانا محمد عبدالوہاب صاحب میرے پاس تشریف لائے اور حضرت مولانا قدس سرہٗ کی ناگواری کا اظہار
فرمایا اور فرمایا کہ حضرت نے مجھے حکم دیا ہی کہ اِسکو واپس کرون مین مولانا کے ہمراہ کمشنر صاحب کے
پاس جانے کے لیے روانہ ہوا اتفاق سے راہ مین کمشنر صاحب سے ملاقات ہو گئی گاڑی روک کر
اُن سے ملا اور کیفیت بیان کی کمشنر صاحب نے کہا کہ خطاب کے واپس کرنے مین گورنمنٹ کے لیے بہت
سُبکی ہی آپ مولانا کو اب اسکی اطلاع نہ کرین کہ خطاب واپس نہین ہوا مین اسکا انتظام کر دونگا کہ دربار
وغیرہ کی کوئی اطلاع مولانا کے پاس نہ جاوے اور اُن کو اس خطاب کے باعث کسی موقع پر شرکت
کی تکلیف نہ دیجاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔
حضرت مولانا کے حضور مین مسترشدین کا ہر وقت مجمع رہتا تھا مرجع خلائق تھے مگر خود سوائے پند و نصایح
اور اخبارات بادشاہانِ ماضیہ کے کسی قسم کی گفت و شنید نہین فرماتے تھے۔

اکثر عمائد خود حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے یہان مہمان ہوے وہ خود حضرت مولانا کے حضور مین حاضر ہوتے مگر حضرت نے اُنکے پاس جانا پسند نہین فرمایا۔
سلطان مکلار شہر نواب سلطان نواز جنگ مرحوم مہمان رہے نواب شرف الامراء مدراس کے حاضر خدمت ہوے شرف مہمان نوازی حضرت مولانا سے مشرف ہوے نواب مختار الملک سر سالار جنگ بہادر مدار المہام ریاست حیدر آباد و نواب شمس الامرا بہادر بارہا تشریف لاے اور حضرت مولانا کے مہمان رہے اور دیگر عمائد و امراء اور اہلِ مناصب و ثروت اور عرفاے کاملین اور علماے متبحرین کا ہمیشہ مولانا کی خدمت مین حاضر ہونا اسقدر کثیر ہے کہ اُن سب کا احاطہ قدرت تحریر سے باہر ہے۔
بارہا امراء نے دعوت کی اور ایک معمولی فقیر اہلِ حرفہ کی دعوت پہلے سے قبول فرما چکے تھے اُسپر اُس امیر کی دعوت کو مقدم نہین فرمایا اور صاف جواب دیدیا۔
حضرت مولانا کی وجاہت و عزت تمام اقوام کے واقفکار اکابر اہلِ دولت دنیوی و دینی سمجھتے تھے اور احترام و وقار کرتے تھے۔

مختصر حالات واقعۂ شہادت حضرت مولانا مولوی امیر علی صاحب شہید رح

زمانۂ شاہانِ اودھ مین جتنا جتنا انحطاط سلطنت کا ہوتا جاتا تھا اجودھیا مین ہنتون کا زور بڑھتا جاتا تھا شاہانِ قدیم کے مساجد مسلمانون کے مقابر و معابد پر ہنود قابض و متصرف ہو گئے تھے اور جب سے درشن سنگھ برہمن ناظم کیا گیا اور بھی قوت ہنود بگڑ گئے پہلے ہنومان گڑھی کے قریب کی مسجد منہدم کی گئی پھر مسجد بابری کے صحن مین بتخانہ تعمیر کیا گیا سیتا کی رسوئین اُسکا نام رکھا گیا اور سرگ دوارہ کی مسجد بیحرمت کی گئی اور اُسمین خس و خاشاک بھر دیا گیا آخر مسلمانونکو تاب ضبط اور تحمل جاتا رہا جناب شاہ غلام حسین صاحب نے اُن مساجد کی درستی کا ارادہ کیا اور ایک جماعت کثیر مسلمانونکی لیکر وہین قیام فرمایا سنہ ۱۲۷۱ ہجری مین ہنتون نے شاہ صاحب موصوف کو مسجد کے اندر شہید کیا اِس واقعہ سے اور بھی مسلمانونکو رنج زیادہ ہوا لیکن حکومت نے کچھ زیادہ اعتنا نہ کی جب مسلمانونکی طرف سے مطالبہ بہت بڑھا تو ایک صاحب مولوی نہال الدین حسب الحکم نواب علی نقی خانصاحب زیر تحقیق واقعہ کے لیے اودھ گئے اور اُنکو حکم ملا کہ مولوی حفیظ اللہ صاحب داروغۂ عدالت کی معاونت سے اِس قضیہ کی تحقیقات کرین اور اُسوقت تک شاہ غلام حسین صاحب کی شہادت کا واقع نہین ہوئی تھی مگر انکے فیض آباد پہونچتے پہونچتے شاہ صاحب اجودھیا مین شہید کر دئے گئے انکی تحقیقات مسلمانون کے

دعوے کے موافق تھی مگر جب نواب علی نقی خانصاحب کو شاہ صاحب کی شہادت کی اطلاع ہوئی تو راجہ مان صاحب
اور آغا علی صاحب ناظم کو تحقیق مزید کا حکم دیا گیا یہ دونون اجودھیا پہونچے اور اُنکی فریب دہی سے ایک
ظاہری مصالحت ہوگئی جب یہ واقعہ مشہور ہوا تو علمائے لکھنؤ مین سے جناب حضرت مولانا شاہ محمد عبدالرزاق
صاحب قدس اللہ سرہ العزیز اور جناب مولانا مولوی امیرالدین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن امیٹھی اور بعض دیگر
علماء نے بہت اثر لیا چنانچہ اس واقعہ کو کتاب حدیقۃ الشہداء مین مفصل لکھا ہی جسکی عبارت حسب ذیل ہی۔
"جب قرار نامہ اور صلحنامہ نواب نے ملاحظہ کیا مارے خوشی کے ہنس دیا اور کہا الحمد للہ جو ہونا تھا سو ہوا مگر اب فساد
مٹ گیا غرض ایسی کچھ صورت ہوئی کہ نواب کے نزدیک تعمیر مسجد اور جو خون مسلمانون کا ہو رہا تھا اُسکے انتظام
کی ضرورت نہوئی تب بعض علمائے لکھنؤ کے کان کھڑے ہوے اُنکے ساتھ کچھ مسلمان کھڑے ہوے ہمدگر یہ کلام
کیا کہ یہان کے حکام نے اسلام کو سلام کیا آج ہندوؤن نے ہنومان کی گڑھی کی مسجد کھودی اگر ایسی ہی مسلمانی
ہوی ہی تو کل لکھنؤ مین عمل کرینگے ہر خانۂ خدا مین ایک ایک بت دھرینگے اگر یہی ڈھنگ آجکل ہی تو گریہ کشتن روز
اول ہی اب ہاتھ پاؤن ہلانا چاہیے ورنہ ہندوستان سے بیت اللہ کو جانا چاہیے آخرش ارباب فرنگی محل سے
مولوی محمد عبدالرزاق کہ طفلی سے ہم اُنکو ورع اور پرہیز مین کامل جانتے ہین خصوصاً جب سے سفر بدر اس
کر آئے ہین کچھ اور ہی ڈھنگ پر آئے ہین عبادت مین طاق ریاضت مین مشاق شب بیدار تہجد گذار اور مولوی
امیرالدین علی صاحب ساکن قصبۂ امیٹھی کہ امور مذکورہ مین یہ مراتب بڑھے ہوے ہین اس سیڑھی کے بہت
زینو پر چڑھے ہوے ہین الحق ایسے لوگ خدا پرست مئے الست سے مست کم ہوتے ہین نہ دن کو آسودہ ہوکے کھاتے ہین
نہ رات کو آرام سے پاؤن پھیلا کے سوتے ہین دونون صاحب بعزم جہاد و بنیت صلاح و سداد مستعد ہوے اور
مولوی تراب علی اور مولوی برہان الحق اور مولوی حیدر علی مدظلہم سے مشورہ ہوا سبنے فرضیت جہاد کا اقرار کیا
اور کہا کہ جبتک ہنود سے مقابلہ نہ ہوا تھا اور مسجد بابری مین مقابلہ نہ ہوا تھا تب تک فرض کفایہ تھا اب
بے شبہہ فرض عین ہی ہجوم کفار برای العین ہی بے انتقام خون مسلمانان اور گستاخی اوراق کلام اللہ کب دلکو
آرام ہی ہمارے نزدیک اب ہنگام نفیر عام ہی"
غرضکہ بعد اس مشورہ کے ان حضرات نے باوجود انکار جناب مولانا مولوی امیرالدین علی صاحب کو اپنا امام بنایا
اور تجویز ہوئی کہ پنجشنبہ کو جناب حضرت مولانا محمد عبدالرزاق صاحب قدس سرہٗ اور جناب مولانا مولوی امیرالدین علی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ امیٹھی کو تشریف لیجاوین اور وہان انصرام سامان جہاد کا کرکے فیض آباد روانہ ہو جاوین اس مقام پر

صاحب حدیقۃ الشہداء نے جن پریشانیون اور اہل محلہ کی بدخواہیونکا ذکر کیا ہے اُنکا لکھنا مناسب نہین معلوم ہوتا ہے
لیکن حضرت مولانا کے تشریف لیجانیکی صورت اُسیکے الفاظ سے ذکر کرتے ہین یہانتک شور و غوغاے محشر بپا ہوا کہ اُس
خدادوست سراپا مغز بے پوست کو بھی بجتے بجتے خبر ہوئی طبیعت زیر و زبر ہوئی فرمانے لگے کہ یہ سب سامان فقط میرے
روکنے کیواسطے ہورہے ہین اور وہ ممکن نہین مجھپر پڑھا جن چڑھا ہی ہین خواہ مخواہ جاؤنگا کافرونکو جہنم مین پہونچاؤنگا
میرے نزدیک وہ دارالحرب ہے فرض عین حرب و ضرب ہے ہان صبح تک اگر مین نے قیام کیا پھر جانا دشوار ہوگا محلہ بھر
روکنے کو تیار ہوگا یہ سوچکر بیک بینی و دوگوش فقط ایک تیر بردوش لنگی کندھے پر عصاے پیری ہاتھ مین رمضان
خدمتگار ساتھ مین محلہ نرہی کو روانہ ہوے امیرالمجاہدین جناب مولانا مولوی میرالدین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
وہان اُترے تھے آدھی رات گذری اُنکے پاس پہونچے۔

پھر جناب مولانا مولوی امیرالدین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور جناب حضرت مولانا شاہ محمد عبدالرزاق قدس اللہ سرہ العزیز
مع ایک لشکر جرار اینٹھی روانہ ہوگئے اُنکے جاتے ہی اعیان سلطنت مین ایک کھلبلی مچ گئی اور شہر مین ایک
شورش برپا ہوگئی نواب نے بقیہ علماء فرنگی محل مین سے بعض سربرآوردہ حضرات کو بلا کے بہت افہام و تفہیم کی اور جناب
مولوی فقیر اللہ صاحب کو مع دیگر ہی خواہان سلطنت کے فہمایش کے لئے روانہ کیا ان لوگون نے اینٹھی پہونچ کے
ایک حلفنامہ لکھدیا کہ اگر مسجد ثابت ہوگی تو نواب صاحب بہادر اُسیوقت بنوادینگے اور بیراگیون سے بے ادبی کا
انتقام بھی لینگے اور اگر ثابت نہ ہوئی تو مجبوری ہے بیراگیونکی بے قصوری ہے شکایت نہ کیجیے گا جہاد کا نام پھر نہ
لیجیے گا اس عہد و مواثیق پر وثوق کر کے جناب حضرت مولانا محمد عبدالرزاق صاحب قدس اللہ سرہ العزیز مع اعوان
و انصار اپنے گھر کو آئے مگر جناب مولوی میر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہینے ہی مکانپر قیام پذیر رہے صاحب حدیقۃ الشہدا
سے موثق روایت ہے کہ جوگویا اُنھین کی عبارت ہے مولوی محمد عبدالرزاق صاحب نے حسب طلب نواب صاحب
کے نواب صاحب سے ملاقات کی اور ہنگام استفسار حرف و حکایات کی لیکن وہی تیور وہی جہاد فرض عین ایسی
تقریر دلپذیر کی کہ خروج واجب ہر مسلمانپر رہا زیادہ اس مقام پر طول نہ کیا طبیعت نے تطویل لاطائل کو
قبول نہ کیا خلاصہ یہ ہے کہ خلعت دینے مین نواب نے بہت اصرار کیا مولویصاحب نے انکار کیا رخصت ہوکے مکانپر آئے
کلمات حسرت زبانپر لائے دو ایک بار اور دربار گئے بمجبوری ناچار گئے جب نواب تعمیر مسجد مین چون و چرا کرنے لگے
تب اپنے پھر آنے پر خود نفرین کرنے لگے چاہا کہ پھر عزم کرین سامان رزم کرین لیکن سر دست شہر سے نکلنا
دشوار تھا کہ نرہی کا پل اور ناکہ جات پر بند و بست سرکار تھا۔

جناب حضرت استاذی و مرشدی مولانا محمد عبد الباری صاحب رحمہ اللہ ارشاد فرماتے تھے کہ حضرت جدی و مرشدی
قدس اللہ سرہ العزیز ارشاد فرماتے تھے کہ جسوقت مین دربار مین گیا ہون تو مین نے کسیکو سلام نہین کیا ایک
درباری نے کہا کہ آپ نواب صاحب کو کیا مسلمان نہین سمجھتے ہین مین نے کہا کہ حدیث شریف مین آیا ہے
المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ یہان مسلمانون کی سلامتی نہین ہی مین سلام کسکو کرون اُسکے
بعد نیچہ ٹیک کے سامنے بیٹھ گیا اور صاف صاف گفتگو کی پھر خلعت آیا تب مین نے کہا کہ یہ مین نہ لونگا ہمارا انعام
یہی ہی کہ مسجد بنوا دیجاوے نواب نے بہت مستحکم وعدہ کیا لیکن کچھ نتیجہ نہ ہوا آخر جناب مولانا مولوی امیر علیصاحب
کو بھی باغواے صلح دو بار لکھنؤ مین طلب کیا اور وعدون ہی پر ٹالدیا اور ہر طرح کے دھوکے اور فریب دیکے
لشکر اسلام سے لوگونکو پھیرنیکی کوشش کی گئی یہانتک کہ ایک بڑے معتمد علیہ اغوا مین آگئے ادھر مولوی تراب علی
صاحب اور حضرت مولانا محمد عبد الرزاق صاحب موقع پاکر سندیلہ تشریف لیگئے اور جب خبر ہمراہ ہونکی کجرویکی اور بات روان
مسلک دین متین اور خوشخبر امان شرع مبین یعنی مولوی تراب علیصاحب اور مولوی محمد عبد الرزاق کو پہونچی گو
ابھی خوب سامان درست نہ ہوا تھا چلنے والونکا ارادہ مصمم اور چست نہ ہوا تھا دو چارون کی تحریر و ترغیب سے
بہت لوگ راہ پر آجاتے بڑے سامان ہاتھ آتے لیکن دشواریونکا لحاظ کرکے سہالی روانہ ہوگئے جہان جناب
مولوی امیر علی صاحب بعد واپسی لکھنؤ کے قیام پذیر تھے لشکر اسلام ہر روز زیادہ ہوتا تھا لوگ جوق جوق
آکر شریک ہوتے تھے اِدھر افسران فوج کو حکم ہوا کہ پھر مولوی امیر الدین علی صاحب کی خدمت مین جاؤ اور
کہو کہ پھر نواب صاحب نے آپ کو پیغام دیا ہی اور یہ عذر پیش کیا ہی کہ یہ مہینہ ماتم فرزند رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم تھا مین عزاداری محرم مین مشغول تھا انشاء اللہ تعالیٰ اب تھوڑے توقف مین بہت کام بنجائے گا
بے تامل خانۂ خدا ذوالجلال والاکرام بنجائیگا چنانچہ مان سنگہ کو سوے اودھ بھیجا ہی اگر وہ مسجد بنواتا ہے تو بہتر
نہین تو ہمین منتون کو لاتا ہی کماینبغی روبکاری ہوگی بہرحال مسجد کی تیاری ہوگی اب ہرگز تامل نہوگا اس
امر مین کسی طرح سے تغافل نہ ہوگا آپ کو بھی مناسب ہی کہ مولوی برہان الحق صاحب اور مولوی محمد عبد الرزاق صاحب
اور مولوی تراب علی صاحب کو بطور رسالت و سفارت روانہ فرمایئے آپ کہین نہ جایئے انکے سامنے بخوبی روبکاری
ہوگی عیان کیفیت ساری ہوگی آخرش مولوی امیر علی صاحب نے پھر ان حضرات کو مع ایک منظومہ عرضی کے
بطور سفارت کے لکھنؤ بھیجا لیکن یہ سب نواب کی دھوکہ دہی تھی جب اُسنے ان حضرات کو جدا کرلیا طرح طرح کے
کید کرنا شروع کئے لوگونکو ورغلانے کے لیے بھیجا علماء سے فتوے لکھوائے انکو مولویصاحب کمجہتمین روانہ کیا

اور علماء کے وہ دستخطی فتوے بھجوائے جنکو دیکھ کے عامۂ اہلِ اسلام وعوکے مین آ ئے مگر جناب مولانا محمد عبدالرزاق
صاحب نے علما کی موافقت نہ کی اور فرضیت ودفاع کفار بدلیل ثابت کی اور اِس فکر مین رہے کہ موقع پاکے
نکلجائین مگر کسیطرح جانے نہ پائے اِدھر جناب مولانا امیر علیصاحب نے فیض آباد کی طرف کوچ کیا اور لشکر سے
لوگ باغوائے بیدین اور بمکائد مفسدین فرار ہونے لگے فوج سرکاری شجاع گنج کے قریب مزاحم ہوئی
اور تھوڑے لشکر کو توپ و بندوقوں سے اُڑا دیا حضرت مولانا امیر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بتاریخ
چھبیسوین ۲۶ صفر روز چہارشنبہ شہید کیا۔
یہ واقعہ عبرت اور فسانۂ حیرت باعث زوال سلطنت ہوا۔ہم یہان طول دینا اور ناظرین کو ملول کرنا نہین
چاہتے ہین لیکن اُن بعض علمائے احناف کی خطائے اجتہادی کے معترف ہین جنھون نے مجمل فتویٰ لکھدیا ہے
بالخصوص جناب مفتی محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ کے بارہ مین خود جناب حضرت مولانا شاہ محمد عبدالرزاق صاحب
قدس اللہ سرہ العزیز نے بارہا فرمایا کہ واقعی اُنسے زلت ہوئی ضلالت وگمراہی سے مبرا تھے جو کچھ اُن اوقات
مین ہوگیا اُن سب کا تدارک غدر مین مل گیا شہر کی بربادی خان ودان کی تباہی ہوئی حضرت مولانا
قدس سرہ جب اس واقعہ کو یاد فرماتے تو جوش وخروش مین آجاتے تھے اور جو کیفیت گزرتی تھی وہ
دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی تھی۔
جناب مولوی توکل حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مینائی مقیم ستر کھ ضلع بارہ بنکی نے خود میرے سامنے حضرت
استاذی ومرشدی مولانا محمد عبدالباری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ مجھے خیال تھا کہ جناب مولانا
محمد عبدالرزاق صاحب قدس سرہٗ حضرت مولوی امیرالدین علی قدس سرہٗ کے معرکہ سے ساتھ چھوڑ کے
چلے آئے اگر کسی وقت ملاقات ہوگی تو اسکا مسئلہ دریافت کرونگا اتفاق سے حضرت مولانا قدس سرہ ستر کہ
تشریف فرما ہوئے اور جناب قاضی اکرام احمد صاحب تعلقدار ستر کہ کے یہان بارہ دری مین قیام فرمایا لوگ جمع
تھے مین بھی حاضر ہوا خیال کیا تھا کہ اس مسئلہ کے متعلق دریافت کرونگا خود ہی متوجہ ہوئے اور فرمایا
مولوی صاحب جہاد سے بھاگنا اور واپس ہونا سخت گناہ ہے اُسکے بعد فرار عن الزحف کے وعیدات
اور اُسکے متعلق مسائل بہت شرح وبسط سے بیان فرمائے اور مجھسے فرمایا کہ مولوی صاحب فقیر حسب ارشاد
مولوی امیر علی صاحب مصالحت کی غرض سے لکھنؤ آیا تھا اُنکا بھیجا ہوا تھا خود بھاگ کے نہین آیا تھا
یہان پہونچ کے مصالحت کی صورت مین لیت ولعل ہوا ناچار ہوگیا ارادہ تھا کہ ناامیدی ہوجائے

تو پھر لشکر مین مولوی امیر علی صاحب کے جاملون مگر قضا و قدر سے چارہ نہین ہی ہم لوگ مصالحت مین پڑے تھے اور وہان شہادت ہوگئی بعد شہادت کی خبر ہونے کے بجز حسرت و افسوس کے کچھ نہ ہو سکا اسکے بعد دیر تک تاسف فرماتے رہے تھے اس ارشاد سے اور بھی خطرہ پر مشرف ہوکے تسلی آمیز دوا سے سخت انفعال ہوا۔ صاحب حدیقۃ الشہدا مجتہد صاحب کی حالت ذکر کرنے کے بعد علمائے احناف کا عذر ذکر کرتے ہین اور اگر انصاف کیجئے تو واقعہ بھی یہی ہی کہ علمائے حنفیہ ناواقفت از طلب دنیا عدول حکمی سرکار کا چارہ نہ رکھتے تھے اور قتل مجاہدین گوارہ نہ کھتے تھے دیکھا کہ فوج اسلام حصار انتشار مین گھری ہی اور جماعت گنوارون کی بھی چارون طرف سے آگری ہی خواہ مخواہ حکم فسخ عزیمت اور عدم فرضیت جہاد بہ ہیأت کذائی و در صورت مقاتلہ درین ہنگام حکم دغدغہ در شہادت نہ قطعًا انکار از شہادت لگا کے مطعون عوام ہوے ناکردہ گناہ بدنام ہوے ہان یہ الزام البتہ ہے کہ جب سمجھے تھے کہ امیر المجاہدین خواہ مخواہ جائینگے اور شوکت مین خلل ہے اور شکست کا محل ہی اسوقت اشتراک فرض تھا کب یہ جواب بیباک فرض تھا اور اگر اشتراک بھی نامنظور تھا تو اغماض ضرور تھا مگر علمائے امامیہ بانئ قتل مجاہدین ہوے باعث ننگ دین ہوے ''

اس عبارت سے اور اُن حالات سے جو بزرگون سے مسموع ہوے معلوم ہوتا ہی کہ عامۂ اہل اسلام شرکت جہاد پر آمادہ تھے اور کثیر تعداد مجاہدین کی جمع ہوگئی تھی مگر علما رکو حکام نے ایسا ڈرایا اور کچھ ایسا پھسلایا کہ دھو کے مین آگئے اور ایک فتویٰ دستخط کردیا کہ جب بادشاہ اسلام خود تدارک کے لیے تیار ہی تو مسلمانونکا جہاد کرنا بیکار ہی اور ایسی صورت مین شہادت مین دغدغہ ہی اور ہلاکت مین پڑنا ناروا ہی اس فتوے کے شایع ہوتے ہی عوام مین کھلبلی پڑگئی اور جو پہلے سے آمادگی تھی وہ جاتی رہی کسی نے اس فتوے کی تاریخ خوب کہی ہی لاتشتروا بآیات اللہ ثمنًا قلیلًا اس ترکیب سے کہ تشتروا تحت لا مین واقع ہی بحکم لا مادہ تاریخ سے خارج ہی اور لا شریک اعداد تاریخ ہو۔

حضرت مولانا شاہ محمد عبد الرزاق صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے اس فتوے پر دستخط نہین فرمائے بلکہ صاف جہاد کا حکم دیا اور ایک دوسرا فتویٰ شایع کرایا اُس فتوے کی تاریخ بھی اسی ترکیب سے اسی شاعر نے لا یشترون بآیات اللہ ثمنًا قلیلًا سے نکالی ہی۔

حضرت مولانا قدس سرہٗ کے اوپر یہ اعتراض نہین ہوسکتا ہی کہ جب خبر شہادت حضرت مولانا امیر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ معلوم ہوئی تو اُسوقت خود جہاد کیون نہ کیا اور بدلہ کیون نہ لیا اسلئے کہ حضرت مولانا خود

ہمیشہ آمادہ رہے اور لوگون کی عدم مساعدت اور کسل و بے پروائی کے باعث معذوری اور مجبوری رہی ایسے وقت مین وجوب جہاد ساقط ہوتا ہی فتح القدیر مین ہی دیجب ان لا یأثم من عزم علی الخروج وقعوده لعدم خروج الناس وتکاسلهم یعنی یہ ضروری ہی کہ وہ شخص گنہگار نہ ہو جس کا ارادہ جہاد کے لیے نکلنے کا ہو اور وہ بیٹھا رہے اس وجہ سے کہ لوگ جہاد پر آمادہ نہین ہوتے ہین اور کسل کرتے ہین۔ واللہ بصیر بالعباد۔

یہان قابل غور یہ بات ہی کہ جناب مولانا سید امیرالدین علی رحمۃ اللہ علیہ اور اُنکے ساتھیون نے مشرکین اجودھیا پر جہاد کا ارادہ کیا تھا اور وہ وہان تک پہونچنے نہ پاے کہ لشکر شاہی نے اُنکی مزاحمت کی اور اُنکو فیض آباد کی جانب کوچ کرنے سے روکا جس سے صورت مسئلہ بالکل بدل گئی اور علمار کے اختلاف کا یہی باعث ہوا کیونکہ بادشاہ کی فوج سے قتال کرنیکو اُسوقت کوئی بھی جہاد نہین کہتا تھا اور جناب مولانا امیر علی صاحب نے بھی اُنسے ارادۂ قتال نہین کیا تھا بلکہ جب لشکر شاہی نے مقابلہ شروع کیا تو لشکر غازیان نے بھی اُنکو جواب دیا اور اپنے سے دفع کرنیکی کوشش مین سب شہید ہوے غالباً اِسی وجہ سے وہ حضرات علمار کہ جو لکھنؤ مین تھے اُنھون نے سکوت کیا کیونکہ مقابلہ اُسوقت شاہ اودھ سے ہوتا جو بالاتفاق جہاد نہ تھا اور اجودھیا تک پہونچنا ممکن نہ تھا۔ یہان جناب مولانا امیر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اوپر بھی اعتراض نہین ہو سکتا ہی اسواسطے کہ اُنھون نے لاچاری مین لشکر شاہی سے مقابلہ کیا اسیوجہ سے جب جناب مولانا محمد عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے اُن واقعات کا تذکرہ کرکے مسئلہ کی تصدیق چاہی تو انھون نے فرمایا کہ مولانا امیر علی صاحب اپنی نیت خالصہ کی وجہ سے ماجور ہوے اور شہید ہوے۔

۱۸۵۷ء کے غدر مین اگرچہ اکثر علمار انگریزون کے مخالف فوجون کے حرکات ناپسند کرتے تھے اور علمائے فرنگی محل مین بھی ایک جماعت تھی کہ جو ان حرکات کو بغاوت کہتی تھی لیکن حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز کو بلا امام اس جدال و قتال کو فرض نہین سمجھتے تھے مگر اہل اسلام کی یہ کوشش کہ کفار کا استیلا دفع ہو حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز کا عین منشار تھا چنانچہ ایک لشکر اہل اسلام کا جہاد کے لیے آمادہ ہوا اور شہر کی حفاظت کے لیے تیار ہوا تو اسوقت حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز سے عمامۂ مبارک طلب کیا کہ اُسکا نشان بناکر جہاد فی سبیل اللہ کرین چنانچہ حضرت نے عمامہ عطا فرمایا اور اُس کی برکت سے جلد تر امن شہر مین قائم ہو گیا۔ غدر مین اکثر اعزہ اور معتقدین حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز نے تاکید

اسلام مین کوشش کی اور اکثرون نے شہادت پائی اِن قصص کی تفصیل کا موقع نہین ہی۔
جنگ سرویہ کے زمانہ مین تائید سلطنت اسلامیہ کے لیے حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز کی سرپرستی مین
مجلس مؤید الاسلام قائم ہوئی اور آپ کے فرزند اکبر حضرت مولانا محمد عبد الباسط صاحب قدس سرہٗ اسکے
اصل بانیین مین تھے اس مجلس نے دوران جنگ روم وروس مین ہزارہا روپیہ چندہ کر کے تائید سلطنت
اسلامیہ کی حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز نے باوجود کبرسنی اور امراض شاقہ کی اعانت بالمال
کی تحریص کرنے کی غرض سے مختلف مقامات پر دورہ فرمایا اور دیگر اعزہ اور معتقدین کو مقرر کیا ہر جمعہ
کو خود بعد نماز وعظ مین تحریص فرماتے اور بڑے اہتمام سے چندہ جمع کراتے۔ اطراف واکناف کے علمار کو
خطوط اور استفتے تحریر کرتے اور مختلف مضامین امر جہاد بالمال کے شائع کرائے اور فرماتے تھے کہ غدر مین جو
کمزوری اہلِ اسلام نے دکھائی ہی اور اُسکا خمیازہ اور وبال جو کچھ اُٹھانا پڑا ہی اگر اُسکی تلافی کرنا اور وبال
دفع کرنا ہی تو اسلام کی اور دولت اسلامیہ کی مدد کرو شاید اللہ تمھاری پچھلی تقصیرون کو معاف کر دے۔
حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز کی برکت اور توجہ سے اسوقت تک مجلس مؤید الاسلام قایم ہی اور ہر موقع
پر تائید اسلام کے فرائض ادا کرتی ہی۔ جنگ طرابلس مین اسکے بعد جنگ بلقان مین پوری تائید کی اور
انجمن ہلال احمر کے ساتھ ہزارہا روپیہ جمع کر کے ارسال کیا۔ اور اب بھی خدمات اسلامیہ مین منہمک ہی۔

عبادت وریاضت

حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز اپنے اکابر کے طریقہ کے موافق اخفار اعمال خیر کا بہت لحاظ رکھتے
تھے اِسوجہ سے اِس امر کا علم ناممکن ہی کہ مدت العمر حضرت مولانا نے کیسی کیسی عبادات لائقہ اور
ریاضات شاقہ انجام فرمائے ہین حضرت کے ہم عمر اور مسن اور بزرگ واکابر اکثر قصہاے عبادت ذکر کرتے
ہین جنھین سن کے تعجب ہوتا ہی اُن سبکا احصار دشوار ہی لیکن جسقدر روزمرہ لوگون کے علم مین حضرت
قدس سرہ نے عادت رکھی تھی اُسکو ہم یہان تحریر کرتے ہین تاکہ جس سے ہوسکے وہ اپنے پیر و مرشد کی
اتباع کرے اور اصل مقصد بھی ہمارا ملفوظ سے یہی ہی کہ اتباع کا شوق ہو اور نیک کامونکی توفیق خداوند عالم سے حاصل ہو
حضرت قدس اللہ سرہ العزیز کو پابندی سنت کی نشست وبرخواست مین کھانے پینے مین ملحوظ رہتی تھی اور
حتی الوسع ہر امر مین پابندی سنت کا پورا لحاظ فرماتے تھے ایسی حالت مین یہ کہنا کہ پابندی صوم وصلوۃ وجمعہ
وجماعت بمنزلہ جبلی وخلقی کے ہوگیا تھا کچھ مبالغہ نہو گا ہر روز نماز تہجد بارہ رکعت مع تحیۃ الوضو اور شکر

قیام اور نقل ذکر کے علاوہ نماز اشراق کی چار رکعتین اور نماز ضحی کی آٹھ رکعتین اور نماز ظہیرہ کی چار رکعتین اور نماز حفظ الایمان نہاری اور نماز حفظ الایمان لیلی اور دیگر سنن و نوافل راتبہ کا ورد تھا۔
انھین نوافل راتبہ مین وہ بھی ہین کہ جو متبرک راتون مین مثل رمضان کی راتون کے اور لیلۃ القدر کے اور عیدین کی راتون کے اور نصف شعبان کی راتون کے نمازین پڑھتے تھے اور ہر ماہ کے ایام متبرکہ کی راتون مین نمازین علٰحدہ علٰحدہ پڑھتے تھے جنکو افضل الشمائل مین تحریر فرمایا ہے۔ قرآن شریف۔ دلائل الخیرات۔ حرز یمانی۔ حزب البحر۔ حصن حصین۔ شمائل ترمذی کا ہر روز ورد تھا اور حضرت خود اپنی تصنیف جامع الاوراد بھی ہر روز پڑھتے تھے کوئی وقت خالی ذکر و شغل سے نہین رہتا تھا علاوہ اسکے پاس انفاس کا دوام اور سلطان الاذکار کا وظیفہ ہر آن جاری تھا اور جو کچھ ورد نہین تھا اُسکو مفصل حضرت قدس سرہ نے افضل الشمائل مین تحریر فرما دیا ہے ملاحظہ کرنا چاہیئے۔
کتب تصوف مین یہ امر مذکور ہے کہ جو شخص مرتبۂ غوثیت پر سرفراز ہوتا ہے اُسکو ایک ذکر سکھایا جاتا ہے جسکے کرنیکے وقت تمام اعضاء اُسکے اپنے جوڑ سے جدا معلوم ہوتے ہین اور جب فراغت ہوتی ہے اور ذکر کی کیفیت رفع ہوتی ہے تو اپنی حالت اصلی پر لوٹ آتی ہے اِسی قبیل سے حضرت قدس اللہ سرہ العزیز کا واقعہ ہے جسکو جناب مولانا انعام اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سفینۃ النجات مین تحریر فرمایا ہے ہم بالفاظ نقل کرتے ہین۔
روزے در ذکر نفی و اثبات مشغول بود کہ اتفاقاً حضرت قدس سرہٗ دران مکان خفتہ بودند بیدار شدہ ملاحظہ کردند کہ ہر عضو حضرت قدس سرہٗ علٰحدہ علٰحدہ افتادہ است گریان شدہ خواستند کہ والدۂ حضرت قدس سرہ را خبر سازند دفعۃً حضرت قدس سرہ برخواستہ فرمودند کہ خاموش باشید خفتہ بودید بیدار شدہ آنچہ معائنہ کردید محض خیال بود۔
اکثر فکر مین اسقدر مستغرق ہوتے تھے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہوتی تھی چنانچہ اسی کتاب مین ہے۔
روزے اتفاقاً حضرت قدس سرہ بیدار شدہ دیدند کہ حضرت قدس سرہ خاموش بصورت مراقبہ نشستہ اند آمد و رفت نفس موقوف ہست ہر چند آواز دادند جواب نیافتند مجبور شدہ بازوے حضرت قدس سرہ را گرفتہ بکمال گریہ جنبانیدند بعدہٗ حضرت قدس سرہ فرمودند کہ الحمد للہ زندہ ام بجواب خود رویدہ و دنسازید۔ جناب حضرت مولانا محمد عبد الوہاب صاحب از والدۂ خود شنیدہ عرض کردند کہ در چنین اوقات از حضرت قدس سرہ متعرض شدن مناسب نیست

ایک مدت تک فاقہ کشی اور عسرت مین بسر کی حالانکہ آپ کے والد بزرگوار نے مصارف کا ارسال کرنا کبھی موقوف نہین کیا تھا مگر کمال داد و دہش اور بے سروسامانی سے سات سات دن تک فاقہ کرتے تھے ۱۲۳۰ہجری مین حضرت قدس سرہٗ نے ایک ایسا چلہ کھینچا جس مین صورت علالت اختیار کی تھی مگر حقیقتا جسکو کہ اہل معرفت جانتے تھے چلہ کشی کی تھی ایک دانہ از قسم اناج خلق سے نہین اترا ہرچند مدا واکیا گیا کچھ افاقہ نہوا آخر جب مدت تمام ہوگئی خود بخود سب اشیا نوش فرمانے لگے اور عادت کے موافق تمام امور انجام دینے لگے اس حالت مین ماہ رمضان مبارک آگیا باوجود ضعف و نقاہت روزہ رمضان بھی اداکرتے اور تراویح مین قرآن شریف بھی سنتے اور اُن سب نمازون کے پابند رہتے جو فضل الشمائل مین مذکور ہوئی ہین۔

اور روزہ ایام متبرکہ مثل عاشورہ و عرفہ و ۲۷۔رجب و ۱۵۔ و ۱۶۔ شعبان و ایام بیض و دیگر نوافل صیام کا التزام تھا۔

حضرت قدس سرہ العزیز کو بفحواے آیت ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات کے جانی، مالی۔ اور اولاد کے حق مین ہر قسم کی آزمائش ہوئی مگر حضرت نے ہمیشہ صبر فرمایا مال و دنیا کی کبھی پرواہ نہین کی مالدار گھر تھا مگر کچھ نہ رہا زمانہ واقعۂ حضرت مولانا امیرالدین علی صاحب شہید مین کل اسلحہ جو جواہرات اور سونے و چاندی سے مرصع تھے اپنی زوجہ محترمہ کے مہر مین دیدیے جنکو اُن نیک بیوی نے نذر زاد مہاجرین کردیا۔ اثاث البیت حسب تحریر صاحب حدیقۃ الشہدا اُسی زمانہ مین بہت سا تلف ہوگیا اور کچھ پرواہ نہ کی آخر مین لوگ نذر دیجاتے تو ہاتھ سے نہ چھوتے اگر مجبوری لیتے تو اُسیوقت ڈالدیتے جب تنخواہ آپکے والد صاحب کے پاس سے آتی تھی تو شمار کرکے اپنی والدہ صاحبہ کو دیدیتے اور اپنا ہاتھ دھوڈالتے۔

حضرت قدس اللہ سرہ العزیز ایک مرتبہ اسقدر علیل ہوے کہ تین سو سے زیادہ صرف ہاتھ کی فصدین کھولی گئین۔ ایک مرتبہ آپکو درد گردہ کی شکایت ہوئی جو اکثر ہوا کرتی تھی جناب حضرت مولانا محمد عبدالوالی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز بغرض عیادت کو تشریف لاے آپ نے عرض کیا کہ حضرت تکلیف درد کی حد تحمل سے زیادہ ہوا اُسوقت تو حضرت قبلۂ عالم قدس اللہ سرہ العزیز نے کچھ ارشاد نہ فرمایا جب صحت ہوگئی اور حضرت آپکی خدمت مین حاضر ہوے تو فرمایا میان محمد عبدالرزاق ہم تو سمجھتے تھے کہ تم بڑے مضبوط ہو مگر معلوم ہوا کہ بڑے کچے ہو تم نے کل درد کی شکایت کی حالانکہ خدا نے فرمایا ہی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اللہ تعالی وسعت سے زیادہ کسی کو تکلیف ہی نہین دیتا ہی تو پھر وہ تمکو کسطرح تحمل کی حد سے متجاوز تکلیف دیگا یہ تمھارا ضعف ہی اُسدن سے پھر حضرت قدس سرہ نے کبھی شکایت نہین کی مدت العمر کبھی آپ کی صحت اچھی نہین رہی باوجود اسکے

پھر کبھی حرف شکایت زبان پر نہیں آیا بلکہ ہمیشہ خدا کا شکر اور حمد بجا لاتے رہے۔

حضرت قدس اللہ سرہ العزیز کی کل اولاد سوائے جناب حضرت مولانا محمد عبد الوہاب قدس اللہ سرہ العزیز کے آپکے روبرو انتقال کر گئیں اور آپ نے ہمیشہ صبر فرمایا۔ حضرت استاذی و مرشدی رحمۃ اللہ ارشاد فرماتے تھے کہ اگرچہ مجھے خود اُن مواقع کی حضوری نصیب نہیں ہوئی جبکہ حضرت جدی و مرشدی قدس سرہٗ کو سوانح گزرے مگر معتبر حضرات سے سنا ہے کہ حضرت قدس سرہ نے جس حد کا صبر ادا فرمایا وہ بلاشبہ ابرار و صدیقین ہی کا حصہ تھا اور اُسکو اُنکے وقت کے اکابر ضرب المثل کرتے تھے چنانچہ حضرت جد کریم مولانا محمد نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ عم محترم جناب مولانا محمد اکرم رحمۃ اللہ علیہ کا جب انتقال ہوا تو عم مکرم جناب مولوی محمد شرافت اللہ صاحب نے بطور تعزیت موصوف سے عرض کیا کہ نعیم چچا آپنے ایسا صبر کیا کہ جو بڑے ماموں صاحب یعنی حضرت قدس سرہ کو باسط بھائی مرحوم کی وفات پر کرتے دیکھا موصوف روئے اور فرمایا کہ بھائی صاحب کا بڑا مرتبہ تھا اُن کے مقابل میں کیا ہوں فی الواقع حضرت مولانا محمد نعیم قدس سرہٗ نے اپنے اکلوتے فرزند کی وفات پر جیسا صبر کیا اُسکی نظیر مشکل ہی باوجود اسکے پھر بھی حضرت بطور انکسار ارشاد کرتے ہیں کیونکہ حضرت مولانا قدس سرہ نے جو طرز صبر کا اختیار فرمایا تھا اُسمیں شائبہ بھی حزن و ملال کا معلوم نہیں ہوتا تھا۔

حضرت قدس سرہٗ کے چھوٹے فرزند جناب مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب نے بتاریخ ۲۹-۷ ذیقعدہ وفات فرمائی آپ کی عمر اُسوقت اٹھارہ سال کی تھی حافظ قرآن تھے عربی کے درسیات شروع کئے تھے۔ نہایت ہونہار اور لایق فرزند تھے آپ جب تولد ہوئے تو حضرت مولانا شاہ محمد عبد الوالی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو بڑے مرتبہ کا ہوگا۔ حضرت قدس اللہ سرہ العزیز ارشاد فرماتے تھے کہ میزان الصرف کے خطبہ میں جو امور اُنھوں نے دریافت کیے تھے اُن سے مجھے تحیر تھا کہ یہ لڑکا کیسا ہی باوجود اسکے پھر بھی حضرت قدس سرہٗ نے اُنکے وفات پر حکم دیدیا کہ تین دن سے زیادہ رنج نہ ہو۔ حضرت مولانا محمد عبد الوہاب قدس سرہٗ کا عقد ہونیوالا تھا اسکو ملتوی نہیں فرمایا۔ اعزّا نے بخیال حزن و ملال تقاریب مسرت موقوف کرنا چاہیں آپ نے منع فرمایا۔

پھر حضرت کی بڑی صاحبزادی اہلیہ جناب مولوی حکیم نظام الدین صاحب بن جناب مولانا فخر الدین صاحب رحمہم اللہ نے انتقال فرمایا اور حضرت کی زبان پر کوئی حرف شکایت نہ آیا۔

حضرت کے بڑے صاحبزادہ جناب حضرت مولانا محمد عبد الباسط صاحب قدس سرہٗ نے بتاریخ ۲۱- ذی الحجہ ۱۲۹۵ھ

انتقال فرمایا مولانا کی قابلیت استعداد اور دیانت ظاہری اور تقوی باطنی مشہور و معروف ہے
ایک مدت تک طلباء کے درس و تدریس میں مشغول رہے حضرت قبلۂ عالم مولانا محمد عبدالوالی قدس اللہ سرہ العزیز
سے بیعت کی آپ کی صحبت میں اکتساب طریقہ کیا پھر احباب کے اصرار سے حیدرآباد دکن تشریف لے گئے
مقننہ میں عملی مقرر ہوئے مدار المہام اور تمام عہدہ دار مولانا کی قابلیت کے مقر ہوگئے دو برس آپ علیل ہوئے
وطن واپس تشریف لائے ہر طرح علاج ہوا حضرت مولانا محمد عبدالوہاب صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے
کوئی دقیقہ علاج میں فروگذاشت نہیں کیا مگر قضا و قدر سے انسان مجبور ہے فرماتے تھے کہ اگر دوا کسی کو شفا
دے سکتی تو بلاشبہ بھائی اچھے ہو جاتے اسواسطے کہ جس قسم کی دوا تجویز ہوئی اعلیٰ قسم کی مہیا کی گئی دعا
کرنے کی غرض سے اکابر علماء کرام مشاہیر کی خدمت میں گئے بعض اہل کشف نے فرمایا کہ اگر حضرت مولانا عبدالوہاب
صاحب قدس سرہ دعا کریں تو مولوی عبدالباسط صاحب اچھے ہو جاویں حضرت سے ہر چند عرض کیا گیا تو آپ نے
ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنی اولاد کے بارہ میں اپنے رب سے عہد کر لیا ہے کہ دعا نہ کروں گا اگر سب مر جائیں تو بھی
محمد عبدالرزاق اس عہد کے خلاف نہ کریگا آخر وفات ہوگئی حضرت قدس سرہ العزیز کے دیکھنے والے حضرات
بیان کرتے ہیں کہ حالت احتضار میں حضرت اپنے فرزند کے سرہانے کھڑے ہوئے اور کہتے جاتے اللہ اللہ کہو یہانتک
کہ حضرت مولانا عبدالباسط صاحب نے بھی لفظ اللہ زبان سے کہا فرمانے لگے الحمد للہ اور باہر تشریف لے آئے
جب وفات ہوئی اور حضرت مولانا محمد عبدالوہاب صاحب قدس سرہ نے آکے عرض کیا کہ حضرت بھائی نے
انتقال کیا آپ نے فرمایا الحمد للہ بھائی جلدی کرو تجہیز و تکفین میں عجلت لازم ہے۔ لوگ آتے تھے اور آپ انسے
ادھر ادھر کی مختلف باتیں فرماتے تھے۔

حضرت استاذی و مرشدی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ حضرت ابی و مرشدی فرماتے تھے کہ میں جسوقت باغ میں
جنازہ لیگیا تو حضرت والد ماجد قدس سرہ بھی مسجد میں آکے بیٹھے قبر میں دیر تھی جنازہ رکھا تھا لوگ حضرت کے
اردگرد جمع تھے حضرت اسوقت اگلے بادشاہوں کے قصے بیان فرماتے تھے یہانتک کہ مجھے ناگوار ہوا۔

حضرت اس زمانہ تک زنانہ مکان میں رہتے تھے اسواسطے کہ سوائے اسکے اور کوئی مکان نہ تھا جب عورتوں کی
پریشانی زیادہ دیکھی تو اپنے مرید خاص جناب مولانا احمد سعید صاحب بن جناب مولانا سید آل حسن صاحب
موہانی رحمہما اللہ سے ارشاد فرمایا کہ مجھے کسی اور مکان میں لیچلو یہاں میری طبیعت قابو میں نہ رہیگی مولوی
احمد سعید صاحب کے پاس اسوقت جناب مولوی غلام یحییٰ صاحب کا مکان تھا اسمیں حضرت قدس سرہ کو

نے آپ نے اور حضرت نے دو روز قیام فرمایا پھر اُس مکان کو حضرت مولانا محمد عبدالوہاب قدس سرہٗ نے اولاد جناب
مولوی غلام یحییٰ خان صاحب سے خرید فرما لیا پھر مدت العمر حضرت قدس سرہٗ اُسی مکان میں رہے اور
اسی میں وفات فرمائی۔ اسکے بعد آپ کی چھوٹی صاحبزادی اہلیہ جناب مولوی محب اللہ صاحب نے سفر کے
حبشہ میں وفات فرمائی چونکہ وہ اپنے سسرال میں تھیں کوئی اثر موت کا حضرت قدس سرہٗ کے یہاں معلوم
نہیں ہوتا تھا دوسرے روز حضرت نے جو کچھ فرمایا تو یہ کہ آج ہمارے یہاں سفیدی کیوں نہیں ہوئی مزدور
کیوں نہیں آیا حضرت مولانا محمد عبدالوہاب صاحب قدس سرہٗ نے عرض کیا کہ حضرت مزدور بھی مسلمان تھے میت میں
شریک تھے فرمایا کہ ہمیں یاد رکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی جسکی غرض سے سفیدی
اہتمام کرتے تھے ہمارے رنج و تکالیف سے بہت زیادہ ہے کہیں اُسکو نہ محو کر دینا۔

حضرت استاذی و مرشدی رحمۃ اللہ فرماتے تھے کہ حضرت ابی و مرشدی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ یہ تنبیہ تھی
اپنی وفات کے لیے چنانچہ میں نے حضرت کے ارشاد کے موافق دوسرے ہی دن سے سفیدی کا اہتمام کر دیا
اور اب تک وہی طریقہ جاری ہے

حضرت استاذی و مرشدی رحمۃ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اعزہ کی وفات پر صرف دو دفعتوں میں
حضرت قدس سرہٗ کو متصدم دیکھا ایک تو حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر دوسری میری بڑی
ہمشیرہ کے انتقال پر اور غالباً دو ایک آنسو بھی نکل آئے اور فرمایا کہ اب ہم ضعیف ہوگئے ہمسے تاب تحمل جاتی رہی
یہ بھی فرمایا کہ اولاد کا غم اتنا نہیں ہوتا ہے جتنا اولاد کی اولاد کا غم ہوتا ہے باوجود اسکے پھر حضرت
مولانا محمد عبدالباسط صاحب قدس سرہٗ کی چھوٹی صاحبزادی نے اپنے والد مرحوم کے انتقال کے بعد
انتقال کیا۔ اور حضرت مولانا محمد عبدالوہاب صاحب قدس سرہٗ کی تو بہت اولادیں حضرت قدس سرہٗ
کے سامنے انتقال کر گئیں مگر حضرت قدس سرہٗ نے صبر جمیل ادا فرمایا۔

حلیہ شریف

رنگ آپ کا گندم گون تھا اور آپ میانہ قد مائل بہ طول تھے۔ سر گول اور بڑا تھا پیشانی چوڑی تھی
پلکیں دراز خم لئے ہوئے تھیں کشادہ چشم تھے سفیدی چشم میں سرخ ڈورے تھے۔ گال ڈھالوان تھے
نہ پچکے ہوئے تھے اور نہ پھولے تھے مونچھیں منڈلاتے تھے۔ کشادہ دہن تھے۔ کشادہ دندان تھے۔
گول چہرہ مائل بہ درازی تھا۔ ریش مبارک نہ بہت گنجان تھی اور نہ بالکل بکھری ہوئی ایک مشت سے

زائد بھی سینہ تک پہونچتی تھی عادت ریش مبارک مین یہ تھی کہ کبھی قینچی نہین لگواتے تھے بجز اسکے
کہ جو بال ادھر اُدھر سے بڑھ جاتے تھے اُنکو کٹوا ڈالتے تھے۔
گردن بہت خوشنما صاف رنگت کی تھی۔ سینہ مبارک اور شکم مبارک برابر تھا دھنسا ؤ اور اُبھار نہ تھا
شکم مبارک پر بال نہ تھے بازو اور پنڈلیان گٹھی ہوئی تھین کسرتی بدن معلوم ہوتا تھا۔ ہاتھ اور
پیر گھٹون کے بعد سے بہت نرم تھے اور اکثر ٹھنڈے رہتے تھے۔
سر پر بال کبھی نہین رکھے ہمیشہ منڈایا کئے۔ آخر عمر مین بوجہ نقرس پیرون سے معذور ہو گئے تھے
کھڑے نہین ہو سکتے تھے جبتک دو آدمی بغل مین ہاتھ نہین دیتے تھے قیام ممکن نہین تھا چہرہ سے
جاہ وجلال نمایان تھا اور رعب وداب سے بسا لوگ متاثر ہو جاتے تھے۔
آپ کی صورت پاک کو اکثر لوگ دیکھ کے قلب کی راحت حاصل کرتے تھے۔
حضرت استاذی ومرشدی رحمۃ اللہ ارشاد فرماتے تھے کہ مجھسے حضرت حافظ شاہ علی انور قلندر قدس سرہٗ
کا اور وہی ارشاد فرماتے تھے کہ مین جب حضرت مولانا قدس سرہٗ کی خدمت مین حاضر ہوتا تو آپ کے چہرۂ مبارک کو
دیکھا کرتا ایک مرتبہ آپنے مسکرا کر فرمایا کہ تم کیا دیکھتے ہو مین نے عرض کیا کہ آپ کے چہرہ کو دیکھکر میرے
قلب کو خاص راحت ہوتی ہی اور مجھے بالکل اپنے پیر ومرشد حضرت شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ کی
صورت خیال مین آجاتی ہی کہ وہ بہت مشابہ تھے۔
حضرت استاذی ومرشدی رحمۃ اللہ ارشاد فرماتے تھے کہ جناب مولانا احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ
موہانی اور میر قاسم علی صاحب مرحوم بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت قدس سرہٗ ستر کہ تشریف لیگئے اور
مسجد سے بعد فراغت نماز برآمد ہو کے تامدان پر سوار ہوے اُسوقت آپ کے چہرۂ مبارک کی خاص حالت تھی
بالکل نورانی ہوگیا اور صاف معلوم ہوتا تھا کہ جس طرح آفتاب کے گرد حلقہ ہوتا ہی اسیطرح نور کا ایک حلقہ
معلوم ہوتا تھا ہر شخص آپکے چہرۂ مبارک کو دیکھتا تھا یہانتک کہ ہندو کہار و نے یوجہ کرنا شروع کیا اور کہا کہ یکوئی
بڑے اوتار ہین تمام لوگونکی اُسوقت عجیب حالت تھی۔ اس حالت کو دیکھکر لکھو کہار مسلمان ہوا اور بیعت سے مشرف ہوا۔
حضرت مولانا ومرشدنا شاہ محمد عبدالرؤف صاحب قدس اللہ سرہ العزیز بیان فرماتے تھے کہ حضرت جدی ومرشدی
قدس اللہ سرہ العزیز چوکی پر تشریف فرما ہوکر بیان میلاد مبارک کرتے تھے چراغ سامنے روشن ہوتا تھا اسکا
اعکس آپ کی عینک پر پڑتا چہرۂ مبارک کی اسوقت یہ حالت ہوتی تھی کہ نور ہی نور معلوم ہوتا تھا مین

باوجودیکہ صغیر السن تھا مگر وہ ایسی دلکش حالت ہوتی تھی کہ مین تمام باتین اُسوقت بھول جاتا تھا اور آپکا چہرہ مبارک ہی دیکھتا رہتا تھا۔
جناب مولوی انعام اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ جناب شیخ سعادت علی صاحب مرید حضرت شاہ تراب علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھسے بیان کرتے تھے کہ ایک روز مین حضرت مولانا قدس سرہٗ کے یہان محرم کے بیان مین حاضر ہوا آپ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا ذکر فرما رہے تھے مین نے دیکھا کہ ایک حلقہ نور کا مولانا کے چہرہ کا محاصرہ کئے ہوئے ہے مین متحیر ہوا حضرت نے میرے تحیر کو ملاحظہ فرمایا اور آسمان کی طرف دیکھا اُسی وقت وہ کیفیت دفع ہوگئی حضرت مولانا اپنی حالت کا اخفا بہت فرماتے تھے اِسیوجہ سے وہ کیفیت فوراً زائل ہوگئی۔
جناب مولانا بادیع الزمان صاحب فرماتے ہین کہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھون مین واقعی یہ اثر تھا جس کی طرف آپ نظر عنایت سے دیکھتے تھے اُسکے قلب پر ایک اثر پڑتا تھا کہ وہ دلسے آپ کی طرف متوجہ ہوجاتا تھا خصوصاً جس وقت آپ بیان فرماتے تھے اُسوقت جسپر آپکی نظر پڑتی تھی وہ بیخود ہوجاتا تھا۔

لباس

حضرت قدس اللہ سرہ العزیز نے لباس مین بے تکلفی رکھی اُس زمانہ کے شرفار اور اہل متانت کا جو لباس تھا وہی آپکا بھی تھا نہ فقیرانہ چادر یا احرام صندلی یا گیروے رنگ کا نہ علمار کا ایسا ہر وقت جبہ اور قبہ پہنتے موٹا اور مہین سستا اور قیمتی طرحدار اور معمولی جو دستیاب ہوا پہنا۔
کوشش ہمیشہ اسکی رکھی کہ موافق سنت کے لباس ہے اور اپنے بزرگونکے طریقہ پر کپڑے جنمین مطابقت سنت کی ہو وہی پہنے۔
حضرت کا طریقہ لباس مین موافق احکام فقہی کے تھا جو طرز لباس مکروہ یا حرام ہے اور جیسا کپڑا پہننا حرام ہے اور جو رنگ حرام ہے اُس سے آپنے ہمیشہ تحرز کیا اور حلال و مباح جو ملا اُسکو آپنے اختیار کیا اور اسی کی آپنے تعلیم فرمائی چنانچہ ایک مرتبہ جناب حضرت مولانا و مرشدنا محمد عبدالوہاب صاحب قدس سرہٗ نے درزی کو بلا کر فرمایا کہ میرے انگرکھونکی بیل کھول ڈالو حضرت قدس سرہٗ سُن رہے تھے آپنے فرمایا کہ کیون اگر تقوے کے خیال سے یہ کہہ رہے ہو تو ہمارا تقوی وہی ہے جسکو شریعت نے جائز کیا اور اگر کسی اور خیال سے یہ کہہ رہے ہو تو تمکو اختیار ہے جو چیز اللہ نے دی اور مباح ہے اُسکو پہنو البتہ اسکا خیال رکھو کہ گاڑھے کو گاڑھا سمجھ کے اور تنزیب کو تنزیب سمجھکے نہ پہنو بلکہ اللہ کی دی ہوئی چیز سمجھ کے پہنو اللہ گاڑھے پر عاشق نہین اور تنزیب سے بھاگتا نہین۔
حضرت قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ لباس مین جوڑ توڑ کو مجھسے میرے اُستاد جناب مفتی محمد معز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چھڑوایا ایک مرتبہ میرے والد صاحب قدس سرہٗ نے مدراس سے بہت سے کپڑے بھیجے مشروع اور رنگ کے تھان بھی تھے اُس زمانہ مین مشروع بہت نہیتی تھا مین نے مشروع کا پائجامہ اور رنگ کا کرتہ بنوا کر پہنا اور جناب مفتی صاحب کی خدمت مین پڑھنے گیا آپنے

دیکھکر فرمایا کہ الحمد للہ یہ تمام لباس [illegible] تو کہا ہان ہیا ہی طالبعلمی کر چکے ہو فرمایا کہ آپنے سبق نہین پڑھایا
دو تین روز تک سبق نا تمام ہوا [illegible] کیا اور تیج پڑھنے کا ازار اور شرعی کا پائجامہ اور کبھی ایک کارہ
اور گاڑھے کا پائجامہ پہنتا ہی حالت حضرت [illegible] صاحب نے دیکھکر سبق شروع کرایا۔

عموماً لباس آپکا سفید رنگ کا ہوتا تھا کبھی سبز یا سیہ نہ دار بھی پہنتے تھے سیاہ عمامہ اور یا عباقبہ سبز رنگ کا
لباس بھی پہنا ہی اور پختہ زرد رنگ بھی پہنا ہی لکھنؤ کی چھپی ہوئی چھینٹ اور فرد بھی استعمال فرمائی ہی۔ ٹوپی اکثر ٹوپی
سر سے متصل پہنتے تھے اور کبھی کبھی گول ٹوپی بھی پہنی ہی جو [illegible] سے متصل رہتی تھا اور [illegible] ٹوپی پنجگوشہ بھی پہنا ہی
اور کبھی کبھی سفید اور سبز رنگ کی ترکی ٹوپی بھی پہنی ہی مگر اُسمین سے [illegible] کی طرح اُتروا دیتے تھے۔ عمامہ آپکا مدور
سیاہ رنگ کا ہوتا تھا اور کبھی گلابی اور [illegible] رنگ کا بھی باندھا ہی سیادت گر شرعی کا عموماً عمامہ ہوتا تھا مختلف
عرض عمامہ کے ہوتے تھے۔ پگڑی بھی آپ نے مدور باندھی ہی۔ جمعہ اور عیدین کو بہت لمبی پگڑی اور عمامہ باندھتے تھے
کبھی دو شملہ رکھتے ہیں اور دونوں ایک ہی طرف سیدھے کاندھے پر لٹکاتے ہیں اور اکثر ایک شملہ رکھا ہی اور پشت پر لٹکایا ہی
اور گاہے دو شملہ رکھتے اور داہنے اور بائین لٹکاتے طول شملہ نصف پشت سے زیادہ نہین ہوتا تھا اور چار انگل سے کم نہین ہوتا تھا
عمامہ اور پگڑی کے نیچے ٹوپی ضرور ہوتی تھی۔ اکثر آپ کرتہ پہنتے تھے کہ جسکی آستینین گٹون تک ہوتی تھین۔
اور بالشت بھر چوڑی اور دامن نصف پنڈلی تک ہوتا تھا۔ آپ فتوحی کو جو گردن سے کمر تک ہوتی تھی
اور گریبان اُسکا گردن سے ملصق ہوتا تھا اور بائین شانہ پر اور بائین پہلو پر چاک پہنتے کا ہوتا تھا اور آستینین
مثل کرتے کے ہوتی تھین بھی آپ اکثر پہنتے تھے۔ صدری کہ جسکی آستینین ہاتھ کے گٹو تک چاک دار نہ بہت
ڈھیلی اور نہ بہت تنگ ہوتی تھین بدن سے جیبان گردن سے کوتاہ تک ہوتی تھی بیچ مین اُسکے چاک ہوتا تھا
اور اُسمین گھنڈیان لگی ہوتی تھین یہ بھی آپ نے پہنی ہی۔ اور کبھی کبھی آپ نے پیراہن بھی پہنا ہی کہ جسمین
کلیان مثل کرتہ کے اور چاک گریبان کا بائین جانب مثل نکتے کے ہوتا ہی۔ اکثر آپ پائجامہ پہنتے کبھی کبھی تہمد بھی
باندھا ہی۔ پائجامہ آپکا اس قطع کا ہوتا تھا کہ اوپر سے گھیر ڈھیلا اور بالشت بھر چوڑی مہری ہوتی تھی سوا
بالشت تک چوڑی مہری رکھی ہی۔ میانی درانہ ہوتی تھی اور کندے دونوں جانب ہوتے تھے۔ پائجامہ مین کبھی آپنے
بخیہ کی سیون نہین بنوائی اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چاک گریبان مین سیون بخیہ کی تھی اسکو
آپ منحوس سمجھتے تھے جسطرح کہ سبز رنگ کے جوتہ کو منحوس سمجھتے تھے۔ موزے جنپر مسح کیا جاتا ہی وہ آپ چمڑے کے بھی
پہنتے تھے اور اونی بھی پہنتے تھے اکثر زرد رنگ کے ہوتے تھے اور جوتہ نعلین کی قطع کا زرد رنگ کا ہوتا تھا کیونکہ نعلین سے زیادہ مشابہ تھا۔

نہیں ہوتی اور جمعہ کے دن جامہ پہنتے تھے اور ایک رومال کندھے پر ڈالتے یا اندر سے نکال کے دوہرا لپیٹ اُسکا
کنارے پر ڈالتے تھے شمل پر طرح کے ۔ مگر اکثر باندھتے رہتے عمامے نیچی ٹوپی پر باندھتے تھے سر پر ٹوپی دوپلی کو سیدھا کرکے باندھتے
جاڑون میں سادہ اور روئی دار دوگلا بھی پہنا ہو زیادہ تر وصہ کی جینٹ جاڑون میں استعمال فرماتے تھے
کبھی کبھی شالی رومال بھی دوہرا کرکے سر پر باندھا ہو۔ اکثر سیاہ رنگ کا کمال ڈالتے تھے ۔

ایک مرتبہ راقم احقر جہانگیر باد نے اپنے ہاتھ سے ایک انگرکھا سی کر بھیجا اُس پر بیل بوٹے بہت سے بنائے تھے
حضرت مولانا امیر شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ کو خیال ہوا کہ شاید اسکو حضرت پہنین آپنے اُسکو ملاحظہ فرمایا
اور ارشاد کیا کہ میری اسکو بہو نے گھر والی نے بہت شوق سے بناکر بھیجا ہو اس کو کوئی پہننا جائز نہیں ہو۔
عموماً آپ پنجشنبہ اور سہ شنبہ اور جمعہ کو کپڑے بدلتے تھے عیدین کو نئے کپڑے پہنتے تھے ۔ ماہ ربیع الاول کے لیے
خاص اہتمام فرماتے تھے اور اچھے سے اچھا خوشنما اور بیش قیمت کپڑا خرید فرماتے دو پہلو کرتے پہنتے ۔

آپکے ہاتھ میں اکثر عصا رہتا تھا عصا کبھی آپ نہین چھوڑتا تھا ہاتھ میں رکھتے تھے اور کبھی کبھی تلوار اور گپتی بھی رکھتے تھے
بدون ہتھیار نہین رہتے اکثر تہبند پر ٹیک لگا کے بغل میں رکھ کے بیٹھتے تھے ۔ رومال بھی عموماً ہاتھ میں رکھتے تھے

آداب اکل و شرب

حضرت قبلۂ عالم قدس اللہ سرہ العزیز جسطرح اور تمام امور میں اتباع سنت ملحوظ رکھتے تھے اسیطرح کھانے اور پینے میں
پابندی سنت کا لحاظ فرماتے تھے تقلیل غذا آپکی عادت والی تھی سوا ضیافت کے اور کبھی پیٹ بھر کھانا تناول نہین فرماتے
آپکی جوانی کے زمانہ میں تنگدستی و قلت معیشت بہت تھی کئی کئی فاقہ گزرجاتے تھے مگر کسی کو اُسکا علم نہین ہوتا تھا بعض
اوقات املاک و اشیاء فروخت کرکے کھانے پینے کا انتظام کیا جاتا تھا آپ خود کبھی خانہ داری کے انتظامات مین دخل نہین دیا
آپکی عادت تھی کہ جو میسر ہوتا وہ اپنی والدہ صاحبہ کو جبتک وہ حیات رہین دیدیتے آپکے والد صاحب قدس سرہ
مدراس میں مقیم تھے اور وہان کے نواب صاحب کے اُستاد تھے اور یہ سلسلہ برابر حضرت مولانا بحر العلوم کے وقت سے قائم تھا وہان
اُنکی عزت شہرت اور وجاہت بہت تھی لیکن بوجہ کمال فیاضی کے طلباء اور اہل حاجت پر اپنی تمام تنخواہ اور آمدنی
صرف کردیتے تھے صرف ساٹھ روپیہ ماہوار مکان بھیجتے تھے جناب مفتی محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ چونکہ بزرگ خاندان تھے
حضرت مولانا کے حقیقی پھوپھی زاد بھائی تھے اُنھین کے نام یہ مشاہرہ آتا تھا وہ لیکر آتے اور اپنے ساتھ حضرت مولانا کو بھی
بلا تے لاتے اور آپکی والدہ صاحبہ کے روبرو آپکو دیدیتے چونکہ جناب مفتی صاحب اُستاد اور بڑے بھائی تھے اسلیے بکراہت
وہ روپیہ اپنے ہاتھ مین لیتے اور فوراً اپنی والدہ صاحبہ کی گود مین اُنڈیل دیتے پھر اُسکے بعد کبھی خبر نہین ہوتے تھے ۔

آپکی زوجۂ محترمہ بھی نہایت رقیق اور بہت فیاض تھیں اسلئے اُس زمانہ میں بھی یہ روپیہ کافی نہیں ہوتا تھا تا چار قرض لینے کی اور فاقہ کی نوبت آتی تھی آپ نے کبھی کسی چیز کی فرمائش نہیں کی جو کچھ گھر میں پکا اور آپ کے سامنے رکھدیا گیا وہ آپ نے نوش فرمالیا جس زمانہ میں تنگیٔ معیشت ہوتی اور آپکی زوجۂ محترمہ کچھ اظہار ناگواری فرماتیں تو آپ نہایت خندہ پیشانی سے اُنکی تشفی کرتے۔

جناب مولانا شرافت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے تھے کہ ایک دن کئی فاقوں کی نوبت آچکی تھی اور ممانی صاحبہ یعنی زوجۂ محترمہ حضرت مولانا صاحب قدس سرہ بہت پریشان اور ملول تھیں اور حالت انتشار میں بہت سی شکایتیں ماموں صاحب سے کرنے لگیں کیونکہ وہ ایک متمول خاندان یعنی جناب ملک العلماء مولانا حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دختر تھیں اُن کو فاقہ کشی کا تجربہ نہ تھا اور بچوں کا ساتھ تھا اس سے اور بھی وہ گھبراتی تھیں جناب ماموں صاحب نے اُنسے فرمایا کہ بی بی کیوں گھبرائی جاتی ہو اگر اتنا تحمل نہیں ہے تو اللہ طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دیگا یہ کہتے ہوئے باہر نکلے اور میں آپ کے ہمراہ پیچھے پیچھے تھا پھاٹک کے قریب پہونچے تو ایک شخص نے آکے پانچ روپیہ نذر دئے آپ نے وہ روپیہ مجھے مرحمت فرمائے اور ارشاد کیا کہ جاکر اپنی ممانی کو دے آؤ اور کہو کہ تمھاری بے صبری کا اثر ہے کہ اللہ نے ہمارے اوپر سے فاقہ کی نعمت کو اُٹھا لیا ایسے ہی واقعات اکثر گزرے جنسے معلوم ہوتا ہے کہ امتثال سنت کے لئے فاقہ کشی عزیز تھی۔

آپ نے کھانا لذت کے خیال سے تناول نہیں فرمایا اور نہ کسی کھانے پر آپ نے ناپسندیدگی ظاہر فرمائی بلکہ اکثر فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ میرے استاد جناب مفتی محمد اصغر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر دے کہ اُنکی وجہ سے میں نے کبھی بدمزہ کھانا نہیں کھایا جیساکہ اوپر قصہ مذکور ہو چکا ہے۔

یہ اکثر ہوتا تھا کہ کھانے میں کبھی نمک زائد اور کبھی کم ہوتا تھا مگر کبھی آپ نے خود سے یہ نہیں فرمایا کہ یہ کھانا بدمزہ ہے بلکہ اگر کوئی چکھتا تھا تو اُسوقت اُسکی بدمزگی معلوم ہوتی تھی باوجود اسکے نہایت صحیح ذوق رکھتے تھے اور ادنیٰ خرابی کو بھی محسوس فرماتے تھے پھر بھی ہر ذائقہ کا کھانا نوش فرمالیتے تھے۔

آپ کی عادت تھی کہ ربیع الاول شریف کے محافل میں مشغول رہنے کے باعث کھانا گھر میں بعد واپسی تناول فرماتے تھے جیساکہ مفصل قصہ اوپر گزر چکا ہے کہ ایک روز غلطی سے بجائے شکر کے نمک کی پڑیہ رکھدیگئی شب کو جب آپ تشریف لائے اور کھانا نوش فرمایا تو روٹی کے ساتھ نمک تناول فرمالیا اور کسی سے کوئی شکایت نہیں کی صبح کو جب نمک کی ضرورت ہوئی تو دیکھا گیا کہ شکر کی پڑیہ موجود ہے اور نمک کی نہیں ہے اُسوقت معلوم ہوا کہ رات کو بجائے شکر کے آپ کے لیے نمک کی پڑیہ رکھدیگئی اور آپ نے اُسکو تناول فرمالیا۔

کھانے پینے مین اور نشست و برخواست مین کھانے کے لیے طریقۂ سنت کا بیحد لحاظ رکھتے تھے۔ آپ کے روبرو اکثر دسترخوان چمڑیکا اور اُسپر معمولی کپڑیکا بچھایا جاتا تھا۔ اور اُسپر کھانا رکھا جاتا تھا۔ اونچی چیز پہ کھانا رکھوئے کھانے کو یا کرسی پر بیٹھ کے کھانے کو بہت ہی مذموم اور نحس خیال فرماتے تھے۔

تین مرتبہ ہاتھ دھونا قبل کھانے اور بعد کھانے کے عادت مستمرہ تھی آپ جبتک معذور نہین ہوئے اُسوقت تک یا تو اُکڑون بیٹھ کے یا ایک پیر بچھا کے اور ایک پیر اُٹھا کے بیٹھتے اور کھانا نوش فرماتے کہ یہی طریقہ مسنون ہی۔ صرف تین انگلیون یعنی انگوٹھے اور اُسکے پاس کی دو انگلیون سے لقمہ بناتے اور اسکی تاکید فرماتے کیونکہ یہی سنت ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کے کھانا شروع کرتے اور بعد کھانے کے دعائے ماثورہ پڑھتے تھے اور پینے کی چیز کو تین مرتبہ کر کے پیتے تھے۔

ماکولات مین آپکو لوکی اور شلغم بہت پسند تھے اور پالک کا ساگ اور اکثر گوشت قورمہ نوش فرماتے تھے۔ آپکے لیے روٹی چھوٹے پر خمیرے پکوائی جاتی تھی جسکو پھلکا کہتے ہین چپاتی بہت کم نوش فرمائی ہی۔ قورمہ اور شیرمال آپ پسند فرماتے تھے اور یہی آپکا توشہ بھی ہی چنانچہ جسکو کوئی حاجت ہوتی اور آپسے عرض کرتا تو آپ فرمادیتے کہ میرا توشہ مان لو انشاء اللہ کام ہوجاویگا چنانچہ ایسا ہی ہوتا اور آپ کا توشہ لایا جاتا۔

پھلون مین خربوزہ بہت پسند تھا کسی اور پھل سے رغبت خاص نہ تھی۔

آپ مثل اپنے پیرو مرشد قدس اللہ سرہ العزیز کے چاء بہت نوش فرماتے تھے۔ دن مین کئی کئی بار لوگ آپکے لیے چاے لاتے اور آپ اُسکو نوش فرماتے۔ چونکہ آپ ولائتی شکر کا استعمال نہین فرماتے تھے۔ اس لیے یہ آپ کی کرامت مشہور ہی کہ آپکے لیے جو چاے بنائی جاتی اور اسمین ولائتی شکر ڈالی جاتی تو وہ چاے خود بخود پھٹ جاتی۔

واقعہ خواجہ ذاکر علی

ایک سال جناب حضرت مولانا و مرشدنا شاہ محمد عبدالوہاب صاحب قدس اللہ سرہ العزیز اجمیر شریف عرس مین تشریف لے گیے وہان ایک بزرگ ولائتی تشریف فرما تھے اُنکو جب حضرت مولانا کی تشریف آوری معلوم ہوئی تو اُنھون نے آپسے بہت اشتیاق ملاقات کا کہلا بھیجا اور اپنے مکان پر تشریف آوری کی تکلیف دی حضرت وہان تشریف لیگئے بہت اخلاق اور تعظیم و تکریم سے ملے اور ایک بہت بڑا پیالہ چاے کا پیش کیا حضرت نے اسقدر چاے پینے مین تامل فرمایا اُن بزرگ نے کہا کہ آپ چاء

پینے مین تامل کرتے ہین حالانکہ آپ ایسے بزرگ کے فرزند ہین کہ جنکا چلے کا شوق ہمارے گروہ مین ضرب المثل ہے۔

آپکے دسترخوان پر امیر و غریب کا امتیاز نہ تھا جو شخص آتا اُسکو پاس بٹھلاکر کھانا کھلاتے جسوقت دسترخوان بچھتا اُسوقت جو حضرات موجود ہوتے آپ سب سے فرماتے کہ کھانا حاضر ہے۔

پیر بخش سبزی فروش بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ مین جناب حضرت صاحب قبلہ رح کی خدمت مین حاضر ہوا اُسوقت حضرت کے یہان بڑی صاحبزادی صاحبہ کے عقد کی مسرت مین دعوت تھی لوگون نے مجھے روکا کہ ابھی ٹھہر جاؤ حضرت صاحب قبلہ رح نے مجھے دیکھ لیا اور فرمایا کہ آؤ کھانا کھاؤ ہمارے یہان سب مسلمان برابر ہین۔

اعراس مین عام دعوت کرتے تھے اور سب کو ساتھ کھانا کھلاتے تھے یہی طریقہ خدا کے فضل سے ابتک جاری ہے۔

آپنے کوئی شے انگریزی کبھی تناول نہین فرمائی کبھی ڈاکٹری دوا نہین پی برف کل کی بنی ہوئی کبھی نوش نہین فرمائی۔

سماع

جناب مولوی ہادی علی خان صاحب فرماتے ہین کہ حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز میرے علم مین پہلے سماع نہین سنتے تھے۔ پہلا عُرس آپکے شیخ حضرت مولانا عبدالوالی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کا تھا اُسمین مین نے پہلی مرتبہ آپکو محفل سماع مین بیٹھے دیکھا۔ حالت سماع مین آپ پر ایسی حالت ہوئی کہ آپنے اپنا لباس قوالون کو دیدیا فقط پائجامہ پہنے بیٹھے تھے۔ ایک شخص نے خیال کیا کہ آپ برہنہ ہین چادر اوڑھادون۔ جب چادر حضور کے بدن سے مَس ہوئی تو آپنے ایک جھٹکا دیا چادر اُس شخص کے ہاتھ سے چھوٹ گئی آپنے اُسکو قوالون کے سامنے پھینکدیا۔ سخت سے سخت سردی مین بھی آپ اپنا لباس قوالون کو دیدیتے اور یون ہی برہنہ بیٹھے رہتے جسوقت حضور اپنا لباس مرحمت فرمادیتے تھے اُسوقت عجیب حالت طاری ہوتی تھی جسطرف آپ ملاحظہ فرماتے اور جسپر حضور کی نظر پڑجاتی وہ بھی اپنا لباس اُتارکر دیدیتا۔ حالت سماع مین آپ کچھ حرکت نہین فرماتے تھے فقط چہرہ مبارک سے اثر ظاہر ہوتا تھا ریش مبارک کے بال پھیل جاتے تھے آنکھون سے آنسو جاری ہوجاتے۔ دونون آنکھین سرخ ہوجاتین

ہر عرس میں محفل سماع میں یہی حالت حضور کی ہوتی تھی اُسوقت تمام محفل پر جو خاص اثر ہوتا تھا اُسکا بیان ناممکن ہی۔ ایک مرتبہ ایک قوّال نے حضرت جامی علیہ الرحمۃ کی غزل شروع کی جب اُسنے یہ شعر کہا ؎

پرتو حُسنت نہ گنجد در زمین و آسمان　　　در حریم سینہ حیرانم کہ چون جا کردہٗ

جسوقت آخر مصرع اُسنے پڑھا حضور نے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرکے ہاتھ پھیلا دیے حیرت آپکی صورت سے نظر آتی تھی جو شعر کے معنے تھے۔

ایک مرتبہ ایک قوال نے حضرت سرمد علیہ الرحمۃ کی یہ رباعی پڑھی ؎

سرمد در دین عجب شکستے کردی　　　ایمان بفدائے چشم مستے کردی

عمرے کہ بآیات و احادیث گذشت　　　رفتی و نثار بت پرستے کردی

اُسوقت آپ پر عجیب حالت طاری ہوئی آپکے ہاتھوں میں حرکت ہوئی اور دونوں ہاتھ اُٹھ گئے تمام محفل پر حضور کا اثر پڑا ہر شخص خاص کیفیت میں تھا۔

چونکہ سماع میں حضور پر ایک خاص کیفیت ہوتی تھی جسکا اثر تمام محفل پر پڑتا تھا۔ نقد اور کپڑے قوالوں کو بہت ملتے تھے اس لیے قوال گانے میں بہت وقت لینا چاہتے تھے ایک مرتبہ ایک قوال کو میں نے بیٹھنے کے لیے کہا وہ آگے بڑھا جو قوال گا رہا تھا وہ نہیں اُٹھا دونوں میں آپسمیں گفتگو ہونے لگی حضرت رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوے اور مسجد میں تشریف لیجا کر جالی کے قریب مزار کی طرف مُنھ کرکے بیٹھ گئے محفل میں سناٹا ہو گیا کسی کو کچھ عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ گانا موقوف ہو گیا۔ جب مغرب کا وقت آیا اور مؤذن نے اذان دی اُسوقت آپنے کپڑے پہنے جو ہمراہ گئے تھے اور نماز پڑھی بعد نماز قُل ہوا جب سب لوگ چلے گئے صرف چند آدمی رہ گئے تو جناب مولانا علی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپکے سامنے آکر عرض کیا کہ جو طریقے ہمارے پیران عظام کے تھے اُنکا برقرار رکھنا حضرت ہی پر موقوف ہی اگر آپ گانا نہ سُنیں گے تو یہ طریقہ فرنگی محل سے اُٹھ جائیگا ہم تو مجبور ہیں اس لائق نہیں کہ اس طریقہ کو جاری رکھ سکیں اُسوقت آپنے فرمایا میاں علی محمد سماع بہت مشکل چیز ہے ایک مرتبہ حضرت سلطان المشائخ محبوب آلٰہی رضی اللہ عنہ خلوت میں گانا سُن رہے تھے آپنے حاضرین کی طرف دیکھ کر فرمایا کیا کوئی غیر شخص آگیا ہے کہ محفل میں اُسکا عکس قلوب پر پڑتا ہی سماع مزہ نہیں دیتا۔ عرض کیا گیا کہ فلان فلان حاضر ہیں سب تارک ہیں کوئی دنیا دار نہیں ہی آپنے فرمایا کہ سب لوگ اپنے قلوب کا احتساب کرو کسی کے دلمیں کوئی خطرہ ہے جو عکس دے رہا ہے۔

سب نے مراقبہ کیا اور عرض کیا کہ حضور کسی کے دلمین کوئی خطرہ نہین ہو۔ مگر ان سماع لذت نہین دیتا ہے
اُسوقت آپنے فرمایا زبان موافق نہین ہر اب لہو ہو گیا۔ آپ اُٹھ کھڑے ہوے۔ یہ حکایت بیان کرکے آپنے
فرمایا میان علی محمد سماع ذرا مین لہو ہو جاتا ہے۔ ریش مبارک پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اس سفید ڈاڑھی پر
مجھ سے لہو کراؤ گے۔ اُنھون نے سکوت کیا محفل برخواست ہو گئی آپ بھی گھر تشریف لے گئے۔ ربیع الثانی
کا مہینہ آیا۔ حضور حسب معمول ۱۱ ربیع الثانی کو میرے یہان آثار شریف کی زیارت کیلئے تشریف لائے حسب معمول
بیان کیا بعد بیان کے مسجد مین تشریف لیگئے اور مجھ سے فرمایا کہ سماع کر لو مین اب فاتحہ مین شریک ہونگا سماع
مین نہ بیٹھونگا۔ رجب مین بھی حسب معمول ۶ رجب کو میرے یہان تشریف لائے اور مسجد مین بیٹھے رہے
محفل سماع مین تشریف نہین لے گئے۔

شعبان مین جب آپکے پیر و مرشد قدس اللہ سرہ العزیز کے عرس کا زمانہ آیا تو لوگون نے آپسے بہت اصرار کیا کہ
آپ محفل سماع مین تشریف لیچلین آپنے فرمایا کہ اگر محفل کا کوئی انتظام کرے اور کوئی امر خلاف نہ ہونے
پاوے تو مین بیٹھ سکتا ہون۔ اُسوقت مین بھی حاضر تھا مجھ سے فرمایا تو انتظام کریگا مین نے عرض کیا کہ اگر
حضور توجہ فرمائین گے تو انتظام ہو ہی جائیگا فرمایا اچھا بیٹھین گے۔ عرس کے دن مجھ سے فرمایا کہ پہلے دیکھ کے
لوگون کو میرے پاس بٹھا دینا کسی غیر کو نہ بٹھانا۔ چنانچہ اسکا انتظام کرتا رہا اور آپ بیٹھے رہے کسی شخص کو مین
آپکے اور مزار شریف کے درمیان مین آنے نہین دیتا تھا اور سب کو روک دیتا تھا کہ کوئی آپکے سامنے سماع
کے وقت نہ جاوے سوائے لذت لینے والے کے۔ آپ گانا سنتے تھے مگر بہت احتیاط سے۔ کبھی جب آپکا دل
گانا سننے کو چاہتا تھا تو میرے مکان مین جہان دس پانچ آدمی ہوتے تھے سُن لیتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ ردولی شریف عُرس مین گئے مین بھی ہمراہ تھا اور بہت سے لوگ ساتھ تھے ایک دن
قیام فرمایا مجھ سے ارشاد کیا کہ رات کو سوندھے قوال کو بلانا مین نے اُسکو بلایا۔ بعد مغرب صحن مین فرش کر دیا
گیا آپ بیٹھے اور فرمایا کہ دروازہ بند کر لو دیر تک محفل رہی صبح کو حضرت شاہ التفات احمد صاحب
سجادہ نشین آپکے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت شب کو آپکے یہان سماع تھا مین بھی آیا کہ شریک
ہون دروازہ بند تھا مین نے بہت آوازین دین کسی نے دروازہ نہ کھولا۔ مین چلا گیا۔ آپنے فرمایا
صاحبزادہ صاحب کسی کو آپکا آنا اُسوقت معلوم نہ ہوا ورنہ آپکے لیے دروازہ ضرور کھول دیا جاتا۔
جناب مولوی فخر الحسن صاحب موہانی فرماتے ہین کہ اسوقت بزمانہ عرس شریف خانقاہ مین قوالی ہوتی ہو

قبل تعمیر خانقاہ روضۂ مبارک کے روبرو دریچہ شمالرویہ کے سامنے قوال ہوتی تھی جہان اب اینٹون کا بلند چبوترہ لب دریچہ تک بنا دیا گیا ہی قوال مغرب رو یہ حضور کے داہنے جانب بیٹھتے تھے اور حضور دریچۂ وسطی کے بالکل سامنے تشریف رکھا کرتے تھے درمیان مین حجاب کی سخت ممانعت تھی اُسوقت کے بعض عالم اسوقت بھی پیش نظر ہوجانے سے عجب روحی وجد ہوتا ہے۔ سوندھی قوال تھا تو بہت بدگلو مگر عجب پُر تاثیر اُسکا گانا تھا اُسکی دو ہندی چیزون پر نہایت جوش اور کمال جذب حضور کو ہوتا تھا مین نے خود دیکھا کہ انھین چیزون پر اسقدر حضور کو کیف ہوا کہ مٹھیان بند دونون دست مبارک بار بار زمین پر ٹیک دیتے تھے۔ جسم مُبارک برہنہ تھا کرتہ شریف سے قوال سرفراز ہوا تھا اسوقت بھی وہ ہوش ربا سمان آنکھون کے نیچے پھر گیا اور قالب کا ایک عجیب عالم کرگیا اور یہ دوہا زبان پر جاری ہوگیا یا اللہ ہر وقت قلب مین یہی کیفیت رہے۔ ؎

اُسکی سنبت سب لیگئے بالم اپنے ساتھ — نگری سونی کر گئے مین بکّی مَل مَل ہاتھ

اقوال و ارشادات

مولوی فخر الحسن صاحب موہانی تحریر فرماتے ہین۔ ایک مرتبہ شعبان شریف کے مہینہ مین اتفاق آستانہ بوسی ہوا برسات یا گرمیون کا زمانہ تھا غالباً چار بجے ہون گے۔ حضور قدس سرہٗ جنوب رویہ دالان کے سامنے پلنگ پر استراحت فرماتے پلنگ جنوباً شمالاً تھا پلنگ کے پاس ایک جانب مربع چھوٹی چوکی پر سیلابچی چھوٹی سی اُگالدان خاصدان لوٹیا ڈھکنے دار اسی قسم کی وہ چیزین جنکی ہر وقت ضرورت پڑتی ہی بالعموم پاس رہتی تھین اور خدام بھی حاضر خدمت اقدس تھے۔ یہ کمترین بالین کی جانب خدمت مروحہ جنبانی سے مشرف تھا ذکر آتشبازی چھڑانیکا ہو رہا تھا معلوم یہ ہوا کہ جہاد مین جو ہندو عورتین مسلمانون کی بیویان تھین اُن عورتون کی دوسری بھینین و اقارب اکثر ہندو ہی تھین اُن کے لڑکے دیوالی مین آتشبازی چھوڑتے تھے تو نو مسلم عورتون کے بچے للچاتے تھے۔ لہذا شبرات اُن بچون کی آتشبازی کے لیے مقرر کیگئی۔ اسکا بھی ذکر ہوا کہ ہندوستان مین مسلمانون کی نسلین بالعموم انھین ہندوستان کی ہندو نو مسلم عورتون سے ہین کمترین کی ایک عرض پر متبسم ہوکر فرمایا کہ کیا تمھارے جد اپنی بیوی ولایت سے ساتھ لاے تھے۔ پھر ارشاد ہوا کہ کبھی ہم تو ہی خیال رکھتے تیرھوین شعبان کو چھڑا لیتے تھے۔

حضرت استاذی و مرشدی جناب مولانا محمد عبد الباری صاحب قبلہ فرماتے تھے کہ حضرت جدی و مرشدی

قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہین کہ نصیر الدین حیدر نے ایک تہ خانہ کے طور پر بہت عمدہ مکان بنوایا تھا اور سہین بارہ عورتون کو رکھا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ بارہ اماموں کے لیے انکو مین نے رکھا ہی نہایت آرام اور عزت سے وہ رہتی تھین کوئی غیر محرم اُن تک پہونچنے نہین پاتا تھا - اور اُسی سے ملا ہوا ایک اور مکان بنوایا تھا کہ جسمین وہ مخصوص لوگون سے ملاقات کرتا تھا اور امور مملکت مین مشورہ کرتا تھا - اُس زمانہ مین انگریزون کی سازش بہت ہو گئی تھی یہانتک بادشاہ کے گھر تک اس سازش کا اثر پہونچ گیا تھا اسی احتیاط سے وہ بالکل خلوت مین علیحدہ بیٹھ کے صلاح و مشورہ کرتا تھا اور وہان کسی کے جانے کی اجازت نہ تھی - ایک چوبدار تھا اسپر بادشاہ کو بہت اعتماد تھا وہ رازدار تھا جب وقت خلوت کا ہوتا تھا تو بادشاہ اسی چوبدار کو یہان فرنگی محل حضرت مولانا عبد الوالی صاحبؒ اور جناب مفتی ظہور اللہ صاحب کی خدمت مین بھیجتا تھا وہ آکر چپکے کھڑا ہو جاتا - ان حضرت کو معلوم تھا وقت معین تک وہ کھڑا رہتا - اور یہ حضرات وہان تشریف لیجاتے مشورہ وغیرہ ہوتا - ان حضرات کا بیان تھا کہ نصیر الدین حیدر سنی المذہب تھا اور ان حضرات کے روبرو اُنھون نے اسکا اقرار کیا اور ان حضرات کو گواہ کیا تھا جب نصیر الدین حیدر کا انتقال ہو گیا تو حضرت مولانا عبد الوالی صاحبؒ اور جناب مفتی ظہور اللہ صاحبؒ نے بعد تجہیز و تکفین تشریف لیجا کر قبر پر نماز جنازہ پڑھی تھی مین بھی ہمراہ گیا تھا

مولوی فخر الحسن صاحب فرماتے ہین کہ غلام سنہ ۱۳۰۸ھ مین حیدر آباد سے سیدھا لکھنؤ حاضر ہوا شرف حضوری تھا کہ ارشاد ہوا کہ گدی نشینی سلطنت اودھ کی معرض بحث مین تھی جا آدرویش جسمین نجابت علیشاہ صاحب در کفایت اللہ شاہ صاحبؒ اور چاہتے تھے کہ منّا جان کو تخت پر بٹھالین بڑے حضرت صاحب قبلہ یعنی حضرت مولانا شاہ احمد انوار الحق قدس اللہ سرہ العزیز کا التفات سعادت علیخان کی طرف تھا یہ اس زمانہ مین فیض آباد مین رہتے تھے ایک رات منا جان نے خواب مین دیکھا کہ مین تخت سلطنت پر بٹھلایا گیا - مگر تخت کے نیچے سے ایک ہاتھ نکلا جسنے تخت کے نیچے مجھے اوندھا گرا دیا - سعادت علیخان فیض آباد مین دوپہر کو کھانا کھا رہے تھے کہ یکا یک ایک بزرگ کی صورت سامنے آئی اور حکم کیا کہ اٹھ سلطنت اودھ تجھے دیگئی ہنوز وہ اٹھا نہ تھا کہ وہی صورت شریف پھر نمودار ہوئی اور تحمل نہ کیا ؎

دور فلک درنگ ندارد شتاب کن

سعادت علیخان اُسیطرح بغیر ہاتھ دھوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اُمرا کے یہان قاعدہ ہی کہ محل کے ہر دروازے پر کوئی نہ کوئی سواری تیار رہتی ہی یہ جس دروازے پر گئے فینس موجود تھی فوراً سوار ہوے اور لکھنؤ کا رخ کیا

راستہ مین پھر دو تین جگہ وہی صورت شریف دکھلائی دی اور ہر مرتبہ وہی مصرع ارشاد ہوا کہ ع

دور فلک درنگ ندارد شتاب کن

غرضکہ لکھنؤ پہونچکر سعادت علیخان تخت سلطنت اودھ پر متمکن ہوئے۔

سعادت علی خان صاحب کفایت شعار بہت تھے ان کے یہان ایک شخص آب بردار وضو تھا کہ وہی وضو کرایا کرتا تھا ایک مرتبہ انھون نے اُسکو پانچسو روپیہ دیدیئے دو تین دن کے بعد پھر اُس سے پوچھا کہ بتا مین نے بغیر تیرے مانگے تجھے پانچسو روپیہ کیون دیے اُسنے کہا کہ سرکار مالک ہین غلام الشیتنی نمکخوار ہے حضور خوش ہوے مجھے اپنا تصدق و رحمت فرمایا کہا نہین نہین یہ بات نہین ہے سچ بتا مین نے تجھے روپیے کیون دیے اُسنے پھر وہی جواب دیا۔ پھر سعادتعلیخان نے کہا کہ مجھ سے شخص کلا ور بغیر تیرے مانگے دو چار دس پانچ نہین یکمشت پانچسو روپیہ دیدینا کوئی بات ضرور ہے سچ سچ بتا کہ مین نے تجھے کیون دیے وہ بیچارہ سخت عاجز ہوا پھر پوچھا تونے مجھپر کوئی عمل پڑھوایا ہے یا جادو کیا ہے آخر کیا کیا ہے سچ بتا ورنہ اچھا نہ ہوگا آخر اُسنے کہا کہ سرکار مین نے نہ عمل پڑھوایا ہے نہ جادو کیا ہے البتہ فرنگی محل مین ایک بزرگ حضرت نجابت علی شاہ صاحب برادر نسبتی حضرت مولانا احمد انوار الحق قدس سرہ رہتے ہین کبھی کبھی مین اُنکے پاس حاضر ہوجاتا ہون چنانچہ میری لڑکی جوان قابل شادی کے ہے مگر کوئی سامان شادی کا نہ تھا اُنسے البتہ مین نے اپنی حالت عرض کی تھی بس یہ تو مین نے اُنسے ضرور عرض کیا تھا۔ سعادت علیخان یہ سنکر چپ ہوے رہے اور رات کو اپنے وزیر کو مع قلمدان و مہر آپکے حضور مین یہ عرض کرکے روانہ کیا کہ جناب یہ مہر سلطنت اور قلمدان حاضر ہے جسکو چاہیے بادشاہ بنائیے میرے دل سے تو یہ نہین ہوتا کہ الگ تلگ پانچ پانچسو روپیہ مین بلا طلب اسطرح دیدیا کرون۔

مولوی صاحب موصوف فرماتے ہین وہ کوٹھری جو دالان مشرق رویہ سے ملحق ہے حضور بعد تناول خاصہ اسمین آرام فرمانے کے لیے تشریف لیگئے اس کوٹھری کے روشندان پارچہ والی گلی کی طرف ہین جو کوئی اُدھر ہوتا ہے سب کوٹھری مین سُنائی دیتا ہے۔ ملازم حاضر تھا کچھ ابنائے زمانہ اور شامت اعمال اور مفلسون کا ذکر تھا حضور نے فرمایا اگلے زمانہ مین جب کوئی نئی بات یا مصیبت عام ہوتی تھی تو ہر شخص کی زبان پر وہ خبر سنکر کلمہ جاری ہوتا تھا کہ خدا خیر کرے اب کسی حیرت انگیز اور مصیبت ناک امر کسی سے وہ کلمہ نہین سُنائی دیتا مجھے یاد پڑتا ہے کہ دمدار ستارے پر یہ ارشاد ہوا تھا۔

مولوی صاحب موصوف فرماتے ہین۔ غلام ایک مرتبہ لکھنؤ مین آستانہ بوس ہوا اور لباس یاد نہین مگر

پائجامہ اور یہی شرح شروع کا تھا یہ وہ زمانہ تھا کہ حضور امامت نہین فرماتے تھے مین نیت باندھ رہا تھا کہ حضور نے
فرمایا کہ تکمے کھول دو گے بند رہنے سے نماز نہین ہوتی ہی۔ اللہ اللہ کیا رحم و کرم اور کیا کمال ہی پیروی سنت اور
اخلاق ہی دوسرے بزرگون کے یہان اسی ور یہی پائجامہ پر سنا گیا کہ سخت سرزنش کیجاتی ہی بلکہ مکان سے وہ
شخص نکلوا دیا جاتا ہی۔
ایک مرتبہ غلام حاضر ہوا حضور بیرونی مکان کے دالان جنوب رویہ کے در مغربی کے سامنے نماز ظہر ادا فرما رہے تھے وقت
قریب اور گرمی بشدت تھی میں پنکھا جھلنے لگا حضور نے سلام پھیر کر دست مبارک سے منع فرمایا مین رک گیا حضور نے
نماز شروع کی جب سلام پھیرا مین پھر پنکھا جھلنے لگا اسوقت حضور نے ممانعت نہین فرمائی یعنی ادائے نماز مین
اس قسم کی راحت طلبی ممنوع ہی۔
بعد ختم مین نے عرض کیا کہ رسائل یازدہم شریف جو بندگان عالی نے مرتب فرمائے ہین انکی نقل غلام کو مرحمت ہو
ارشاد ہوا (حضرت مولانا) عبدالوہاب (صاحب) سے کہو پھر حضرت مولانا صاحب قبلہ رح سے مجھے اجازت
اخذ نقل کی مرحمت ہوئی۔
مولوی صاحب موصوف فرماتے ہین۔ یہ غلام حاضر حضوری تھا کہ ایک شخص نے آکر بر سبیل تذکرہ ایک استفتے کا مضمون
عرض کیا (راقم کو وہ مضمون اسوقت یاد نہین ہی) اور فرنگی محل ہی کے ایک نو عمر عالم نے جو فتویٰ اسپر دیا تھا وہ بھی
بیان کیا۔ سہ پہر کا وقت تھا حضور دالان مغرب رویہ کے سامنے پلنگ پر استراحت فرما رہے تھے۔ کہ فتویٰ اسکو سنکر
نہایت غصہ سے سر مبارک تکیہ سے اٹھایا اور دست مبارک کو حرکت دیکر فرمایا کہ جب ڈیڑھ گز زمین کے نیچے
جائینگے جب حال معلوم ہوگا راقم کی نظر چہرۂ اقدس پر تھی ریش مبارک کے تمام بال فورغیظ سے کھڑے تھے۔
جناب مولوی احسان اللہ صاحب فرنگی محلی۔ نواب عبدالباسط خانصاحب حافظ غلامی صاحب۔
محمد رضا صاحب کشمیری ان حضرات کا معمول تھا کہ روزانہ شب کو حضوری مین رہتے تھے۔ نواب عبدالباسط خانصاحب
کا دستور تھا کہ تقریب جشن اقدس مین بارھوین شریف ربیع الاول کو ایک دعوت کیا کرتے تھے۔ یہی زمانہ تھا
کہ دو تین راتون کو نواب صاحب مرحوم حاضر حضوری نہ ہوے حضور قدس سرہ نے فرمایا کہ آج کئی دن سے
نواب صاحب نہین آئے۔ عرض کیا گیا کہ بارھوین شریف سر پر آپہونچی سامان دعوت کی فکر مین پریشان
ہین ارشاد ہوا کہ ان سے کہو مکان کی اینٹین بیچین اور دعوت کرین۔ اللہ اللہ کیا ولولہ جانفشانی
اور کیا انہماک جان نثاری ہی اللہم ارزقنی بحق عشاق حبیبہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ بعدد حسنہ وجمالہ۔

ایک مرتبہ ریش مبارک دست اقدس مین لیکر فرمایا کہ میان حافظ غلامی حشر مین ذرا اس شکل کو یاد رکھنا حافظ غلامی صاحب مرحوم نے اپنی ڈاڑھی ہاتھ مین لیکر عرض کیا کہ حضور بھی حشر مین اس صورت کو نہ بھولین۔ اللہ اللہ کیا راز و نیاز تھے۔

ربیع الاول شریف ۱۲۹۵ھ سہ شنبہ کا دن تھا غلام حاضر حضور ہوا حضرت مرشدی مولائی مولانا جناب محمد عبد الوہاب صاحب قدس سرہٗ اور مولوی احمد سعید صاحب مرحوم بخاری شریف حضور سے پڑھتے تھے ایک حدیث شریف مین حضور نے فرمایا کہ زمانہ سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مین خود آپ قطب مدار تھے وزیر یمانی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور وزیر ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے سرکار رسالت کے اس عالم سے تشریف لیجانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قطب مدار ہوے حضرت عمر رض وزیر یمانی اور حضرت عثمان رض وزیر ثانی ہوئے حضرت صدیق اکبر رض کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت عمر قطب مدار ہوے حضرت عثمان رض وزیر یمانی اور حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ وزیر ثانی ہوے حضرت عمر رض نے جب پردہ فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ قطب مدار ہوے حضرت علی کرم اللہ وجہہ وزیر یمانی اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ وزیر ثانی ہوے۔ بعد انتقال شریف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور مرتضوی قطب مدار ہوے حضرات حسنین رضی اللہ تعالی عنہما حسب مراتب وزیر یمانی و وزیر ثانی ہوے حضور مرتضوی رضی اللہ عنہ جب متبع بہ لقاے الٰہی ہوے حضرت سیدنا حسن رض قطب مدار ہوے اور حضرت سیدنا حسین رض وزیر یمانی ہوے وزیر ثانی آپکا معلوم نہین ہوا بعد روپوشی حضرت سیدنا حسن رض حضرت سیدنا حسین رض قطب مدار ہوے۔ غرضکہ جو صاحب وزیر یمانی ہوتے تھے وہ بعد مین قطب مدار ہوتے تھے۔ بعد اس ارشاد کے اسکی بھی ہدایت ہوئی کہ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔

ایک شخص حضور مین آیا کرتے تھے جنکے گلے مین ایک تسمہ کپڑے کا اور اُس تسمہ سے متعلق ایک مٹی کی کلھیا رہتی اور داہنے ہاتھ کی پانچون اُنگلیون کے پور اُسمین ڈوبے رہتے۔ واقعہ یہ ہوا کہ ان کے باپ نہایت بخیل آدمی تھے بیمار ہوے اور جب اُنکو یقین اپنی موت کا ہوگیا بہو سے کہا کہ میرا دل حلوہ کھانے کو بہت چاہتا ہے تم بنا دو انھون نے حلوہ بنا دیا انھون نے اپنے سرہانے رکھ لیا سو اشرفیان انھون نے جمع کی تھین رات کو موقع پاکر وہ اشرفیان حلوے کے ذریعہ سے نگل گئے اور صبح کو مر گئے تجہیز و تکفین کر دی گئی انکے لڑکے جو کلھیا مین انگلیان ڈالے رہتے تھے انکو حال اشرفیونکا معلوم تھا۔ اپنی بیوی سے پوچھا اُنھون نے جواب دیا کہ اس اس طرح وہ سب اشرفیان حلوے مین لپٹاکر نگل گئے یہ کدال لیکر مع خدمتگار کے رات کو قبر پر پہونچے اور قبر کھود ڈالی دیکھا تو کفن پر سب اشرفیان نہایت چمکدار سر سے لیکر پیر تک رکھی ہوئی ہین فوراً ہی انھون نے ہاتھ مارا اشرفیون تک اُنگلیان پہونچین تھین کہ تمام جسم مین انکے آگ لگ گئی

غش آگیا تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش آیا تو تڑپتے تڑپتے گھر آئے سات روز تک یہی حالت رہی ایکدن ڈوبنے کے قصد سے چلے جیسے ہی دریا کے قریب پہونچے ایک درویش نے دور سے انکو ڈانٹا کہ باپ کی جگہ اپنا بھی ٹھکانا کرتا ہے پھر ایک گھڑا پانی دریا سے بھر کر اُسپر کچھ دم کرکے انکو نہلایا جسم کی سوزش جاتی رہی مگر انگلیون کی وہی حالت رہی پھر شاہ صاحب نے ایک آبخورہ اپنی جھولی سے نکالا پانی سے بھر کر کچھ اُسپر پھونکا اور کہا کہ اسمین انگلیان ہر وقت ڈالے رکھو چنانچہ بارہ برس سے اُنکی یہی حالت ہے جب پانی کم ہوتا ہے اور اسمین ڈال لیتے ہین۔

ایک شخص حضور مین حاضر ہوے اُنکا جوان لڑکا نہایت قابل تھا مرگیا وہ بیچارے آہ و فریاد کیا کرتے تھے ایک اور شخص نے اُنکی اس حالت پر طنز کیا اُنھون نے غصہ مین آکر اُسپر تھوک دیا وہ تھوک اُن کے سینہ پر پڑا فوراً تھوکنے کے مقام پر آبلہ پڑ گیا اور سخت سوزش ہونے لگی جھٹ سے اُنھون نے تھوک پونچھ ڈالا مگر تمام عمر اس جگہ فی الجملہ سوزش قائم رہی۔

کچھ تیر اندازی کا ذکر تھا حضور نے ایک شخص کا حال بیان کیا کہ وہ ایسے اس فن مین اُستاد کامل تھے کہ ایک مرتبہ اپنے جلسہ احباب مین مونڈھے پر بیٹھے ہوے تھے۔ اگلون کے فن تیر اندازی کے واقعات بیان ہو رہے تھے کمان پاس رکھی ہوئی تھی۔ مونڈھے سے ایک سنٹھا نکالا سامنے ایک درخت جسکا تنا بہت گھیر دار تھا اُسپر مارا تیر اُس تنے کو توڑ کر پار نکل گیا۔

بعض آدمیون کو پیشاب کے بعد قطرہ آجاتا ہے اخراج قطرہ کی ترکیب کے بعد ارشاد ہوا کہ میان یہ پانی چھڑک لینا چاہیے ساتھ ہی اسکے فرمایا کہ کبھی ریاح بھی مخرج بول سے خارج ہو جاتے ہین اسپر بھی قطرہ کا شک ہوتا ہے۔

مولوی فخر الدین صاحب موہانی کا بیان ہے کہ مین حضور مین حاضر تھا کسی کے یہان سے جہلم کے فاتحہ کی فیرینی آئی حضور نے فرمایا کہ مین دیکھتا ہون جسکا فاتحہ ہوا ہے اُسکی روح اس فیرینی پر پھڑپھڑا رہی ہے۔

مولوی صاحب موصوف فرماتے ہین کہ ۱۳۰۱ھ مین جب حضور غلام کے خطبہ عقد کے لیے موہان تشریف لائے حمید احمد ولد حبیب الدین صاحب موہانی بہت ہی بچہ کم عمر تھا کچھ بیمار ہو گیا غلام اُسے گود مین لیکر حضور مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اسکو شاید نظر ہو گئی ہے فرمایا کہ پھر تم خود کیون نہین نظر جھاڑ دیتے۔ غلام نے لاعلمی کا عذر کیا وفور کرم سے خود اپنے وظیفہ کی کتاب مرحمت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اس سے دعائے نظر بد کی لکھ لو۔ چنانچہ غلام نے تعمیل ارشاد عالی کی اور ہمیشہ کے لیے اجازت بھی ہو گئی ادعیہ ارکان وضو کی التجا پر بھی حکم ہوا کہ اسی کتاب مین سے لکھ لے۔

مکان مقدس مین شب کو کچھ چورون کا ذکر ہو رہا تھا حضور بھی رونق افروز تھے فرمایا کہ جب شب کو اس قسم کا ذکر ہوا کرے تو

سوتے وقت مکان دیکھ لیا کرو چور قریب ہی ہوتا ہے یہ ذکر ہی تھا کہ چور کی غل مچی۔

عشرۂ محرم میں ایک جگہ سے حصہ آیا حضرت مرشدی و مولائی جناب مولانا محمد عبدالوہاب صاحب قدس سرہٗ نے بمصلحت حصہ پھیر دیا۔ فرستندہ نے اپنا خاص آدمی حضور اقدس میں بغرض شکایت ایسی حصہ بھیجا اُسنے آکر حضور میں عرض کیا آپنے سر مبارک جھکا کر فرمایا کہ لا بھائی میرے سر پر وہ حصہ لا کر رکھ دے۔ اللہ اللہ کیا ادب اور کیا غایت محبت شہزادوں علیہما السلام کے ساتھ تھی۔ اللھم ارزقنی۔

حضور قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ عوام میں ایک شخص صاحب مقامات عالیہ مشہور تھے کیونکہ لوگوں نے دیکھا کہ ایک بانس کے برابر بلندی پر وہ معلق ہوا میں بیٹھے رہا کرتے تھے ایک عالم اُنکا معتقد تھا اُنکے مرجانے کے بعد اُنکے لڑکے آئے اور اُنھوں نے بیان کیا کہ شیطان بصورت انسان میرے پاس آیا اور کہا کہ تمھارے باپ بڑے صاحب کرامات تھے ایک زمانہ گویا انکی پرستش کرتا تھا اگر انکی طرح تم بھی میرے کہنے پر چلو تو اُنسے زیادہ عالم میں تمکو مشہور کرادوں میں نے کہا کہ اچھا کہو کیا کہتے ہو میں مستعد ہوں اُسنے کہا تمھارے پاخانے سے جو نالی گئی ہے اُسکے نیچے ایک مقام پر کپڑا دبا ہوا ہے اس کپڑے کے نیچے (نعوذ باللہ من ذالک) قرآن مجید میں نے رکھوا دیا ہے اگر تم وہ کپڑا توڑ ڈالو تو میں تمھیں دو بانس اوپر ہوا میں معلق بٹھال دوں میں نے لاحول پڑھکر اُس مردود کو نکالا اور بہ احتیاط نالی کا وہ کپڑا کھود واکر کلام مجید کو محفوظ رکھا۔

لکھنؤ میں ورود آپ ہوا کی شدت تھی حضور فرماتے تھے کہ متعدد لاشوں پر ایک ہی نماز جنازہ ہوتی تھی آپ فرماتے ہیں کہ میں کسی کی نماز کیلیے جا رہا تھا۔ دیکھا کہ ایک کبڑن کا ایک ہی لڑکا تھا وہ مبتلا ہوا اور امید نہ رہی وہ کبڑن مسجد میں دوڑی گئی اور اللہ میاں سے کہنے لگی مورے کھدائے (خدا) مورا یہی ایک بیٹا ہے (لڑکا) مجھ بڑھیا دکھیا پر رحم کر اِسکا بچائے دے حضور فرماتے ہیں کہ جب میں واپس ہو ادیکھتا کیا ہوں کہ وہی لڑکا اچھا خاصہ پلنگ پر بیٹھا کھچڑی کھا رہا ہے۔

سنہ ۱۳۰۱ھ میں غلام مبتلائے حرقت کبد وارد مو ہان ہوا حضور نے آب تمر ہندی آب گذ تجویز فرمایا اُسکے استعمال سے اللہ نے شفا دی اسیطرح سنہ ۱۳۰۱ھ میں رفع اختلاج کیلیے ارشاد ہوا کہ سورۂ فاتحہ پڑھکر پانی پیا کرو اور بعد ہر نماز کے حرز رزاقی کا حکم ہوا جو یہ ہے اللھم صل علی سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد بعدد کل داء و دواء و بعدد کل علۃ و شفاء سات مرتبہ اول و آخر بسم اللہ الرحمن الرحیم لا الہ الا اللہ الکتالیس بار بسم اللہ الرحمن الرحیم وانت ارحم الراحمین الکتالیس بار قبل بات کرنے کے ہاتھوں پر دم کرکے تمام جسم پر جہاں تک ہاتھ پہونچے ہاتھ پھیرے۔

ایک صاحب خواب میں مشرف بہ زیارت سرکار نبوت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات ہوئے حضور سے کیفیت بیان کی اور عرض کیا کہ آ

ایسی صورت مبارک تھی حضور نے فرمایا کہ حبیب کریم علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیم ایک آئینہ ہیں جس کی جیسی شکل ہوتی ہے ویسی ہی معلوم ہوتی ہے یعنی صفائے کامل قلب میں ہونا چاہیئے ۔

اور ابچشم پاک تو آن دیدہ چون ہلال   ہر دیدہ جائے جلوۂ آن ماہ پارہ نیست

خود حضور فرماتے تھے کہ ایک رئیس زادہ جو سید اسد تیر انداز کا نواسا تھا مدقوق تھا ہزار روپیہ علاج میں صرف ہوا اطبائے حاذق کسی کا علاج اٹھا نہیں رہا جب نوبت اخیر ہوئی چند ساعت کا مہمان رہ گیا اندر باہر ایک کہرام مچگیا سید اسد اللہ باہر آئے رونا پیٹنا اور صدقہ دینا شروع کیا کوئی کمل پوش اودہر سے گزرے حال پوچھا بیان کیا گیا انھوں نے تین جزو نسخہ تجویز کیا جو مریض کیلیے زہر ہلاہل تھا اور کہا کسی بھکوے کو علاج کی بھی تمیز ہے بڑے بڑے اطبا اسوقت حاضر تھے مجوزہ نسخہ کی دوائین کھرل پر پیسی جا سکتی ہین انھین اطبا سے شاہ صاحب نے نسخہ کی دوائین پیسنے کو کہا انکے رعب سے کسی کو سوائے تعمیل کے چارہ نہ ہوا اتنی دیر میں مریض کی حالت ایسی ہوگئی کہ سب سمجھے انتقال ہوگیا مگر سانس تھی نسخہ کی دوائین بالکل مرض کے برعکس تھین ایک تو شاہ صاحب کا رعب دوسرے امید زیست مریض سے منقطع تھی خیر دوا حلق کے نیچے پہونچائی گئی دوا مسیحائی کر گئی اسنے آنکھیں کھولدین پھر تو درست ہوگئے اب شاہ صاحب کی تلاش ہوئی رئیس اور نیز حکیم صاحبان نے ادھر اودھر بہت آدمی دوڑائے اور بحسرت کہتے تھے کہ افسوس یہ نسخہ شاہ صاحب سے بخشوا نہ لیا کہ یہ تو اکسیر سے بھی بڑھکر قیمتی تھا مگر شاہ صاحب کا پتہ نہ لگا۔

مثل حضور قدس سرہ کے دوسرے بزرگ بہت کم سُنے گئے کہ اسطرح سے ادائے سنن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی سختی سے پابند ہون چنانچہ جسطرح سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکثر نام تبدیل فرمائے ہمارے حضور قدس سرہ نے بہ تبعیت نامونکا تغیر و تبدل فرمایا موہان میں ایک بی بی کا نام صبور النساء تھا حضور نے بدل کر منصور النساء رکھا مین لکھنو ہی مین حاضر تھا کہ حضور نے ایک صاحب رئیس بڑے گانون یعنی جناب غفور الرحمن صاحب کا نام بدلکر مغفور الرحمن رکھا۔

حضور کو بہت سخت ناگوار ہوتا تھا اگر کسی کا نام نبی اللہ یا نبی جان یا قسیم کی ترکیب کے نام ہوتے تھے اور حضور اُن نامون کو تبدیل فرما دیا کرتے تھے۔

مولوی فخر الحسن صاحب حسب ذیل واقعات تحریر کرتے ہین کسی رئیس کے امرائے حاشیہ سے ایک صاحب بیمار ہوئے نوبت بایں جار رسید کہ ایک قطرہ پانی بھی معدہ میں نہین ٹھہرتا تھا فوراً استفراغ ہو جاتا تھا بہت علاج ہوئے مگر کوئی سودمند نہ ہوا اطبائے حاذق نے گویا جواب دیدیا تب ایک شخص نے کسی بہت بڈھے غریب طبیب کا جو بہت بڑا حاذق کامل تھا

مگر مفلسی نے سب وصف اُسکا چھپا رکھا تھا۔ پتہ بتلایا وہ بُلایا گیا اور علاج شروع ہوا نسخہ اُسنے کیا تجویز کیا یہ غلام کو یاد نہین رہا کہ حضور نے اس بابت کیا فرمایا تھا مگر غذا مین یہ اُسنے تجویز کیا بڈھے بھینسے کا گوشت بیس یا تیس برس کا کڑوا تیل جسمین گوشت پکایا جاوے اور اتنی ہی مدت کا گُڑ بجائے گوشت کے کچھ مجھے یاد پڑتا ہی کہ شاید حضور نے اُسکی وجہہ بھی فرمائی تھی اطبائے حاضر نے یکزبان ہوکر کہا کہ جب معدہ پانی سی لطیف چیز کا متحمل نہین ہوتا تو بھلا بڈھے بھینسے کی اوجھڑی اور تیس ۳۰ برس کا کڑوا تیل یہ معدہ کیونکر قبول کریگا اسپر دوسرے اطبا مین انمین بہت بحث رہی جب وہ کسی طرح نہ مانے آخر مین اُنھون نے ایک طبیب حاذق کی وہ کتاب جو مسلمہ ان اطبا کی تھی دکھلائی اور کہا کہ دیکھیے اس مرض کا یہ علاج ہی یا نہین غرضکہ اُنکی تشخیص ٹھیک ہوئی اور مریض صحتیاب ہوا۔

نذیر احمد صاحب وکیل بن حسین احمد صاحب موہانی بیان کرتے ہین کہ مین نے معتبر ذریعہ سے سُنا کہ ایک نوجوان عالم صاحب فرنگی محل نے تفسیر سبحان الذی الخ مین بوجہ تجرو زعم معقولیت کے لکھ کر چھپوا دیا کہ شب معراج مین سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر مسجد حرام سے مسجد اقصی تک محدود ہی اور باقی جسقدر روایات ہین یہ سب موضوع ہین اسکو بڑی شرح و بسط سے لکھا حضور قدس سرہٗ کو اطلاع ہوئی حضور نے اُنکو بُلاکر سخت زجر و توبیخ کی اور لامکان تک حضور کی سیر کو ثابت فرماکر اُن سے ارشاد کیا کہ اب اس بے ادبی کی سزا مین تمھین چارہ نہین کہ مدینہ منورہ مین حاضر ہو اور آستانہ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جاکر بعجز و الحاح توبہ کرو چنانچہ اس حکم گرامی کی اُنھون نے تعمیل کی۔

حضور قدس سرہٗ موہان مین تشریف رکھتے تھے کچھ اللہ تعالی کی قدرتون کے ذکر مین ارشاد ہوا کہ وہ وہ کرسکتا ہی جو سمجھ مین نہین آتا جس بات کو چاہتا ہی اپنے بندون کے دلون مین رکھتا ہی اور جس بات کو چاہتا ہی وہ اُنکے دلون سے محو کردیتا ہی پھر تمثیلاً یہ حکایت بیان فرمائی کہ حیدرآباد کے محلہ مغلپورہ کے رہنے والے بیان کرتے ہین کہ اسی محلہ کے ایک پختہ مکان مین تنہا ایک شاہ صاحب درویش وضع رہا کرتے تھے زیادہ رات گئے ایک تڑاقے کی آواز نہایت زور سے ہوئی کہ محلہ بھر کے سوتے ہوے لوگ جاگ اُٹھے وہ آواز مکان کے گرنے اور بندوق کے چلنے سے بھی بہت زیادہ تھی ارباب محلہ متفحص آواز کے ہوے مگر رات کی وجہ سے کچھ پتہ نہ لگا صبح کو ایک دوسرے سے پوچھنے لگا اور مکان کی تلاش شروع کی کہ وہ آواز کہان سے آئی تھی آخر رفتہ رفتہ اُس مکان تک پہنچے جہان سے آواز کا یقین تھا چنانچہ دیکھا کہ دیوار شق ہی اور شاہ صاحب غائب اور اُسکے رُخ پر جسقدر مکانات واقع تھے سب کی دیوارین شق ہین غرض معلوم ہوا کہ شاہ صاحب نے ارادہ کیا اور مکانات توڑتے تاڑتے ایک طرف نکلے چلے گئے جنکے مکانات تھے اُنھون نے مرمت کرائی بہت کم زمانہ اس واقعہ کو ہوا تھا ایک تب کسی نے ذکر کیا تو اہل مکانات سے کسی کو یہ واقعہ یاد نہ نکلا آخر مکانات کی مرمت شدہ دیوارین دکھائی

گئیں تب تو میں نے کہا کہ ہاں کچھ یوں ہی خفیف سا یاد پڑتا ہے کہ کوئی واقعہ ایسا ہوا تھا۔

حضور بوجہ شکایت مرض نقرس نہایت معذور تھے مجھے خوب یاد ہے کہ میں نے قدم مبارک دبانے کا قصد کیا مگر بوجہ شدت تکلیف کے دسترس ہوا یعنی چھونے سے تکلیف ہوتی تھی تاہم یہ عجیب بات تھی کہ باوصف اس کے بلا اعانت غیرے جنبش دشوار تھی مگر ماہ ربیع الاول میں بوقت ولادت سرکار رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ التحیات بلا استعانت خود قیام فرماتے تھے۔ اثناء ذکر شریف میں اکثر بہ کمال جذب یہ شعر فرمایا کرتے تھے ؎

دل از عشق محمدؐ ریش دارم   رقابت با خدائے خویش دارم

درو دیوار اس شعر کے وقت لرز جاتے تھے حاضرین کے دلوں کا کیا حال ہوتا ہوگا۔

غلام تا قیام وہاں قبل ملازمت حیدرآباد ہر سال ۲۹ صفر المظفر کو حضور کا بیان شریف سننے کے لیے بمعیت ہمشیرہ کلاں مولوی احمد سعید صاحب حاضر آستانہ ہوا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ غالباً سورۂ واللیل شریف کے بیان میں ارشاد فرمایا کہ حضور سلطان المحبوبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مانگ نکالنے کیلیے چہرۂ منور کے سامنے گیسوے مبارک لا کر شانہ کشی فرماتے تھے تو موے مبارک سے چھن چھن کر لمعانیت چہرۂ انور سے نہایت باریک باریک عکس روشنی کا دیواروں پر پڑتا تھا۔ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ بعد حسنہ وجمالہ کی اس ادائے خاص کی قسم کھاتا ہے۔

مولوی احمد سعید صاحب ہانی کا بیان ہے کہ بیان شریف محرم کا دس روز حضور فرماتے تھے اور نہایت نحیف ہوجاتے تھے تو شاید کسی کے عرض پر یا خود ارشاد فرمایا کہ وقت بیان کل واقعات کربلائے معلی آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں جس سے روح بیقرار ہوجاتی ہے۔

والدۂ حکیم محمد احمد صاحب بنت حکیم محمد ادریس صاحب ہانی بیان کرتی ہیں کہ میں حضور کے زنانہ محل میں حاضر تھی حضور بھی جلوہ فرما تھے کہ آندھی آئی غل مچا کہ بھاگو بھاگو آندھی آئی بعد رفع گرد و غبار حضور نے فرمایا کہ سب آندھی آئی آندھی آئی کہتے ہیں کوئی نہیں کہتا کہ اللہ خیر کرے یہ خیر کی لفظ کیوں آپ نے فرمائی آندھی بھی ایک بلا ہے اور اس بلا میں سب بھی بلائیں شریک ہوتی ہیں اسی واسطے اذان دینے کا حکم ہے اس نامہ سیاہ کو خود ذاتی مشاہدہ کی ایک حکایت یاد پڑی۔ وہاں میں بعد عصر کے آندھی آئی مغرب کے وقت گرد و غبار جاتا رہا۔ مگر ہوا میں فی الجملہ تیزی تھی میں دروازہ کی طرف جا رہا تھا اور ندیم الحسن سلمہ مغرب کے بعد حسب فرمان سات اذانوں میں مشغول تھا میں نے ایک چوکی چھوٹی صحن میں نماز کے لیے بچھا دی تھی مگر وہ پایوں وغیرہ کی کمزوری سے جنبش بہت کرتی تھی لہذا نیچے اسکے اینٹیں اور لکڑی بہت سی لگا دی تھیں میں باہر جا رہا تھا کہ داہنے طرف کے سہ درے سے ایک چیز بہت لانبی کچھ میلی میلی سی جیسے رضائی کی پرانی مغزی اودھڑی

گئی ہو پیر سامنے سے ہوکر ہوا سے اُلٹتی پلٹتی ہوئی چوکی مذکور کے نیچے چلی گئی مین اُسی جگہ ٹھہر گیا کہ چوکی کے نیچے آ جانے
بہت لگے ہین دیکھون یہ مغزی کیونکر چوکی کے نیچے سے پار ہوتی ہے۔ ایسے صاحب وہ چوکی کے نیچے سے پار ہوئی اور
سیدھی ہوگئی تین گز سے قریب اُسکی لمبائی ہوگی اور سیدھی ندیم الحسن سلمہ کی طرف چلی۔ وہ صحن مین اذان دے رہے تھے
مین پھیر کر چیخا کہ ایسے ندیم الحسن سانپ اُسنے دیکھا کہ میری ہی طرف آرہا ہے وہ چیخکر چوکی کے اوپر سے پھاند گئے
اور وہ چیز دوسری چوکی کی طرف جو صحن بالائی پر تھی چلی گئی اندھیرا ہوگیا تھا ہر طرف سے چراغ اور بھی دوسری
روشنی دالان کی دہلیزون پر رکھی گئی اور ہر شخص کے ہاتھ مین لاٹھی مگر کسی کو جرأت ہوتی تھی کہ اس چوکی کے
پاس جائے آخر ایک لانبا بانس چوکی کے اندر ڈالکر چوکی اُلٹ دیگئی مگر اُس چیز کا پتہ نہ لگا وہ یقینی کوئی بلا تھی
جو برکت اذان تبدیل صورت کرکے غائب ہوگئی۔

ایک شخص نے بڑے حضرت صاحب قبلہ قدس سرہ (حضرت مولانا شاہ محمد عبدالوالی قدس اللہ سرہ العزیز) سے
عرض کیا کہ کیون حضور یہ یزید بخشدیا گیا یا نہین بڑے حضور نے فرمایا کہ کیا معلوم بخشدیا گیا یا نہین وہ شخص وہان سے
اُٹھکر ہمارے حضور قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور یہ واقعہ مذکور عرض کیا آپنے ارشاد فرمایا کہ وہ ہرگز نہین
بخشا گیا وہ قطعی جہنمی ہے۔ انھون نے حضور کا یہ خیال پھر جاکر بڑے حضرت صاحب قبلہ کے حضور مین عرض کیا آپکا اسم مبارک
لیکر کہ وہ ایسا فرماتے ہین بڑے حضور نے پھر یہی جواب ارشاد فرمایا کہ کیا معلوم بخشا گیا یا نہین انھون نے دوبارہ حاضر
ہوکر ہمارے حضرت صاحب قبلہ سے پھر مکرر جواب بڑے حضور کا بیان کیا آپنے پھر وہی جواب مین فرمایا کہ یزید قطعی جہنمی ہے
اور ہرگز نہین بخشا گیا یہ شخص بھی عجیب رنگ کے تھے پھر یہان سے اُٹھکر بڑے حضرت صاحب قبلہ کی جناب مین جاکر
حضور قدس سرہ کا اسم مبارک لیکر حضور کے جواب کا اعادہ کیا جواب مین ارشاد ہوا کہ بھائی وہ عالم ہین افضل ہین اتقیا ہین
مین کچھ نہین جانتا کہ یزید مغفور ہے یا غیر مغفور اُنھون نے پھر آکر ہمارے حضور قدس سرہ سے بیان کیا حضور کو جلال
آگیا اور فرمایا کہ تم سمجھتے نہین (بڑے حضرت صاحب قبلہ قدس سرہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) وہ اسوقت جس مرتبہ
علیا پر فائز ہین اُس مرتبہ والے کو حکم نہین ہے کہ کسی کی نسبت ایسا کلمہ زبان پر لائے۔

والدہ مولوی عبدالحی صاحب موہانی بیان کرتی ہین کہ میری دختر کلان کی آنکھ مین ناسور ہوگیا باوصف
علاج کسی طرح دفع نہ ہوا حضور مین عرض کیا گیا ارشاد ہوا کہ یہ دعا بسم اللہ تربۃ ارضنا بریقۃ بعضنا
یشفی سقیمنا باذن ربنا پڑھکر اور انگلی پر دم کرکے اور دیوار پر وہی انگلی رگڑ کر ماؤف آنکھون مین لگا دین
شاید دو ہی مرتبہ اسکی تعمیل کیگئی کہ بتصدق حضور کے التفات کے اُس ناسور سے جو غیر ممکن العلاج ہوگیا تھا نجات ملگئی

محمد جان صاحب موہانی ناقل ہین کہ میری والدہ کی دونون آنکھونکی بصارت جاتی رہی مین اُنکو لکھنؤ مین لایا حضور نے فرمایا کہ صرف داہنی آنکھ قدح کرانا چنانچہ بعد قدح والدہ کو بخار آگیا تین روز رہا بعد اسکے شدت سے آنکھ مین درد شروع ہوا ڈاکٹر نے کئی دوائین ڈالین مگر درد نہ گیا۔ آنکھ دیکھ کر کہا کہ افسوس ہے آنکھ بگڑ گئی اب اسمین روشنی ہرگز نہین آسکتی مین نے یہ کیفیت حضور مین عرض کی آپ نے جوش مین آکر فرمایا کہ ڈاکٹر جھک مارتا ہی پوری روشنی اسمین ہوگی اور تم ابھی جا کر ایکسو ایک مرتبہ یا نور پڑھکر آنکھ پر دم کردو مین نے تعمیل ارشاد عالی کی درد فوراً جاتا رہا۔ دوسرے روز آنکھ جو انھون نے کھولی حضور کی دعا کی برکت سے پوری روشنی اسمین تھی اور تا دم مرگ قائم رہی۔

محمد جان صاحب موہانی ناقل ہین کہ مین اپنے مکان نو تعمیر مین مع بال بچون کے آیا اُسی شب کو مکان مین اینٹین آنا شروع ہوئین۔ مین نے لکھنؤ مین آکر سب کیفیت حضور اقدس قدس سرہٗ مین عرض کی فرمایا کہ یہ کام کسی خبیث کا ہی تم مکان کے صحن مین بعد مغرب کے سات اذانین اسطرح دیدیا کرو۔ پہلی قبلہ رخ دوسری جانب شمال تیسری جانب مشرق چوتھی جانب جنوب پانچوین جانب آسمان چھٹی جانب زمین ساتوین پھر قبلہ رخ۔ مین رخصت ہوکر گھر واپس آیا اور حسب ارشاد عمل کیا پہلے ہی دن سے اینٹین آنا موقوف ہوگئین۔

مذکور الصدر راوی ناقل ہین کہ شوال ۱۳۰۴ھ مین موہان مین وبا کا زور ہوا دو مہینہ مین کچھ کم تین سو آدمی مرگئے مجھے شدت سے اختلاج شروع ہوگیا۔ مین نے حضور مین حاضر ہوکر اپنے قلبی تکلیف کو اور خرابی خیالات کو عرض کیا ارشاد ہوا کہ سوتے وقت ایک مرتبہ سورۂ یٰسین شریف پڑھکر اپنے اوپر دم کرلیا کرو اللہ تمھارے اوپر رحم فرماویگا۔ چنانچہ تعمیل ارشاد سے میرے خیالات درست ہوگئے اور آجتک درست ہین۔

مولوی فخر الحسن صاحب بیان کرتے ہین کہ خاص طور پر یہ یاد نہین کہ راوی اس حکایت کے کون صاحب ہین مگر وہ زمانہ کہ جسمین یہ حکایت مشہور ہوئی تھی اکثر لوگون کی زبانی سُنی گئی اور متواتر اب بھی ہے کہ ایک سیاح بغرض ملازمت حضور مین حاضر ہوئے جب شرف قدمبوسی حاصل کرچکے تو جو لوگ کہ حاضر تھے اُن سے بہ آہستہ کہا کہ مین اسی حج مین جو اسی سال کیا ہی بعد حج کے مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مین حاضر ہوا مجھے اچھی طرح سے یاد ہی کہ مین نے حضرت مولانا کو حاضر مدینہ منورہ شریف دیکھا شدہ شدہ یہ بات اُسی جلسہ مین حضور کے گوش مبارک تک پہونچی۔ حضور نے جواب مین فرمایا کہ دیکھو بھائی میرے پیرون کی تو یہ حالت ہی بغیر کسی کی اعانت کے مین جنبش تک تو کر نہین سکتا تمھین دھوکا ہوا ایک ہی شباہت کے بہت سے آدمی ہوتے ہین۔ غرض انکار کرامت مین آپ نے بہت کچھ فرمایا۔

حضور رونق افروز ہو ہان ہو- بارہ دری مین تشریف رکھی شاید ہفتہ عشرہ سے زائد قیام کی نیت تھی لہذا انوار غیبیہ (یہ کتاب حضور ہی کی تصنیف ہی کا درس شروع ہوا بڑے بڑے منتہی لوگ مثل حکیم محمد ادریس صاحب مولوی احمد سعید صاحب مولوی حبیب الدین صاحب سامع و قاری ہوے ابتدا کتاب موصوف کی "مطلق حمد" ان لفظون سے ہوئی ہی ارشاد ہوا کہ مطلق حمد کیون لکھا گیا حمد مطلق کیون نہ لکھا گیا اسکی بحث کئی دن ہوئی دوران بیان مین دریاے عرفان کی موجین اور اسمین صوفیانہ لطائف و ظرائف و نکات ایسے ارشاد ہوے کہ جو در اصل رشک جواہرات ہین انکی خوبی و دلپذیری بیان نہین ہو سکتی-

ایک دن مشہور عربی رباعی بلغ العلی الخ کا مطلب حضور نے فرمایا کہ معراج شریف سے حضرت نبی کریم علیہ علی آلہ الصلوۃ والتسلیم کے مدارج مین ترقی نہین ہوئی کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کے مراتب تو تعین نور شریف سے ہی آپ کی ذات اقدس کے ساتھ تھے لہذا آپکے علو مرتبت مین ترقی نہین ہوئی بلکہ علی جو ایک مرتبہ اعلی ہی جب حضور وہان تشریف لیگئے تو خود وہ مرتبہ حضور کی جلوہ فرمائی سے کمال کو پہونچا-

دوش از مسجد سوے میخانہ آمد پیر ما چیست یاران طریقت بعد ازین تدبیر ما

حافظ علیہ الرحمۃ کے اس شعر کا مطلب فرمایا کہ حضور نبی کریم علیہ علی آلہ الصلوۃ والتسلیم نے جب مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی ہی اسوقت تک شراب حرام نہین ہوئی تھی آپ مدینہ منورہ مین جب جلوہ فرما ہوے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے مکان مین ٹھہرے اُن کے یہان شراب کشید ہوتی تھی- اور اسی کی وہ تجارت کرتے تھے لہذا مسجد سے مراد مکہ معظمہ میخانہ سے مراد دو لتخانہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ پیر سے مراد ذات حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات والتسلیمات وعلی آلہ وصحابہ ہے

مبتدعین کی نسبت ایک مرتبہ حضور قدس سرہ نے فرمایا کہ اس مذہب والے مین تین باتین ضروری اور یقینی ہونگی- مکر- منافقیت- بیحیائی- نصاری کی نسبت فرمایا کہ انکی بیحیائی نتیجہ ہو لحم خنزیر کے استعمال کا جتنے چرند پرند بہائم ہین وہ سب اپنے رقیب سے جلتے ہین مگر سور کہ اسمین غیرت رقابت نہین ہے-

متفرق چند ارشادات

(۱) فصلی چیزین ماکولا و مشروبا ضرور فصل مین استعمال کرنا چاہیئے تاکہ معدہ عادی رہے-

(۲) دورہ اختلاج مین ارشاد ہوا کہ فوراً نہا لینا چاہیے-

(۳) علم نجوم کی اصلیت ضرور ہے مگر رد شمس و شق قمر سے نظام فلک مین ابتری پڑ گئی ہے-

(۴) فضائل مثنوی شریف مین ایک دن ارشاد فرمایا کہ صرف اسکی ورق گردانی مین دو تین سو ولی ہوگئے-

(۵) کثرت اثمار باعث بیماری عام ہے۔

(۶) بصورت عدم شکایت شب کو ضرور کچھ غذا ہونا چاہیئے۔

(۷) کتب عقائد مین ایک صدی قبل کی کتابین دیکھو۔

(۸) نیاز وغیرہ مین پابندی وضع شرط ہے لہذا پانی محکم الحصول چیز ہے اسکے ساتھ اور جو کچھ ہو۔

(۹) غلبۂ سہو وفقدان قوت حافظہ علامات قرب قیامت سے ہے۔

نامہ سیاہ فخر الحسن نے خود دیکھا کہ شدید فصل سرما مین حضور قدس سرہ آب پونڈا ایک پیالہ لیشب کا جسمین قریب تین ۳ پاؤ کے پانی آسکتا تھا اسمین نوش فرماتے تھے۔

حرقت کبد مین آب ترب ۔ آب گندر غلام کے لیے تجویز فرمایا اللہ نے صحت دی۔

گاجر کی نسبت ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ یہ ہندوستان مین قندھاری اثار کے ہم اثر ہے ایک زمانہ مین ایک گدلا گاجرون کا دو پیسے مین ملتا تھا۔ اُسپر لڑکے لوٹا پوٹا کرتے تھے اُسکی بُو بھی مفید ہے۔

حضور اپنے مکان مین اپنی مسند پردالان شرق رویہ مین جلوہ فرما تھے کوین پر جسکے اوپر اب نل ہے نامہ سیاہ فخر الحسن ایک پیر ٹیک کر پانی بھرنے لگا جوتا پیر مین تھا حضور نے فرمایا کہ جوتہ الگ کرلو۔

مولوی فخر الدین صاحب ہانی نے حضور مین عرض کیا کہ پیر پر پیر رکھنا لوگ نحوس جانتے ہین حضور نے خود اپنے پاے مبارک تلے اوپر رکھ کر فرمایا کہ دیکھو ہم رکھتے ہین۔

حضور موہان مین تشریف رکھتے تھے ایک تھانہ دار ہندو موہان مین بیدائی یعنی ہندوانہ طبابت بھی کرتے تھے محمد حسین تحصیل موہان مین ناظر تھے ایک مرض مین تھانہ دار نے اُنھین گولی کھلائی وہ کثرت اجابت سے بدحواس ہوگئے۔ حضور نے دہی کا توڑ کثرت سے استعمال کرایا اللہ تعالی نے اُنھین شفا دی۔

ایک مرتبہ ارشاد ہوا کہ زمانہ آفات ومصائب سے ایسا پر ہوجائیگا کہ لوگ جنازہ دیکھ کر حسرت کرین گے کہ کاش یہ ہمارا جنازہ ہوتا العیاذ باللہ من المصائب۔

غلام فخر الحسن نے کچھ اپنی حالت قلبی عرض کی ارشاد ہوا کہ ہر نماز فجر کے بعد چند مرتبہ یہ پڑھا کرو۔ اللھم انی اعوذبک من الھم والحزن واعوذبک من العجز والکسل واعوذبک من الجبن والبخل اعوذبک من غلبۃ الدین وقھر الرجال۔

۱۲۹۳ھ غالبًا یہی سنہ تھا جسکو آج تقریبًا پچاس ۵۰ برس کا زمانہ ہوا جب روم وروس کی جنگ تھی ارشاد ہوا کہ قہر کا سرپوش ہندوستان پر ڈھانک دیا گیا ہے۔ سلامتی ایمان کی یہی دو ۲ صورتین ہین کہ یا تو آدمی یہان سے

ہجرت کرجائے یا ایک گلہ بکریون کا لیکر جنگل مین نکلجائے - اور اُنھین کے دودھ پر بسر کرے ورنہ سخت سے سخت مصائب مین مبتلا ہوگا - حکومت کی طرف سے نئے نئے ٹکس باندھے جاوینگے - یا نوجانورون پر ٹکس ہوگا - انتہا یہ کہ اذان اور اوقات نماز پر ٹکس ہوگا - العیاذ باللہ حسب پیشینگوئی حضور جانورون پر ٹکس قائم ہوگیا -

جناب مولوی ہادی علیخان صاحب فرماتے ہین کہ حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز حق گوئی مین کسی کا خوف نہین کرتے تھے - غدر کے بعد قریب انگریزی ہونے کے مین نے جمعہ آپ ہی کے پیچھے پڑھا تھا جب آپ باہر کے درجہ مسجد مین تشریف لائے جناب مولانا محمد حامد صاحب جو آپکے چچا تھے اُنھون نے پوچھا کہ میان عبدالرزاق نصاری کی نوکری کرنا کیسا ہے آپنے فرمایا کفر ہے مولانا محمد حامد صاحب نے فرمایا بھائی تم بہت سختی کرتے ہو آپنے فرمایا کہ آپ مجھ سے ایسے مسئلہ نہ پوچھا کرین مین تو ایسا ہی کہون گا -

جناب مولوی ہادی علیخانصاحب فرماتے ہین کہ حضور نے انگریزی غدر کے بعد کبھی نہین لکھا - برف کبھی نہین نوش فرمائی ولایتی شکر کبھی نہین کھائی بلکہ حضور کی یہ کرامت تھی کہ اگر حضور کے لیے چائے مین ولایتی شکر ڈالدی جاتی تھی تو وہ چائے پھٹ جاتی تھی بوٹ پہنکر اگر کوئی سامنے آتا تو حضرت کو ملال ہوتا ایک مرتبہ آپ ایک رات علیخان صاحب کی کوٹھی پر تشریف فرما تھے نواب محمد انور خانصاحب نواب شرف الدولہ بہادر کے داماد جو آپ ہی کے مرید تھے بوٹ پہنے ہوے آپکے سامنے آئے تو آپنے فرمایا کہ ہمارے دوستون کو ہمارا ستانا اچھا معلوم ہوتا ہے میرے سامنے جو بوٹ پہنکر آتا ہے وہ قدم زمین پہ رکھتا ہے لیکن اُسکا قدم میرے قلب پر پڑتا ہے میرے دوستون کو میرے قلب کو جوتون سے روندنا اچھا معلوم ہوتا ہے نواب محمد انور خانصاحب نے بوٹ وہین چھوڑدیا اور ننگے پیر مکان پر گئے - ایک مرتبہ آپ زنانہ دروازے پر کھٹولہ پر بیٹھے تھے جناب مولانا محمد عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپکے سامنے بیٹھے ہوے حدیث شریف پڑھ رہے تھے - ایک صاحب جو حضرت مودود چشتی رضی اللہ عنہ کی اولاد مین تھے آپ سے ملنے تشریف لائے چونکہ وہ پیرزادہ تھے اور آپ پیرزادون کا بہت ادب اور تعظیم کرتے تھے آپنے اپنے پاس کھٹولہ پر اُنکو بھی بٹھالیا وہ بوٹ پہنے تھے آپنے اُن سے فرمایا صاحبزادہ صاحب ہم بوٹ پہننے کو لوگون کو منع کرتے ہین تو لوگ ہم سے کہتے ہین کہ آپکے پیرزادے پہنتے ہین اور آپ سے ہم کچھ کہہ نہین سکتے -

حضور نے کبھی ریل پر سفر نہین فرمایا -

جناب مولوی ہادیعلیخان صاحب فرماتے ہین کہ حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز کو ماہ مبارک ربیع الاول شریف کا بہت اہتمام تھا - تمام مکان مین سفیدی کرائی جاتی تھی ایک مرتبہ صفر کے مہینہ مین مکان پر سفیدی ہو رہی تھی - آپکی چھوٹی صاحبزادی صاحبہ علیل تھین اُنکا انتقال ہوگیا اُسی پریشانی مین اُس روز جناب مولانا محمد عبدالوہاب صاحب نے

مزدور نہین لگائے حضور کے دریافت پر مولانا نے عرض کیا کہ مزدور بھی مسلمان تھے دُنیا نے مین شریک ہو گئے اس لیے آج کام نہین کر سکے۔ آپنے فرمایا کہ یہ دوسری بات ہی مجبوری تھی ورنہ کوئی پریشانی اور مصیبت ایسی نہین جو حضور کی ولادت کی خوشی کو مانع ہو اب فوراً انتظام کرو ورنہ مین خود اپنے ہاتھ سے سفیدی مکان مین کرونگا

ایک دن ربیع الاول مین آپکے ایک مریدنے پان کھایا کتھہ ہاتھ مین لگ گیا تھا اُسکو دیوار مین پونچھ دیا حضور نے اُن سے فرمایا کہ میری لڑکی مر رہی تھی اور مین نے مکان کو اہتمام میلاد شریف مین صاف کرایا ابھی بارھوین نہین ہوئی اور تم نے دیوار مین دھبّہ لگا دیا۔

جب سے حضور نے محفل میلاد شریف کا اہتمام شروع کیا اُنکی برکت سے بیان شریف کا رواج لکھنؤ مین بہت ہو گیا ورنہ اس سے پہلے گنتی کے دو تین میلاد شریف ہوا کرتے تھے۔ جب لوگون نے بہین جماعتین قائم کین اور چند آدمی بلا کر مثل غنا کے نظم پڑھنے لگے تو حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اس زمانہ مین لوگون نے جو طریقہ میلاد خوانی کا جاری کیا ہے جسمین اشعار وغیرہ چند لوگ ملکر پڑھتے ہین اور روایات موضوعہ بھی اپنی جہالت کے باعث بیان کرتے ہین یہ ایسا طریقہ شروع جاری ہوا ہے کہ مجھ جیسے مثبت میلاد شریف کو یہ کہنا پڑا کہ یہ طریقہ ناجائز ہے اب تمکو چاہیے کہ جبتک سلسلہ میلاد شریف ربیع الاول شریف کا ختم نہ ہو یہین قیام رکھا کرو۔ ہان اگر کوئی اشد ضرورت ہو تو چلے جانا مین ۷ ربیع الثانی کے بعد سیتاپور چلا جایا کرتا تھا۔ مگر حضور کے ارشاد کے بعد سے جمادی الاول مین جب سلسلۂ میلاد شریف ختم ہو جاتا ہے سیتاپور جاتا ہون۔ جناب مولانا محمد عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ اگر کہین اس قسم کا نا جائز طریقہ میلاد شریف مین ہو تو تم پلٹ جانا وہان نہ شریک ہونا یہ خیال نہ کرنا کہ ذکر شریف سے منھ پھیرنا ہے۔ چنانچہ مولانا فرماتے تھے کہ جب مجھکو کوئی میلاد شریف مین بلاتا ہے تو مین پڑھنے والے کو دریافت کرتا ہون کہ کون پڑھیگا اگر وہان جماعت پڑھنے والی ہوتی ہے تو مین جانیکا اقرار ہی نہین کرتا۔

مولوی صاحب ممدوح فرماتے ہین ایک مرتبہ میرے پھوپھا خواجہ احمد اللہ صاحب نے میلاد شریف کیا حضرت رضی اللہ عنہ آخر عمر مین سوائے ربیع الاول شریف کے میلاد شریف نہین پڑھتے تھے اس وجہ سے اُنھون نے جناب مولانا علی محمد صاحب کو بُلایا وہ میلاد شریف پڑھ رہے تھے کہ حضرت رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور بیان سنتے رہے جب مولانا نے میلاد شریف ختم کیا اور دعا مانگی تو حضرت رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ کچھ فضائل حضور کے بیان کر دین آپنے فرمایا کہ یہ محفل ذکر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ قوالون کی چوکی نہین ہے کہ ایک کے بعد دوسری بدلی جائے ذکر حضور جس زبان سے ہوا ہو گیا اب دوسرے بیان کی ضرورت نہین ہے۔

جناب مولوی ہادی علی خانصاحب فرماتے ہین کہ جب مین حضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت مین حاضر ہونے لگا تو ایک روز آپ نے فرمایا کہ جب طالب فیض لینے کے لیے شیخ کی خدمت مین حاضر ہو تو سنا چاہیے کہ شیخ جو باتین کہی کرے انکو وہ یاد رکھے اور یہ سمجھے کہ تعلیم ہے جن کو تب نفع پہونچتا ہے۔ حضور نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سنہ ہزار تک حکومت اسلامیہ انتظام کے ساتھ قائم رہی اسوقت تک کسی کو اسکی جرأت نہ تھی کہ کوئی بات خلاف لکھے یا کہے بعد سنہ ہزار کے حکومت اسلامیہ مین زوال آیا اسوقت سے لوگ آزاد ہوگئے جو چاہین لکھین اور جو چاہا ہے کہین لہذا سنہ ہزار سے بعد کی تالیف نہ دیکھنا ورنہ جھگڑے مین پڑ جاؤ گے اسی وجہ سے مین حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی تصانیف دیکھتا ہون بعد کے تصانیف پر اعتقاد نہین کرتا ہون۔ ایک روز حضور دروازے پر کہین باہر تشریف لیجانے کے لیے کھڑے تھے مین حاضر ہوا تو مجھ سے فرمایا کہ جبتک تم دیکھنا کہ ہم سلف صالحین کا اتباع کرتے ہین اسوقت تک تم ہماری اتباع کرنا اور اگر ہم سلف صالحین کی اتباع نہ کرین تو تم ہماری اتباع نہ کرنا جو پیشتر تھے وہ بوجہ قرب زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اچھے تھے اسی سلسلہ مین حضور نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ تھے وہ صبح کو جب بازار جاتے تھے تو روٹی کے دوکاندار سے باسی روٹی مانگتے تھے۔ لوگون نے کہا کہ آپ باسی روٹی کیون مانگتے ہین لوگ تو تازہ روٹی لیتے ہین انھون نے فرمایا کہ باسی روٹی زمانہ قریب ہے آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

جناب مولوی صاحب ممدوح فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ مین سیتاپور سے لکھنؤ آیا حضرت مخدوم شیخ سارنگ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مین مجگوان جانے کے خیال مین جب لکھنؤ آتا تو حضور کی خدمت مین ضرور حاضر ہوتا چنانچہ اس مرتبہ بھی حاضر ہوا شوال کا مہینہ تھا حضور نے فرمایا کیون آئے مین نے عرض کیا کہ حضرت مخدوم شیخ سارنگ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مین شرکت کا خیال ہے۔ آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے دیر تک آنکھین بند رکھین پھر آنکھین کھولکر میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ ہان میان جاؤ اب برکات اور فیوض جو کچھ پہونچین گے انھین سے پہونچین گے جو زیر زمین ہین۔ فساد زمانہ سے علیحدہ ہین جو اسوقت زندہ ہین وہ فساد زمانہ مین مبتلا ہوگئے۔ اپنا ایمان سنبھالنا مشکل ہوگیا دوسرون کو کیا سنبھالے۔ پہلے ہم یہ خواہش رکھتے تھے کہ مقامات فنا طے کر کے اللہ کی معرفت حاصل کرین اب یہ زمانہ فساد کا ایسا آگیا کہ ہم تمنا کرتے ہین کہ جو ایمان ہم مین ہے اسکو بچا کر لے جائین۔ یہ اثر ہے اس زمانہ کا کہ ایمان چلا نکلا جاتا ہے اس عملداری اور حکومت کی یہ خباثت ہے کہ ذکر و شغل بھی نفع نہین دیتا۔

مولوی صاحب ممدوح فرماتے ہین کہ ایک روز حضور نے فرمایا کہ مین نے ایک رسالہ حافظ ابن حجر مکی کا دیکھا

اُنھون نے ایک حدیث نقل کرکے تمام روئے زمین پر جو انقلاب ہونگے وہ لکھے ہین ہمین ہندوستان کا بھی حال لکھا ہی کہ ایک وقت
ہندوستان مین عیسائی حکومت ہوگی انکی حکومت مین زمین سے برکت اُٹھ جاویگی مشرکون کی حکومت سے بھی بدتر یہ حکومت
ہوگی چنانچہ مین جب راس گیا تو جا بجا ہندوؤن کی حکومت مین سے بھی گذر ہوا اور نصاری کی حکومت مین بھی گیا مین نے
ہندوؤن کی حکومت مین برکت دیکھی نصاری کی حکومت مین برکت نہ پائی جب مین لکھنؤ واپس آیا شیعون کی عملداری
تھی اور اصحاب رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی توہین بہت اعلان کے ساتھ کی جاتی تھی اہلسنت اسوجہ سے بہت پریشان تھے
اُنکی زبانون سے مین نے سُنا کہ وہ کہتے تھے کاش نصاری کی حکومت ہوجائے تو ہم اس بلا سے نجات پائین مین نے
اُنسے کہا کہ تمنے نصاری کی حکومت نہین دیکھی ہی یہ برے بھلے جو کچھ ہین مسلمان ہین کلمہ پڑھتے ہین اسکی وجہ سے ایک برکت
قائم ہی اگر نصاری کی حکومت ہوجاویگی تو یہ برکت اُٹھ جائیگی اور تم لوگ سخت پریشان ہوگے اور بلا مین مبتلا ہوگے
جب غدر ہوا اور یہان پر بقیس قلی حاکم کیے گئے اور نصاری سے مقابلہ ہونے لگا فوج انگریزی جسنے غدر کیا تھا اور
برجیس قدر کو حاکم کیا تھا وہ شکست اُٹھانے لگی سب لوگون نے حضرت مولانا عبدالوالی صاحب قبلہ سے دعا کی
خواہش کی آپنے فرمایا کہ عبدالرزاق جوان صالح ہین اُن سے دعا کراؤ سب نے حضرت مولانا کی طرف رجوع کی آپنے فرمایا کہ
جس زبان سے مولانا امیر علی صاحب کے معاملہ مین انکے واسطے بددعا کی ہی اب اُسی زبان سے اُنکے لیے دعا نہین
کرسکتا جاؤ عذاب خدا نازل ہوچکا سرون قریب آگیا اسکا انتظام کرو۔

اقوال و ارشادات از رسالہ سفینۃ النجات

(۱) اکثر حضرات عرض کرتے تھے کہ حضور کشایش رزق کے لیے کچھ ارشاد ہو اُسکو ہم پڑھین حضور نے فرمایا
بسم اللہ الرحمن بحساب اعداد کے پڑھنے سے کشایش رزق ہوتی ہے اور پڑھنے والا بے روزگار نہین رہتا ہی۔

(۲) بہت سے حضرات خدمت مین حاضر تھے علم اور سکر کا ذکر ہو رہا تھا حضور نے فرمایا کہ تحصیل علم ہر شخص پر واجب و فرض
ہے حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ع کہ بے علم نتوان خدا را شناخت علم کے فضائل کتب شرعیہ و صوفیہ
مین بہت موجود ہین اتباع شریعت حالت سکر مین بھی فقیر پر واجب ہی حضرت پیران پیر غوث اعظم
غوث الثقلین رضی اللہ عنہ پر حالت سکر دوسرے اولیا اللہ سے بہت زائد تھی مگر حضور کبھی دائرہ شریعت سے باہر
نہین ہوے ہمیشہ پابندی شریعت کو ہر امر پر مقدم رکھا۔

(۳) ایک مرتبہ حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ صاحب دلائل الخیرات نے لکھا ہے کہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے
سے مرتبہ ولایت حاصل ہوتا ہی۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے فرمایا ہے کہ دو ہزار مرتبہ درود شریف

کا پڑھنا بہتر ہے ایک ہزار مرتبہ کفارۂ سیئات ہوجاتا ہے اور ایک ہزار مرتبہ اُسکے درجہ کو بلند کرتا ہی۔
(۴) حضور نے ارشاد فرمایا کہ نماز پنجگانہ کی سنتون مین حسب ذیل سورتین پڑھنے کی جو شخص مداومت کریگا اسکے لیے انشاءاللہ کشائش رزق ہوگی۔ فجر کی سنتون مین پہلی رکعت مین قل یاایہا الکافرون اور دوسری مین قل ہو اللہ احد۔ ظہر کی فرض کے پہلے چار سنتون مین پہلی رکعت مین قل یاایہا الکافرون۔ دوسری رکعت مین قل ہو اللہ احد تیسری رکعت مین قل اعوذ برب الفلق چوتھی رکعت مین قل اعوذ برب الناس۔ فرض کے بعد دو سنتون مین معوذتین مغرب کی دونون سنتون مین قل یاایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد عشاء کی فرض کے بعد دونون سنتون مین معوذتین یعنے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔

کرامات

اگلے ملفوظون مین بہت بڑا حصہ کرامات کا ہوتا ہے مگر اب کرامات کے ذکر سے لوگون کو اگلی سی دلچسپی باقی نہین رہی ہی بلکہ ایسے بھی لوگ ہین جو کرامات کے قائل نہین ہین۔ یہ لوگ زیادہ تر جدید تعلیم یافتہ ہین اور نئے اکتشافات حکمت نے اُنکو قریب قریب فطرت پرست اور دہریہ کردیا ہی۔ میرا خیال نہ تھا کہ اس باب کو لکھتا۔ کیونکہ میرے نزدیک بھی کرامات کے لکھنے سے بہت زیادہ فائدہ نہین ہی۔ عقیدتمندون کے سوا دوسرے حضرات اکثر اُنکو تخیلات پر محول کرتے ہین لیکن مجھے میرے محترم حضرات اور مخلص احباب نے مجبور کیا کہ اپنے تذکرہ کو کامل کرنے کے لیے اس بحث کا بھی اضافہ کردون۔
مین پہلے مختصر طور سے حقیقت کرامت کی لکھتا ہون اُسکے بعد جو معتبر حضرات سے کرامات حضرت مرشدم رشدنا قدس اللہ سرہ العزیز معلوم ہوے ہین اُنہین سے قلیل حصہ یہان نقل کرتا ہون ورنہ جسقدر سنے اور معلوم ہوے اگر وہ سب جمع کیے جاوین تو بہت بڑا ذخیرہ تو صرف اسی بحث کا ہوجاوے اور دیگر امور کی گنجائش نہ رہے مجھے امید ہے کہ میرے احباب جو کرامات کے شائق ہین میرے اختصار کو معاف کرینگے۔ اور میرے وہ احباب جنکو ذکر کرامت سے دلچسپی نہین میرے اس بحث کے چھیڑنے کو بے محل نہ سمجھینگے اسواسطے کہ تذکرہ نویس چاہتا ہے کہ ہر پہلو سے صاحب تذکرہ کے صحیح واقعات جمع کرے تاکہ ہر مذاق کا آدمی اُس سے فائدہ اٹھاوے البتہ اس امر کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ جو واقعات لکھے جاوین وہ غلط اور کذب و افترا سے پاک ہون۔ خدا کا شکر ہے کہ مین نے التزام کیا ہی کہ جبتک مجھے صحت کی تصدیق نہین ہوتی کوئی امر قلمبند نہین کرتا ہون بالخصوص اس بحث کرامات مین اسکا مین نے بہت لحاظ رکھا ہی۔

حقیقت کرامت

عالم میں تمام اشیاء و جملہ امور ایک سلسلۂ علت و معلول میں منسلک معلوم ہوتے ہیں مگر واقعہ میں صرف ایک قدرت
والی ہستی کے اعمال قضا و قدر کی گردش ہے جس سے عالم کون و فساد متغیر ہوتا رہتا ہے اور یہ سلسلۂ علت و معلول
بمنزلہ پردہ کے ہے۔ اشاعرہ کے نزدیک کوئی علت کسی معلول کو پیدا نہیں کرتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی یون عادت ہے
کہ جب علت پیدا ہو جاتی ہے تو معلول کا وجود کر دیتا ہے مثلاً آگ ہے کہ اس سے جسم جل جاتا ہے۔ جلنے کی علت
آگ ہے دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ جلانا یعنی احراق آگ کا کام ہے ایسا عقل مین آنکھ دیکھتی ہے کہ وہ فعل
آگ کا نہیں بلکہ قدرت والے خلاق جہان کا کام ہے جسکی عادت ہے کہ جب آگ کسی قابل و ذی استعداد
جسم سے ملاصق ہوتی ہے اسوقت وہ احراق کو پیدا کر دیتا ہے کبھی بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے عادت چھوڑ دی
مگر تحقیق سے مسئلہ ثابت ہو جاتا ہے کہ یہان ایک علت خفی ہے جسکے بعد اللہ تعالیٰ کی عادت یون ہے کہ اُسکی
تاثیر سے جو شے پیدا ہوتی معلوم ہوتی ہے وہ پیدا کرے جیسے آگ کسی جسم سے متصل ہوتی ہے اور وہ جسم
جلنے کی قابلیت بھی رکھتا ہے پھر بھی آگ نہین جلاتی ہے دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ یہ خلاف عادت ہوا لیکن ایسا
واقعہ بھی عادت کے موافق ہوتا ہے اس جگہ ایسی علت موجود ہوتی ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے آگ سے اتصال کے باوجود
احراق نہین ہوتا ہے مثلاً وہان لہسن کا پانی لگا دیا جاوے تو آگ سے وہ جسم جلتا نہین جو اس امر سے واقف
نہین وہ آگ کو نہ جلاتا ہوا دیکھ کر کہنے لگے گا کہ یہ امر خلاف عادت ہوا کہ آگ لگی اور اُسنے جلایا نہین لیکن
جو واقف ہے اُسکے لیے آگ کا نہ جلانا کوئی تعجب کی بات نہ ہوگی بلکہ جلانا باعث تحیر ہوگا۔ اسکا سبب یہی ہے
کہ اس جگہ جو سبب خفی ہے اُس سے یہ واقف ہے غرضکہ کبھی عادت کے خلاف نہین ہوتا ہے مگر ناواقف اُسکو عادت
کے خلاف سمجھتا ہے۔ اسی قسم کے امور سے شعبدہ اور سحر ہے۔ اس جگہ یہ امر سمجھ لینا چاہیے کہ کوئی علت
کسی معلول کو بلا عادت الٰہیہ پیدا نہین کر سکتی ہے اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ وہ چاہے علت کے باوجود معلول
نہ پیدا کرے چاہے وہ پیدا کرے اور موافق عادت کرے اور ایسا ہی ہمیشہ ہوتا رہتا ہے اُسکی عادت سے
یہ بھی ہے کہ وہ خرق عادت اور خلاف سنت کبھی اچھے بروں کے ذریعہ سے امور کرا دیتا ہے جو لوگ
اس عادت سے واقف ہین وہ ان امور کو بھی عادت کے خلاف نہین سمجھتے ہین جو ناواقف ہین وہ ان امور
کو عادت کے خلاف سمجھتے ہین عام طور پر ایسے ہی لوگ ہین جو معجزہ اور کرامت اور استدراج کو خرق عادت
مین شمار کرتے ہین اس قسم کے خرق عادت کے چند اقسام ہین اگر کوئی نیک مدعی نبوت اپنے دعویٰ نبوت کے

نبوت مین کوئی امر خلاف عادت جاریہ کرے تو وہ معجزہ ہی لیکن جو امور خلاف عادت قبل وجود نبی کے
اُس کے متعلق ظاہر ہوتے ہین اُن کو اصطلاح مین ارہاصات کہتے ہین اور بعد ظہور جو ایسے امور ظاہر
ہوتے ہین اُن کو معجزہ کہتے ہین ایسے ہی تابع نبی اور ولی اللہ سے جو امور ظاہر ہوتے ہین اگر اُسکی
ولادت کے قبل اُس کے متعلق خرق عادت ہو تو اعزاز ہی اور بعد اُسکے وجود کے جو ظاہر ہو اُس کو
کرامت کہتے ہین یہ تو اچھون کے ذریعہ سے ہوا اب اگر بُرے کے ہاتھ سے خرق عادت ہو تو وہ استدراج
ہی یہانتک کہ جو فاسق کے ذریعہ سے ظاہر ہو وہ بھی استدراج ہی اور جو کافر کے ذریعہ سے ظاہر ہو
وہ بھی استدراج ہی جیسے فرعون سے اور نمرود سے جو امور خلاف عادت ہوے وہ استدراج ہین
اور دجال سے جو ظاہر ہونگے وہ بھی استدراج ہین غرضکہ ولی سے بلا دعوی نبوت بلکہ با قرار اتباع
نبوت جو خرق ظاہر ہو وہ کرامت ہی ظہور کرامت ولی سے حق ہے اور یہ عقیدہ اہل سُنت کا ہے
اور اظہار کرامت کوئی کمال ولی کا نہین ہی البتہ بعض ارباب خدمت مجبور ہین کہ وہ اظہار کرامت
کرین اصلاح امت کے لیے یا انجاح حاجت کی غرض سے یا علاوہ ان وجوہ کے کوئی اور وجہ ہو
باوجود اسکے جسقدر زیادہ ترقی مدارج ولایت مین ہوتی ہی اُسی قدر کرامات کم ظاہر ہوتے ہین
بعض کے نزدیک کرامت مقام تفرقہ سے تعلق رکھتی ہے اسیوجہ سے ولی کو اظہار کرامت مین لطف
نہین ملتا ہی ماموری کی دوسری بات ہی اُس سے اظہار کرامت بطریق تعبد کے ہو جاتا ہے یہی
علت میری اِس بحث سے اعتناء نہ کرنے کی تھی کہ کرامت سے کوئی کمال مین تقویت نہین
ہوتی ہے لہذا اُسکا بیان اضافہ کمالات مین نہین کرتا ہی جہانتک ہمکو بزرگون کے اقوال سے
معلوم ہوا ہی حضرت غوث پاک سیدنا سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مامور تھے اسی وجہ سے آپ سے ظہور کرامات بلکہ اظہار خرق عادت کا بہت ہوا باوجود اس کے
نقص شان آپ کا اِس سے نہین ہوا۔

اِس سلسلہ عالیہ قادریہ مین بہ اتباع اپنے شیخ المشایخ کے اظہار کرامات ہوتا ہے اور وہ لوگ
بھی مامور من اللہ ہو جاتے ہین اُن کی نقص شان کی کوئی وجہ نہین ہی اِسی جملہ سے ہے کہ
حضرت مرشد مرشدنا قدس اللہ سرہ العزیز کے اظہار کرامات ہونے کے باوجود کسی قسم کا نقص دیگر کمالات
مین ہونے نہین پایا واللہ اعلم۔

مین پہلے حضرت قبلۂ عالم قدس اللہ سرہ العزیز کے بعض وہ کرامات تحریر کرونگا جنکو جناب مولانا مولوی انعام اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرنگی محلی نے اپنی کتاب سفینتہ النجات مین تحریر فرمایا ہی۔ جسقدر کرامات سفینتہ النجات مین درج ہین وہ سب اگر نقل کرون تو بہت طوالت ہوجائیگی اس لئے اُن مین سے چند کرامتین درج کرتا ہون۔

اِس کے بعد چند اور کرامتین جو نہایت معتبر اور مستند ذرایع سے معلوم ہوئین وہ تحریر کرونگا۔

ذکر کرامات از رسالہ سفینتہ النجات

جناب مولوی انعام اللہ صاحب ڈپٹی کلکٹر مرحوم تحریر فرماتے ہین کہ مین نے وقت بیعت کے حضرت قدس اللہ سرہ العزیز سے عرض کیا کہ حضرت مجھسے دین اور دنیا مین حمایت کا وعدہ فرمادین آپ نے ارشاد فرمایا انشاء اللہ بفضل اللہ وعونہ مین بیکار تھا عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ خدا پر بھروسہ کرو بیکاری باکاری سے مبدل ہوجاویگی ہفتہ عشرہ بھی نہین گزرا کہ مین ملازم ہوگیا اور فراغت نامہ حاصل ہوگئی۔

جناب مولوی صاحب تحریر فرماتے ہین کہ میرے فرزند مولوی محمد افہام اللہ کہ جنکی عمر اُس وقت دو سال سے کم تھی بخار مین علیل ہوے حکیم صحت الدولہ کا کہ جو مشاہیر الطبائے لکھنؤ سے تھے علاج شروع ہوا اُنھون نے ورم تجویز کیا اور غذا کو کم کر دیا اُس زمانہ مین ضلع ہوشنگ آباد مین مین محکمہ بندوبست مین صدر منصرم تھا مجھے علالت کی اطلاع ہوئی مین رخصت لیکر مکان آیا نور چشم مذکور کو دیکھا سب کو مایوسی ہوگئی تھی مین نے حضرت مولانا قدس سرہ کے حضور مین حالت عرض کی فرمایا کہ مین بھی بچپن مین علیل ہوا تھا اور ابتک زندہ ہون جاؤ مین صبح کو عیادت کر لئے آؤنگا بعد نماز فجر غریب خانہ پر تشریف لائے اور نور چشم کی نبض پر ہاتھ رکھا اور فقیر کی والدہ صاحبہ سے حالت دریافت فرمائی اُنھون نے عرض کیا کہ حکیمصاحب نے جواب دیدیا ہی اور کہا ہی کہ اب دوا کا وقت نہین ہی دعا کا وقت ہی سانس بھی اصلی حالت پر نہین ہی آپنے نبض ملاحظہ فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ بھوک کی وجہ سے یہ لڑکا قریب بہ ہلاکت پہونچ گیا ہے دایہ سے کہیے کہ دودھ دے اُنھون نے عرض کیا کہ مُنھ کھلتا نہین دودھ کیسے دیا جاوے آپ نے فرمایا کہ دایہ پستان کو اپنے ہاتھ مین لیکر منھ کھولکر دودھ ڈالدے اسی طرح سے دودھ دیا گیا مُنھ کو

حرکت ہوئی دایہ نے پستان مُنھ میں دیا اور دودھ پلایا فوراً وہ حالت رفع ہوگئی بردِ اطراف اور تشنج جاتا رہا شام تک دو تین مرتبہ دودھ پلایا گیا حضرت کی برکت سے صحت کامل ہوگئی۔

جناب مولوی صاحب تحریر فرماتے ہین کہ مین ضلع فرخ آباد مین سو روپیہ ماہوار پر بندوبست مین منصرم تھا جب بندوبست کا کام قریب ختم ہوا تو مین حضرت قدس سرہٗ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ بندوبست کا کام قریب ختم ہو آپنے فرمایا کہ جس امر کو مین نے تمھارے لیے دیکھا ہو اُسکا ابتک ظہور نہین ہوا تردد نہ کرو خدا پر بھروسہ رکھو انشاء اللہ بہتر ہوگا بعد ایک ماہ کے مین منصرم تحصیلدار ہوگیا اور چھ ماہ کام کرنے کے بعد مستقل ہوگیا نو مہینہ قنوج مین تحصیلداری کی اسکے بعد ضلع ایٹہ کے بندوبست مین زاید ڈپٹی کلکٹر ہوا اور امتحان کے بعد مستقل ڈپٹی کلکٹر ہوگیا اور سولہ برس تک کام کرکے پنشن ہوگئی۔

جناب مولوی صاحب تحریر فرماتے ہین کہ نورچشم مولوی محمد انعام اللہ کی بارات اول وقت نماز فجر کے مکان عروس پر پہونچی اتفاق سے آتشبازی کے گولے سب خراب ہوگئے مین نے حضرت کے حضور مین عرض کیا آپنے ارشاد فرمایا کہ آتشبازی کے گولے اعلان نکاح کے لیے ہوتے ہین اگر بیکار ہوگئے تو رنج کی ضرورت نہین ہو اللہ تعالیٰ دوسرے طریقہ سے نکاح کا اعلان کرادیگا بعد نماز فجر حضرت مولانا نے نکاح پڑھا اور مبارکباد دی اُسیوقت سترہ توپین سر ہوئین تمام شہر مین مشہور ہوگیا کہ نوشہ کے والد نے سرکار مین روپیہ جمع کرادیا ہو اِسی سے توپین سر ہوئین حالانکہ وہ توپین مہاراجہ صاحب دھولپور کی سلامی مین سر ہوئین تھین یہ حضرت مولانا قدس سرہٗ کی کرامت تھی کہ بعد عقد توپین سر ہوگئین

جناب مولوی صاحب تحریر فرماتے ہین کہ جناب حضرت شاہ التفات احمد صاحب سجادہ نشین حضرت شیخ الشیوخ زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے تھے کہ مین حج اور زیارت مدینۂ طیبہ کے لیے بمبئی سے دخانی جہاز پر جدہ روانہ ہوا راستہ مین طوفان شدید آیا ملاحون نے کہا کہ جہاز غرق ہونے کے قریب ہو آپ لوگ دعا کرین مین بھی دعا کرنے لگا مجھے غنودگی آگئی مین نے دیکھا کہ حضرت مولانا مولوی محمد عبدالرزاق قدس سرہٗ تشریف لائے ہین اور حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ اور حضرت شاہ مسعود احمد قدس سرہٗ بھی تشریف فرما ہین حضرت مولانا نے پشت سے جہاز مین زور لگایا اور حضرات نے ہاتھ سے سہارا دیا جہاز طوفان سے نکل گیا۔

حضرت شاہ صاحب فرماتے تھے کہ بعد حج مدینۂ طیبہ حاضر ہوا اور زیارت روضۂ حضرت سرور کائنات علیہ التحیات والصلوات سے مشرف ہوا اسیوقت میرے دلمین آیا کہ بقیہ عمر یہین گذارونگا ترک وطن کرونگا روضۂ مبارک اور قبر شریف کے محاذی بیٹھ گیا اور غنودگی ہوگئی مین نے دیکھا کہ حضرت مولانا قدس سرہٗ اور حضرت شاہ مسعود احمد صاحب قدس سرہٗ تشریف لائے اور فرمایا کہ شاہ التفات احمد صاحب ترک وطن مناسب نہین ہے تہیۂ وطن کیجیے آپکے استقبال کے لیے ہم آئے ہین مین بیدار ہوا اور وطن کا قصد کیا اور بخیر پہونچ گیا۔

حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ بہت واقعات حضرت مولانا قدس سرہٗ کے بیان فرماتے تھے اور ارشاد کرتے تھے کہ بہت سے واقعات حضرت مولانا کی کرامت کے مجھپر گزرے جنمین بہت سے ایسے ہین جنکو مین کہہ نہین سکتا اور جسقدر واقعات بیان کرسکتا ہون وہ بھی ایک پور الملفوظ ہین۔

جناب مولویصاحب تحریر فرماتے ہین کہ حضرت شاہ محمود احمد صاحب پیرزادہ ردولی شریف فرماتے تھے کہ مین پاک پٹن شریف حاضر ہوا وہان لوگون سے مین نے حضرت فضل شاہصاحب کی بہت تعریف سُنی اور معلوم ہوا کہ حضرت شاہصاحب مرتبۂ قطبیت پر سرفراز ہین اور خاندان چشتیہ صابریہ مین آپکو بیعت ہے مجھے ملاقات کی بہت خواہش ہوئی اور چند احباب سے مین نے کہا کہ حضرت شاہ صاحب سے اجازت میری حاضری کی لیکر مجھے مطلع کرین تاکہ مین خدمت مین حاضر ہون حضرت شاہصاحب کو جب معلوم ہوا تو آپنے فرمایا کہ مین خود بوجہ اسکے کہ پیر دن سے معذور ہون خدمت مین حاضر نہین ہوسکتا اور حضرت میانصاحب کو مین کیسے تکلیف دے سکتا ہون وہ میرے پیرزادہ ہین اگر حضرت میان صاحب تشریف لادین اور مجھے سرفراز فرمادین تو میرے لئے باعث فخر ہے حضرت مولانا مولوی محمد عبدالرزاق صاحب کے واسطے سے تشریف لادین مین حضرت شاہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا ملاقات ہوئی بہت تپاک اور اعزاز سے ملے اور معذوری بیان کی نذر دی اور حضرت مولانا صاحب کی خیریت دریافت فرمائی مینے عرض کیا کہ جناب کا قیام یہان ہے اور مولانا صاحب لکھنؤ مین تشریف فرما ہین آپ سے اور اُن سے ملاقات کیسے ہوئی حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ آفتاب ہر جگہ سے نظر آتا ہے اور مولانا صاحب آفتاب کی صفت رکھتے ہین بصارت کی ضرورت ہے مولانا صاحب کی صحبت سے کفارۂ گناہ ہوتا ہے آپسے جب ملاقات ہو تو میرا سلام کہدیجیے گا مین جب عرس سے واپس ہوا اور حضرت مولانا کی خدمت مین حاضر ہوا تو شاہ صاحب ممدوح کا سلام عرض کیا مولانا صاحب نے فرمایا کہ وہ بہت بڑے

بزرگ کامل ہین ہندوستان مین اُنکے مانند نہین ہی۔
حضرت شاہ صاحب فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مین پیران کلیر شریف عرس مین حاضر ہوا غسل مین شریک ہوکر اپنے قیام گاہ پر جارہا تھا مین نے دیکھا کہ میرے آگے دو بزرگ آپسمین کچھ باتین کرتے جارہے ہین ایک نے حضرت مولانا کا نام لیا مجھے تعجب ہوا کہ مولانا یہان کہان مین آگے بڑھا کہ سنون کیا باتین کرتے ہین ایک نے دوسرے سے کہا کہ رات کو سب معاملات طے ہوجاتے مگر مولوی محمد عبد الرزاق صاحب نے کسی طرح نہ مانا اور اُنھون نے کہا کہ مین ہرگز اسکو پسند نہین کرتا کہ بندر نکالے جاوین اور خنزیر لائے جاوین اُنھین کی مخالفت سے معاملہ رُک گیا یہ سُنکر مجھے خیال ہوا کہ یہ کیسے بیوقوف لوگ ہین مولانا صاحب یہان کہان آج بارھوین ربیع الاول ہی اِس تاریخ مولانا سوئے فرنگی محل کے کہین تشریف نہین لیجاتے ہین یہان کیسے تشریف لائے اِس خیال کے آتے ہی اُن بزرگ نے مڑکر میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ ہین تو پیرزادہ مگر عقل سے خالی ہین یہ کہکر دونون حضرات آگے بڑھگئے مجھے بہت انفعال ہوا جب مین کلیر شریف سے واپس ہوا تو حضرت مولانا کی خدمت مین حاضر تھا جناب مولانا محمد عبد الوہاب صاحب تشریف لائے مجھسے اور اُن سے بہت بے تکلفی تھی باتین ہونے لگین کسی بات پر مولانا نے فرمایا کہ میان صاحب آپ ہین تو پیرزادہ مگر عقل سے خالی ہین فوراً مجھے پیران کلیر شریف کا واقعہ خیال مین آگیا مین بہت زور سے ہنسا اور کہا کہ بھائی اِسکا تو سارٹیفکٹ ابکی مجھے کلیر شریف مین مل گیا ہی مین نے وہ قصہ بیان کیا حضرت مولانا قدس سرہٗ کو بہت غصہ آیا اور فرمایا میان صاحب اُسنے آپ کی خدمت مین بڑی گستاخی کی اگر آپ اُسکا قصور نہ معاف کرینگے تو وہ تباہ ہوجاویگا مین نے عرض کیا کہ حضرت مین نے قصور معاف کیا۔
حضرت شاہ صاحب ممدوح فرماتے تھے کہ میرے ایک دوست پنجابی اجمیر شریف کے عرس مین آرہے تھے اُن کے آگے آگے دو بزرگ جارہے تھے وہ آپس مین یہ ذکر کر رہے تھے کہ اب انگریزون کا ظلم حد سے بڑھ گیا ہی انکی حکومت برباد کرکے ہندوستان سے انکو نکالدینا چاہیے دوسرے صاحب نے جواب دیا کہ ہان بھائی ہونا تو یہی چاہیے مگر فرنگی محل والا مولوی (حضرت مولانا محمد عبد الرزاق صاحب) تو گردن ہلائے۔
جناب مولانا عبد العزیز صاحب فرنگی محلی مرید و شاگرد حضرت مولانا قدس سرہ بیان کرتے تھے کہ میری لڑکی علیل ہوئی مین بہت پریشان تھا حضرت مولانا سے کیفیت عرض کی حضور نے فرمایا

کہ تم لڑکی کی وجہ سے اسقدر پریشان ہو مین خدا کا بندہ ہون خدا کی قدرت مجھ مین نہین ہی تھوڑی دیر کے بعد لڑکی کا انتقال ہو گیا۔

مولانا ممدوح فرماتے ہین کہ ایک زمانہ مین مین بہت عسرت کی حالت مین سخت پریشان تھا بعض فقرا سے دعاؤن کی اجازت لیکر دفع عسرت کے خیال سے پڑھنا شروع کیا مگر کچھ فائدہ نہوا ناچار حضور مین حضرت مولانا قدس سرہ کے اپنی کیفیت عرض کی حضور نے فرمایا کہ دعا تو دوسرون کی تعلیم سے پڑھتے ہو اور تکلیف مجھسے بیان کرتے ہو مین نے اُن ادعیہ کا پڑھنا ترک کر دیا حضور نے ایک دعا تعلیم فرمائی اُسکے پڑھنے سے میری عسرت دفع ہو گئی۔

مولانا ممدوح فرماتے ہین کہ مین صفی پور ضلع اُناؤ مین شاہ امیر اللہ صاحب کے یہان مقیم تھا مجھے معلوم ہوا کہ ایک لڑکے کو آسیب نے بہت پریشان کر رکھا ہی مین نے حضرت مولانا قدس سرہ سے سُنا تھا کہ اذان دافع بلیات ہے اُس لڑکے کے کان مین اذان کہی اُسیوقت لڑکا اچھا ہو گیا جب حضور مین حضرت مولانا کے حاضر ہوا ارشاد فرمایا کہ تم تو عامل کامل ہو گئے ان امور سے احتراز کرنا چاہیے اُسیوقت مین نے توبہ کی۔

مولانا صاحب ممدوح فرماتے ہین کہ ایک زمانہ مین مین بیکار تھا کوئی ملازمت نہ تھی اجمیر شریف سے جناب مولوی محمد امیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مولانا محمد عبدالوہاب صاحب کو تحریر فرمایا کہ ایک عالم کی ضرورت ہی بیس روپیہ ماہوار تنخواہ دیجاویگی مولانا صاحب ممدوح نے مجھے تجویز فرمایا مین نے حضور مولانا قدس سرہ کے حضور مین حاضر ہو کر اجازت چاہی حضور نے فرمایا کہ دو سکر وقت پوچھنا دو تین روز کے بعد پھر ارشاد فرمایا کہ پھر پوچھنا اسی عرصہ مین میرے بڑے بھائی صاحب نے غازیپور سے اسی مشاہرہ پر مجھے طلب کیا حضرت صاحب کے حضور مین عرض کیا فرمایا کہ جاؤ یہ صورت بہتر ہی یہی وجہ تھی کہ میرے التماس پر کوئی جواب نہین مرحمت ہوتا تھا۔

مولانا صاحب ممدوح فرماتے تھے کہ حضرت پیر و مرشد قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ حرز یمانی اور حزب البحر ہر روز ایک بار پڑھ لیا کرو ہر چند کوشش کی مگر زبانی یاد نہین ہو سکین حضور مین عرض کیا کہ مجھے یاد نہین ہوتی ہین ارشاد فرمایا کہ یاد ہو جاویگی صبح کو جب سوتے سے اُٹھا تو دونون یاد تھین۔

مولوی نعام اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب فرنگی محلی شاگرد و مرید حضرت مولانا قدس سرہ بیان کرتے ہین کہ ایکسال ہیضہ کی بہت شدت ہوئی مین بہت پریشان رہتا تھا شب کو مین نے خواب دیکھا کہ ایک صاحب فرماتے ہین تمھاری عمر درمیان چالیس اور پچاس سال کے ہی خوف اور ہراس کی

ضرورت نہین صبح اُٹھکر حضرت مولانا قدس سرہٗ کے حضور مین حاضر ہوا ارادہ کیا کہ حضور سے خواب عرض کرون حضور نے
از خود ارشاد فرمایا کہ تمکو اپنی زندگی کے متعلق جو تشویش تھی وہ رفع ہوگئی خواب بیان کرنے کی ضرورت نہین ۔
مولانا بعد انتقال حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ حج اور زیارت کے لئے گئے دو مرتبہ حج اور زیارت سے مشرف ہوکر وطن واپس آئے بعد
واپسی ہیضہ مین مبتلا ہوئے برد اطراف ہوگیا نبضین ساقط ہوگئین بین اور دیگر اعزا عیادت کی غرض سے گئے مولانا نے کہا
کہ میری عمر ابھی چالیس سال کی نہین ہوئی آپ لوگ مطمئن رہین انشاء اللہ صحت ہو جائیگی ایسا ہی ہوا اند رست ہو گئے ۔
جناب مولوی محمد حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر بیان کرتے تھے کہ مین پیشکار تھا اور تحصیلدار سے مجھسے مخالفت تھی یہانتک کہ معاملہ کمشنر
تک پہونچا مین سخت متفکر تھا شب کو مین نے خواب دیکھا کہ اندرون فرنگی محل سہ دری مین ایک بزرگ تشریف رکھتے ہین
اور مین بھی اُنکی خدمت مین حاضر ہون کہ جناب مولانا و مقتدانا مولوی محمد عبدالرزاق صاحب تشریف لائے آپ بہت
عمدہ درباری لباس پہنے ہوئے تھے مین نے اُس قسم کا لباس نہین دیکھا تھا اُن بزرگ نے حضرت سے دریافت فرمایا کہ آپ کہان
تشریف لئے جاتے ہین مولانا نے فرمایا کہ مولوی محمد حسین کے لیے جارہا ہون اور ایک تحریر دکھلائی کہ یہ حکم اُنکے لیے دیا ہے جب صبح
ہوئی اور مین بیدار ہوا تو تحصیلدار سے کہا کہ آج رات کو میرے لئے کیا حکم ہوا ہے جب حکم پہونچا تو ٹھیک وہی مضمون تھا ۔
جناب مولوی صاحب موصوف بیان فرماتے ہین کہ پہلی مرتبہ جب مین نے تحصیلداری کے امتحان دینے کا ارادہ کیا تو مین نے خواب مین
حضرت عیسیٰ کو دیکھا کہ حضرت مولانا کے قدیم مکان مین تشریف فرما ہین آپ نے حضرت مولانا سے دریافت فرمایا کہ محمد حسین آپکے
شاگرد ہین آپ نے فرمایا کہ ہان مگر کتاب کا مطالعہ نہ قبل سبق کیا اور نہ بعد سبق اُسی سال مین امتحان مین ناکامیاب
ہوگیا دوسرے سال پھر ارادہ کیا اور قانون کی کتاب دیکھنا شروع کی ایک جگہ سمجھ مین نہ آئی مین نے غصہ سے
کتاب کو رکھ دیا اور حضرت مولانا کی طرف غائبانہ متوجہ ہوکر عرض کیا کہ یہ امور حضرت کے اختیار مین ہین
پھر کس لیے التفات نہین فرماتے مین سو گیا اور خواب مین دیکھا کہ حضرت مولانا ارشاد فرماتے ہین کہ میری
عادت اظہار اور اعلان کی نہین ہے اسکے بعد آپ نے سوالات اور اُنکے جوابات مع حوالہ دفعات قانون کے ارشاد فرمائے امتحان
مین وہی سوالات آئے مین نے حسب تعلیم حضرت مولانا جوابات تحریر کردئے اور امتحان مین کامیاب ہوا ۔
جناب مولوی صاحب موصوف فرماتے ہین کہ سفر حجاز مین جہاز طوفان مین پڑ گیا حالت اضطراب مین مین نے خیال کیا کہ حضرت
مولانا کو اس حالت کا علم ہوگا مجھے کیون سفر کے لیے اجازت دی اس خیال کے آتے ہی فوراً حضرت مولانا کو دیکھا
آپ فرماتے ہین کہ اس جہاز کے ہر ایک تختہ پر کلام مجید کی آیت لکھی ہے یہ ہرگز غرق نہوگا اور ایک آیت مجھے تعلیم فرمائی
جو اسوقت تک یاد ہے جہاز اُسیوقت طوفان سے نکل گیا بعد واپسی حضرت مولانا سے اُس آیت کی اجازت ہر کام کے لیے لی

جناب مولوی انوار الحق صاحب سررشتہ دار ریزیڈنسی اجیوتانہ حفید حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز
بذریعہ تحریر اطلاع فرماتے ہین کہ میرے لمین بیعت کا ارادہ تھا اکثر اتفاق حاضری کا آستانہ حضرت ہندالولی غریب نواز خواجہ
معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ پر ہوتا تھا مین نے آستانہ پر اپنا ارادہ عرض کیا اور خواہش کی کہ جہان ارشاد عالی ہو
مین بیعت کرون حضور نے خواب مین مجھسے ارشاد فرمایا کہ تمھارا حصہ مولوی محمد عبدالرزاق فرنگی محلی کے یہان ہے
وہان حاضر ہوکر بیعت کرو مین سیدھا اجمیر شریف سے لکھنؤ حضرت مولانا کے استانہ پر حاضر ہوا دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ حضرت مولانا بتقریب عرس حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ ردولی تشریف لیگئے ہین اُسی وقت
مین ردولی شریف روانہ ہوا نصف شب کے بعد ردولی شریف پہونچا اور حضرت مولانا کی قیامگاہ کو دریافت
کرتا ہوا در دولت پر حاضر ہوا دروازہ بند تھا آواز دینا بے ادبی خیال کرکے مسجد مین ٹھہر گیا نماز فجر کے بعد حضرت
مولانا کی فرودگاہ پر حاضر ہوا دروازہ فیض کھلا تھا بکمال ادب حضرت مولانا کے حضور مین حاضر ہوا حضرت
مولانا عمامہ باندھ رہے تھے اور خادم آئینہ سامنے لیے کھڑے تھے مین منتظر تھا کہ حجاب دور ہو تو تسلیم بجالاؤن جب
حجاب دور ہوا تو تسلیم بجالایا حضرت نے جواب دیا اور فرمایا کہ تم کسوقت آئے اور کہان قیام کیا مین نے عرض
کیا کہ بعد نصف شب کے حاضر ہوا تھا مسجد مین ٹھہر گیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ کہار میانہ لائے ہین حاضری
درگاہ شریف کا ارادہ ہی مین نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو غلام بھی ہمراہ رکاب چلے آپ نے فرمایا کہ مین
معذوری کیوجہ سے پیدل نہین چل سکتا میانہ پر جاؤنگا مین نے عرض کیا کہ حضور سوار ہون اور مین حضور کے جلو مین پیدل چلونگا
حضرت مولانا عصا اور خدام کی مدد سے دروازے کے باہر تشریف لائے اور میانہ پر سوار ہوئے اور درگاہ شریف تشریف لائے
مجھسے ارشاد فرمایا کہ فاتحہ پڑھو مین نے فاتحہ کو اس دعا پر ختم کیا ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
اسکے بعد حضرت مولانا قدس سرہ کے ہمراہ سجادہ صاحب درگاہ شریف کے حضور مین باورچی خانہ مین حاضر ہوا تھوڑی دیر
باتین کرکے حضرت مولانا قدس سرہٗ سجادہ صاحب سے رخصت ہوئے اور میانہ پر سوار ہوکے حضرت شاہ منگری صاحب صاحبزادہ حضرت
سید شاہ محمد عبدالرزاق بانسوی قدس اللہ سرہ العزیز کے مزار پر تشریف لیگئے بلند چبوترہ پر آپکا مزار تھا وہان تشریف لیجاکر فرمایا
کہ بے ادب جوتہ پہنکر یہان تک آتے ہین ادب نہین کرتے ہین فاتحہ پڑھکے میانہ پر سوار ہوے اور اس غلام
سے یہ ارشاد فرمایا کہ جناب سید الشہداء جگر گوشۂ رسول جسوقت زخم کھاکر زمین پر تشریف لائے تو
آپ نے یزید کی فوج کے مسلمانونکو ارشاد فرمایا کہ جس خدمت پر تم مامور تھے اُسکو انجام تک پہونچا دیا اب بھی
اگر تم توبہ کرو اور مجھسے عفو قصور چاہو تو مین معاف کردونگا اُن لوگون نے کچھ نہ سنا اور اس آیۂ کریمہ کے مصداق ہوئے

ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوہ اللھم احفظنا من کل بلاء الدنیا والآخرہ
ہر انسان کو لازم ہی کہ توبہ و استغفار اپنا شیوہ کرے اور توبہ و استغفار مین حیلہ اور حوالہ انسان کو خراب
کرتا ہی اس آستانہ کے صاحبزادہ نے مذہب شیعہ اختیار کیا متعدد مرتبہ مین نے اُن کی خدمت مین التماس کیا
کہ آپ اس مذہب کو ترک کرین اور اپنے خاندان کا خیال کرین مگر بجز حیلہ و حوالہ کے ترک نہین کیا ایک روز
صاحب مرزا مبارک نے مجھ خاکسار سے ارشاد فرمایا کہ تم اُن سے صاف کہدو کہ یا تو مذہب اہل سنت وجماعت
اختیار کرین ورنہ میری حویلی خالی کر کے چلے جاوین مین نے صاحبزادہ سے یہ ارشاد کیا اُنھون نے
امروز فردا کا وعدہ کیا مگر تبدیل مذہب کسی طرح نہ کیا بعد چند روز کے وہ علیل ہوے اور انتقال کر گئے
اور تمام مردا نکے گھر کے برباد ہو گئے نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا اللھم اغفر
وارحم وانت خیر الراحمین تھوڑی دیر کے بعد حضرت مولانا اپنے فرودگاہ پر تشریف لاے اور قیام فرمایا
خاکسار بھی اور حضار کے ساتھ ایک طرف بیٹھ گیا کسی شخص نے مجھسے کچھ استفسار نہین کیا ہر شخص عرض و
معروض کرتا اور جواب پاتا ایک شخص نے حضرت مولانا قدس سرہ سے عرض کیا کہ یہ اجنبی شخص جو کنارے
بیٹھا ہی کون ہی اور کہان سے آیا ہی حضرت مولانا نے ارشاد فرمایا کہ یہ انوار الحق ہین مشہور آدمی ہین حضرت
شیخ عبدالحق محقق ومحدث دہلوی کی اولاد سے ہین خاکسار متحیر ہوا کہ حضرت مولانا قدس سرہ نے میرا نام
اور نسب اسطرح بیان فرمایا کہ گویا میری پیشانی پر لکھا ہوا ہی اسی تحیر مین تھا کہ یاد آگیا کرامات الاولیاء حق
حضرت مولانا نے ارشاد فرمایا کہ تم کس غرض سے آئے ہو مین نے عرض کیا کہ حضور پر روشن ہی بقصد بیعت
حاضر ہوا ہون آپ نے فرمایا کہ قصد تو اچھا ہی مگر اپنی آزادی کو غلامی سے کیون فروخت کرتے ہو پیر جامع
الصفات کا تلاش کرنا مناسب ہی مین نے عرض کیا کہ میری نگاہ مین سواے بندگان عالی کے اور کوئی
جامع الکمالات نہین ہی بکمال غور اور فکر کے بعد صدہا کوس کا سفر اختیار کر کے حضور مین حاضر ہوا ہون مجھے
امید ہی کہ محروم نہ رہونگا اور حضور کی توجہ سے اپنے مقصد کو حاصل کرونگا آپ نے فرمایا کہ من آنم کہ خوب
میدانم البتہ مین نے جناب مولانا ومرشدنا حضرت مولانا مولوی حافظ محمد عبد الوالی رضی اللہ عنہ کا دامن
پکڑا ہی اور اُنھون نے اپنے پیرون کے توسل سے دامن حضرت پیران پیر دستگیر غوث الثقلین غوث اعظم
قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت میر سید ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا پکڑا ہی اور آپ اپنے پیرون کے
سلسلہ سے حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچکر مظہر ذات ہو گئے ہین اللہ جلشانہ نے

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دست مبارک کو اپنا دست ارشاد فرمایا ہی ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما عٰھد علیہ اللہ فسیوتیہ اجراً عظیما اللہ جلشانہ اپنے حبیب کے فیض وبرکت سے خاتمہ بخیر کرے آبدیدہ ہوکر چند فضائل حضرت غوثیت رضی اللہ عنہ کے بیان فرماکر ارشاد فرمایا کہ بعد نماز ظہر آنا اور تھوڑی مٹھائی لیتے آنا خاکسار حسب ارشاد بعد نماز ظہر حاضر ہوا اور سلسلۂ قادریہ مین بیعت کی الحمد للہ علی احسانہ وانعامہ۔

مرزا ساجد بیگ صاحب برادر نواب سرور جنگ بہادر حیدر آباد تحریر کرتے ہین کہ ایک مرتبہ مین درد گردہ مین مبتلا ہوا اسقدر تکلیف بڑھی کہ قریب ہلاکت پہونچ گیا اور زیست کی امید بالکل منقطع ہوگئی میری والدہ صاحبہ یہ کیفیت دیکھکر بہت پریشان ہوئین اور حضرت مولانا قدس سرہٗ کے حضور مین حاضر ہوئین اور بکمال گریہ وزاری میری کیفیت عرض کی حضور نے ارشاد فرمایا کہ فوراً جاؤ اور جو دوا مین بتلاتا ہون اسکو دو والدہ نے دوبارہ مفصل حال عرض کرنا چاہا حضور نے فرمایا کہ مریض کو تکلیف نہ دو فوراً جاؤ اور دوا دو والدہ دوا لیکر آئین اُس وقت تک میری حالت بالکل آخر ہوچکی تھی مجھے فوراً دوا دی گئی پندرہ منٹ مین صحت کامل ہوگئی۔

مرزا صاحب موصوف تحریر فرماتے ہین کہ مین حیدر آباد مین بوجہ بیکاری سخت پریشان تھا کوئی صورت ملازمت کی نہین نکلتی تھی ایک روز بکمال پریشانی کی حالت مین نواب خورشید جاہ بہادر کے سلام کے لیے گاڑی پر روانہ ہوا راہ مین حضرت مولانا ومرشدنا قدس سرہ سے امداد چاہی اسی حالت مین نواب صاحب کے در دولت پر پہونچا گاڑی سے اترکر دربار مین حاضر ہوا اور تسلیم بجالایا نواب صاحب نے فرمایا خوب آگئے مین نے تمکو رکن مجلس مقرر کیا محرر پیشی سے نواب صاحب نے فرمایا کہ فوراً تقرر کی کارروائی ختم کرو بیس منٹ کے اندر جملہ کارروائی ختم ہوئی اور نواب صاحب نے اسپر دستخط کرکے میرا تقرر کردیا میری جو خواہش تھی اُس سے زیادہ حضرت مولانا قدس سرہٗ نے مدد فرمائی حضور مولانا کی توجہ اپنے مریدون پر ایسی تھی اور ہی کہ اُسکا بیان مین نہین کرسکتا۔

مرزا صاحب موصوف تحریر فرماتے ہین کہ میرے بڑے بھائی آغا مرزا بیگ نواب سرور جنگ کہ حیدر آباد مین عہدۂ جلیلہ پر ملازم تھے دیوان اور کوتوال شہر نے حسد سے برادر موصوف پر قتل کا مقدمہ قائم کیا اور ہر طرح سے ثبوت بہم پہونچایا سخت پریشانی لاحق تھی حضور مین حضرت مولانا قدس سرہ کے کیفیت عرض حال کی گئی حضرت نے ارشاد فرمایا کہ خاطر جمع رکھو انشاءاللہ تعالیٰ کچھ نہ ہوگا مرزا آغا مرزا بیگ بری ہوجائینگے

دیوان اور کوتوال نے مقدمہ کو مرتب کرکے عدالت کے سپرد کردیا عدالت مین تمام گواہان ثبوت نے اپنے بیان سے انکار کردیا اور کہا کہ دیوان اور کوتوال کے خوف سے پہلا بیان لکھایا تھا بیان سابق محض تعلیمی اور بخوف آبروریزی تھا میرزا آغا مرزا بیگ بالکل پاک و صاف ہین مقدمہ خارج ہوگیا اور نواب سرورجنگ صاحب بری ہوگئے عاصی کہتا ہے کہ مخلصی دنیا کیا چیز ہے حضرت مولانا قدس سرہٗ انشاء اللہ آخرت مین ہم گنہگارون کی مخلصی کراوینگے۔

مرزا صاحب تحریر فرماتے ہین کہ میرے بھائی مرزا واجد بیگ صاحب بیان کرتے ہین کہ زمانۂ قیام لکھنؤ مین درد گلو مین مبتلا ہوا ڈاکٹری علاج کیا بجاے فایدہ کے یہ نوبت پہونچی کہ حلق بند ہوگیا اور پانی کا قطرہ بھی بمشکل حلق سے اُترتا تھا حضور مین حضرت مولانا قدس سرہٗ کے حاضر ہوکر عرض کی اور خواہش کی کہ حضور کوئی دوا ارشاد فرماوین تاکہ اُسکا استعمال کرون آپ نے فرمایا کہ تم تو ڈاکٹری علاج کرتے ہو مین کیا دوا تجویز کرون مین نے ڈاکٹری علاج کرنے سے انکار کیا حضور نے غصہ سے ارشاد فرمایا کہ تم میرے روبرو جھوٹ بولتے ہو مین نے عرض کیا کہ اسوقت سے مین نے ترک کیا براے خدا میرے حال پر رحم فرمایئے آپ نے فرمایا تم کو صحت ہوجائیگی جاؤ مین نے عرض کیا کہ دوا تجویز فرمادیجیے آپ نے فرمایا کہ دوا کی ضرورت نہین ہے اور اگر چاہنا تو شربت نیلوفر پی لینا آپ کے ارشاد کے ساتھ ہی افاقہ شروع ہوا اور شربت نیلوفر پینے کے بعد صحت کلی ہوگئی سبحان اللہ وبحمدہ۔

مرزا صاحب تحریر فرماتے ہین کہ میرے بھائی محمد اسمعیل خانصاحب پنجاب مین اوورسیر تھے افسر کچھ ناخوش ہوگیا اور اُسنے مقدمۂ فوجداری قایم کرادیا اُنھون نے رخصت لی اور میرے یہان آے اور اپنا ارادہ حضور مولانا کی حضوری مین حاضری کا ظاہر کیا مین اُنکے ہمراہ حضور مین حاضر ہوا برادر موصوف نے سب کیفیت مقدمہ کی عرض کی حضور نے فرمایا کہ میان جسکے ساتھ خدا ہو اُسکا کوئی کچھ نہین کرسکتا جاؤ اپنے مقصد مین کامیاب ہوگے وہ روانہ ہوگئے اور بروز پیشی کچہری مین حاضر ہوئے اُسی روز مقدمہ خارج ہوگیا۔

مرزا صاحب تحریر فرماتے ہین کہ موسم گرما مین میرا ارادہ حیدرآباد جانیکا ہوا اور خیال کیا کہ بال بچون کو بھی ہمراہ لیجاؤن وہ زمانہ بہت شدید گرمی کا تھا اعزہ اور احباب نے سوارون کو ایسی گرمی مین لیجانے سے منع کیا مین حضور مین حضرت مولانا کے حاضر ہوا اور سب کیفیت اپنے ارادہ کی اور اعزہ کے ممانعت کی عرض کی حضور نے ارشاد فرمایا کہ سب کو ہمراہ لیجاؤ انشاء اللہ تمازت آفتاب اور بارش دونون سے محفوظ رہوگے

مین سب کو لیکر روانہ ہوا ریل پر سوار ہوتے ہوے ابر محیط آسمان ہوا اور برابر یہی حالت چار روز تک رہی چوتھے روز مع الخیر حیدر آباد پہونچ گیا۔

مرزا صاحب تحریر فرماتے ہین کہ میری بڑی لڑکی سخت علیل ہوئی بہت علاج کیا مگر مرض مین شدت ہی ہوتی گئی تمام گھر سخت پریشان تھا اسی پریشانی مین سوگیا دیکھا کہ حضرت مولانا تشریف لائے ہین اور آپ کے ہاتھ مین آٹے کا چراغ ہر اُس مین گھی بھرا ہوا ہر وہ چراغ آپ نے مجھے مرحمت فرمایا اور ارشاد کیا کہ اسکو لڑکی کو دکھلاکر مسجد بھیجدینا صبح کو اُٹھکر مین نے اُسی طرح چراغ کو لیا اور لڑکی کو دکھلاکر مسجد بھیجدیا اُسیوقت صحت ہوگئی۔

اسی طرح ایک مرتبہ میری لڑکی علیل ہوئی اور علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا سخت پریشان ہوا شب کو حضور مولانا کو خواب مین دیکھا کہ آپ تشریف لائے اور آپ کے دست مبارک مین زردہ پکا ہوا ہے ارشاد فرمایا کہ اِس زردہ کو اپنی لڑکی کو دکھلاکر کسی محتاج کو دیدو صبح کو اُٹھکر مین نے زردہ پکوایا اور لڑکی کو دکھلاکر محتاج کو دیدیا اسیوقت خدا کے فضل سے صحت ہوگئی۔

مرزا صاحب تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ درد گلو مین مبتلا ہوا حضرت نے مٹی کچھ دم کرکے مرحمت فرمائی اُس کے لگاتے ہی صحت ہوگئی چونکہ مٹی زیادہ مقدار مین تھی اُسکو مین نے بحفاظت رکھ لیا اور جو مریض درد سینہ یا نزلہ یا دنبل مین مبتلا ہوتا ہی اُسپر اُسکا ضماد کردیتا ہون حضرت مولانا کی برکت سے شفا ہوجاتی ہر۔

میرے ایک دوست کی بیوی نے مخوف خواب دیکھا جب وہ بیدار ہوئین تو اتنا شدید بخار چڑھا کہ ہوش وحواس جاتے رہے اُن دوست نے مجھسے کیفیت بیان کی مین نے اُسی مٹی مین سے تھوڑی اُنکو دی اور کہا کہ اسکی مالش سینہ پر کردو مالش کرتے ہی وہ بالکل تندرست ہوگئین۔

مجھے دوبارہ درد گلو کی شکایت ہوئی اُس مٹی کو بہت احتیاط سے رکھا تھا مگر تلاش کرنے سے کہین نہ ملی مجھے تکلیف بہت بڑھی بہت علاج کیا مگر فائدہ نہ ہوا میری والدہ صاحبہ کسی ضرورت سے کوٹھری مین گئین تو وہ مٹی سامنے رکھی ہوئی اُنکو ملی وہ لائین اور اُسکا ضماد کیا فوراً مین اچھا ہوگیا۔

فقیر کہتا ہی کہ وہ خاک اکسیر تھی جس خاک کو اولیاء اللہ اپنے دست مبارک سے کسی کو دیتے ہین وہ اکسیر ہوجاتی ہی شعر بعد فنا بھی قبر مین سونا عذاب تھا۔ مٹی تمہارے ہاتھ کی اکسیر ہوگئی۔

جناب مرزا خداداد بیگ صاحب بیان کرتے تھے کہ نواب ضیاء الدولہ بہادر مرحوم وزیر سلطنت دہلی کی جائداد

دہلی کی غدر کے زمانہ مین مفسدون اور حاسدون کی تحریک سے بالکل ضبط ہوگئی بہت کوشش سے
نواب صاحب نے اپنی بے قصوری ثابت کی حکم واگزاری جائداد کا ہوگیا ایک شخص نے بہت بڑی رقم
نواب صاحب سے بطور رشوت طلب کی چونکہ غدر مین تمام مال واسباب نواب صاحب کا تباہ ہوگیا تھا اور بہت
تکلیف مین تھے اُسکے مطالبہ کو پورا نہ کرسکے اُسنے معلوم نہین کیا رپورٹ کردی کہ علاقہ واگذاشت ہونے کے
بعد پھر ضبط ہوگیا اور ولایت تک پیروی کی گئی مگر کچھ نہ ہوا اس درمیان مین نواب صاحب لکھنؤ تشریف
لائے اور حضرت مولانا قدس سرہ کا شہرہ سنکر حاضر خدمت اقدس ہوے اور درخواست بیعت کی کی بعد اصرار
حضرت مولانا نے نواب صاحب کو داخل سلسلۂ قادریہ کیا نواب صاحب کو خاصی عقیدت اور خلوص حضور سے
ہوگیا ایک روز نواب صاحب نے اپنی جائداد کے واگزار ہونے اور پھر ضبط ہوجانیکی مفصل کیفیت حضور مین
عرض کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ پریشان نہ ہو انشاء اللہ تعالی تمھاری جائداد مع واصلات مسترد ہوجاوے گی
حضور کا یہ ارشاد سنکر نواب صاحب نے قرض لیکر واگزاری جائداد کا دعوی عدالت دیوانی مین دائر کردیا بعد تفتیش
کل جائداد نواب صاحب کی مسترد ہوگئی اور خدا کے فضل سے اسوقت تک اُنکی اولاد کے قبضہ مین ہے۔
مرزا صاحب بیان کرتے ہین کہ مین نے ولایت مین انگریزی تحصیل کی میری وضع بالکل انگریزون کی
ایسی تھی لباس وغیرہ مجھے انگریزی مرغوب تھا اسی سبب سے اولیاء اللہ کی عظمت میرے دلمین بالکل نہ تھی
اُنکو بھی مثل دیگر علمائے دنیادار کے خیال کرتا تھا کرامات کو قصہ اور داستان سمجھتا تھا مولوی بشیر الدین احمد
خان صاحب فرزند نواب ضیاء الدولہ صاحب مرحوم میرے ماموں زاد بھائی حضرت مولانا کے مرید اور معتقد
تھے مجھسے ممدوح نے بیعت کرنے کے لیے فرمایا مگر مین راضی نہ ہوا ایک روز مولوی صاحب موصوف نے
خواب مین دیکھا کہ وہ اور مین کہین جارہے ہین کہ حضرت مولانا قدس سرہٗ کی سواری میانہ پر آرہی ہے
مولوی صاحب نے دوڑکر حضور سے مصافحہ کیا اور مجھسے کہا کہ تم بھی آکر مصافحہ کرو حضرت نے فرمایا کہ ابھی انکے
مصافحہ کا وقت نہین آیا یہ حضور کی سواری نظر سے غائب ہوگئی حسب ارشاد حضرت مولانا قدس سرہٗ بعد اپنے
عقد کے مین بیعت سے مشرف ہوا اور لباس انگریزی بالکل ترک کردیا بہ برکت حضور عقائد درست ہوگئے پابند صوم
وصلوۃ ہوگیا اور حج وزیارت سے بھی مشرف ہوا اللھم اغفر لی بمرقد مرشدنا آمین۔
مرزا صاحب بیان کرتے ہین کہ مین تحصیلدار مقرر ہوا اور حسب قاعدہ ایک ماہ کی رخصت لیکر امتحان دینے
کے لیے لکھنؤ آیا یہان گھر کے لوگون کو علیل پایا اُنکے علاج مین مصروف ہوگیا قانون کی کتابون سے

دیکھنے کی نوبت نہ آئی آخر رات کو کہ جسکی صبح امتحان تھا چراغ جلانا چاہا کہ کتاب کو دیکھوں مگر چراغ
گل ہوگیا تین مرتبہ جلایا مگر برابر گل ہوتا گیا چوتھی مرتبہ جلانے کی نوبت نہین آئی تھی کہ نیند آگئی
سوگیا خواب مین دیکھا کہ حضور مولانا قدس سرہٗ ایک وسیع مکان مین بہت عمدہ مسند پر تشریف فرما
ہین اور چند لوگ خدمت مین حاضر ہین قوانین پر بحث ہورہی ہے مین بھی اُس بحث مین شریک ہوگیا
حضور نے فرمایا کہ تم سب جاؤ امتحان مین کامیاب ہوجاؤگے صبح کو مین کچہری امتحان دینے کے لیے گیا
وہان اور بہت سے حضرات تحصیلداری کا امتحان دینے کے لیے آئے تھے سبھون نے امتحان دیا جن لوگون کو
مین نے خواب مین مولانا کے حضور مین دیکھا تھا وہ لوگ بھی تھے مین اور وہ سب حضرات جو بحث مین
تھے حسب ارشاد حضرت مولانا کل مضامین مین درجۂ اول مین کامیاب ہوئے مین صرف فوجداری مین نمبر دوم
مین کامیاب ہوا۔ دوسرے سال امتحان فوجداری نمبر اول کے لیے مین نے ایک ماہ قبل امتحان رخصت
کی درخواست دی حاکم نے صرف سات روز کی رخصت منظور کی مین لکھنؤ آیا معلوم ہوا کہ امتحان کی تاریخ
بدل گئی پہلی تاریخ تھی اب اٹھارہ تاریخ ہوگئی مین حضرت مولانا کے حضور مین حاضر ہوا اور تمام کیفیت
عرض کی حضور نے فرمایا کہ تم کو غیب سے مہلت مل گئی اطمینان سے امتحان دو تاریخ مقررہ پر مین نے
امتحان دیا اور درجۂ اول مین کامیاب ہوگیا بعد ختم امتحان مین نے ارادہ کیا کہ مستقر پر واپس جاؤن
میرے عزیز کے یہان لڑکون کا ختنہ تھا اُنھون نے بہت اصرار کیا کہ مین ٹھہر جاؤن اور تقریب مین شریک
ہون مین نے حضرت مولانا کے حضور مین عرض کیا کہ مجھے صرف سات روز کی رخصت ملی تھی تاریخ کے
بدل جانے سے پچیس روز قیام کرنا پڑا اب ٹھہرنا مناسب نہین معلوم ہوتا حضور نے ارشاد فرمایا کہ سب
اصرار کررہے ہین ٹھہر جاؤ بعد شرکت تقریب قصد کرنا تاکہ اعزہ کی دلشکنی نہو مین ٹھہر گیا بعد فراغت
گیا پوری تنخواہ ملی اور کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا۔

مرزا صاحب بیان کرتے ہین کہ تحصیلداری سے ترقی کرکے مین ڈپٹی کلکٹر ہوا اور ضلع لکھیم پور مین تعینات
کیا گیا بال بچون کو لکھنؤ پہونچا کر مین لکھیم پور گیا وہان کی آب وہوا میرے موافق نہ تھی مجبورًا مین
تین ماہ کی رخصت لیکر لکھنؤ آیا جب چند روز رخصت مین باقی رہگئے تو حضرت مولانا کے حضور مین عرض کیا
کہ جس تاریخ ارشاد ہو مین لکھیم پور جاؤن حضور نے فرمایا کہ مجھسے کسی شخص نے کہا کہ خداداد بیگ کا تبادلہ
فیض آباد مین ہوگیا مین نے عرض کیا کہ میرے پاس ابتک کوئی حکم نہین آیا ہو جب ہفتہ عشرہ رخصت

میں باقی رہگیا تو پھر میں نے حضور میں عرض کیا کہ کس روز روانہ ہوں آپ نے فرمایا کہ کل دیکھا جائے گا
رات کو میری لڑکی چیچک میں علیل ہوگئی میں نے سواریوں کو ہمراہ لیجانیکا ارادہ فسخ کردیا جب تین روز
رخصت میں باقی رہگئے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور مولانا قدس سرہٗ کے آستانۂ مبارک پر حاضر ہوا ہوں
حضور اندر مکان میں تشریف فرما ہیں حضور کے ایک مرید کہ اُنکو کل مریدین کم وقعت سمجھتے تھے اور اُنسے
تمسخر کرتے تھے بیٹھے ہیں اور مجذوبوں کی ایسی بڑ لگا رہے ہیں عالم کے حالات بیان کرتے تھے میں نے
اُنسے کہا کہ میرا حال بیان کیجیے اُنھوں نے کہا کہ تم لکھیم پور جاؤ اندر ایک روز کے یا چار روز کے تمھارا تبادلہ
فلاں جگہہ ہو جاویگا مجذوب صاحب نے مقام کا نام بتلایا تھا مگر وہ مجھے یاد نہیں رہا میں نے حضور میں حاضر ہوکر
خواب عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمھارا خواب تعبیر طلب نہیں ہے میں لکھیم پور روانہ ہوگیا وہاں پہونچکر
گزٹ دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرا تبادلہ فیض آباد میں ہوگیا اور حضرت مولانا کا ارشاد ظہور میں آگیا۔

رئیسؔ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرا تبادلہ فیض آباد سے ضلع بہرائچ میں ہوا میں حضرت مولانا کے حضور میں
حاضر ہوا اور عرض کیا کہ فیض آباد اچھا مقام تھا آب وہوا بھی میرے موافق تھی بہرائچ نہایت خراب مقام ہے
آپ نے ارشاد فرمایا ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جانے میں ترقی ہوتی ہے میں جب بہرائچ واپس گیا تو جیلخانہ
بھی میرے متعلق کردیا گیا اور عـــہ تنخواہ میں اضافہ ہوگئے۔

نبیرہ شیخ منور علی صاحب عرف میاں منو بعارضہ سرسام بہت سخت علیل ہوئے حس وحرکت ہوش وحواس
جاتے رہے نبضیں ساقط ہوگئیں ہر شخص مایوس ہوگیا اطبا نے بھی جواب دیدیا شیخصاحب موصوف
بکمال گریہ وزاری حضور مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب کیفیت عرض کی حضور نے فرمایا کہ پہلے
اطلاع نکی اب آئے ہو خیر جاؤ اور لڑکے کے سرہانے کھڑے ہوکر یَا سَلَامُ اکتالیس مرتبہ اول وآخر گیارہ گیارہ
بار درود شریف پڑھکر دم کردو اور بعد صحت کلی حضرت پیران پیر غوث اعظم حضرت میر سید محی الدین
شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا توشہ ضرور کردینا شیخصاحب فوراً گئے اور حسب ارشاد حضور پڑھکر
دم کیا لڑکے کو صحت ہوگئی اور اسوقت تک بفضلہ زندہ ہے۔

ایک رئیس کے دو ملازموں نے دستاویز میں اپنے مالک کے مفید مطلب کچھ تغیر و تبدل کردیا ان دونوں پر
مقدمہ قائم ہوگیا جس شخص نے یہ جسارت کی تھی وہ حضرت مولانا کے حضور میں حاضر ہوا اور کیفیت
عرض کی حضور نے فرمایا کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے توبہ کرو اُس شخص نے بکمال الحاح وزاری

توبہ کی حضور نے فرمایا کہ حدیث شریف مین آیا ہی التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ اُس شخص کو عدالت نے بری کر دیا۔ دوسرا شخص بھی حضور مین حاضر ہوا اور اپنی رہائی کے لئے عرض کیا اُس سے حضور نے فرمایا کہ آنراکہ حساب پاک ست از محاسبہ چہ باک۔ اُسکو عدالت نے سشن سپرد کر دیا سشن جج نے بعد تحقیقات اُسکو بری کیا۔ نواب محمد باقر خان صاحب کہتے تھے کہ مین اُسوقت حضرت مولانا کے حضور مین حاضر تھا حضور کے ارشاد کے بعد مجھے یقین ہوگیا تھا کہ اس شخص کی رہائی بغیر تحقیقات دشوار ہی اور پہلا شخص فوراً رہا ہوجاوے گا ایسا ہی ہوا۔

حکیم محمد احمد خان صاحب بیان کرتے ہین کہ مین بخار مین علیل ہوا بہت علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا عاجز ہوکر حضرت مولانا کے حضور مین حاضر ہوا اور بخار کی کیفیت عرض کی حضور نے فرمایا کہ مداومت دوا کی نہ کرو اور پرہیز چھوڑ دو بموجب ارشاد حضور دوا اور پرہیز دونون کو ترک کر دیا بالکل تندرست ہوگیا اور ابتک بفضلہ زندہ ہون جب بخار آتا ہی کہ ایک روز دوا کرکے چھوڑ دیتا ہون اور بدپرہیزی کرتا ہون صحت ہوجاتی ہی۔

ایک سال آنبہ کی پیداوار بہت ہوئی ایک شخص نے حضور مین کثرت پیداوار آنبہ پر اظہار مسرت کیا حضور نے فرمایا کہ پھلون کے کثرت سے پیدا ہونے مین خوشی نکرو بلکہ توبہ اور استغفار کرو قوم سبا پر پہلے کثرت سے پیداوار اثمار کی ہوئی اُسکے بعد قوم برباد ہوگئی لوگون نے اسکا کچھ خیال نہ کیا اور اظہار مسرت کرتے رہے آخر کار بموجب ارشاد حضور اِس کثرت سے بخار پھیلا کہ ہزارہا آدمی مرگئے حکیم محمد احمد صاحب کہتے ہین کہ اِس کثرت سے بخار کبھی نہین ہوا تھا جسکو بخار آتا وہ فوراً ہلاک ہوجاتا اللھم احفظنا من کل بلاء الدنیا والاخرۃ۔

والدہ سید محمد اکبر صاحب کو فقرائے کاملین سے اعتقاد نہ تھا کہا کرتی تھین کہ اِن لوگون کو سوائے دوکانداری کے کچھ نہین آتا ہی اتفاق سے سید محمد اکبر صاحب کہ جنکو مولانا قدس سرہ سے بیعت تھی بہت سخت علیل ہوئے امید زیست باقی نہین رہی سید صاحب کی والدہ حضرت مولانا کے حضور مین حاضر ہوئین اور کیفیت علالت عرض کی اور کہا کہ آپکا غلام عین شباب مین مجھسے مفارقت کرنا چاہتا ہی حضور اُن کے مکان پر تشریف لے گئے سید محمد اکبر صاحب کی نبض ملاحظہ فرمائی کیفیت سنی ارشاد فرمایا کہ محمد اکبر انشاء اللہ آپ سے مفارقت نکرینگے پانی پر کچھ پڑھکے دم کیا اور فرمایا کہ اسکو پلا دو اسمائے الہیہ مین بہت تاثیر ہے

پانی پلاتے ہی مرض دفع ہوگیا اور سید صاحب بالکل تندرست ہوگئے اُن کی والدہ صاحبہ کو حضور سے بہت اعتقاد ہوگیا اور خواہش بیعت کرنے کی کی آپ نے فرمایا کہ اضطراب کیوں ہے تم بغیر مرید ہوئے مروگی نہین چند سال کے بعد وہ اپنے فرزند سید محمد اکبر صاحب کے ہمراہ حضور مین حضرت مولانا قدس سرہ کے حاضر ہوئین اور بیعت کی سید محمد اکبر صاحب کہتے تھے کہ مجھے خیال ہوا کہ انکی موت کا زمانہ قریب آگیا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا چند روز کے بعد کلمہ پڑھتے پڑھتے انتقال ہوگیا۔

یٰسین علی خان صاحب ساکن بختیارنگر بیان کرتے ہین کہ چند امور کہ جو میرے لیے بہت مشکل تھے حضور مین حضرت مولانا کے عرض کرنیکے خیال سے حاضر ہوا اور عرض کئے ایک امر جو بہت ضروری اور اہم تھا اُسکو عرض کرنا بھول گیا حضور سے رخصت ہوکر مکان روانہ ہوا راہ مین وہ امر یاد آیا جب مکان پہونچا تو وہ امر حسب خواہش پورا ہوگیا اور بقیہ امور بھی حسب ارشاد حضرت مولانا ظہور مین آئے۔

سبحان علی خان صاحب بیان کرتے ہین کہ بہرائچ مین میری نسبت ہوئی نکاح کی تاریخ مقرر ہوگئی چند حضرات برادری نے جو میرے نکاح سے رضامند نہ تھے وہان کئی رؤسا کو آمادہ کیا کہ یہ نکاح نہونے پاوے وہان میرے ایک پیر بھائی تھے اُنکو جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو آکر مجھسے بیان کیا اور کہا کہ آپ حضور مین حضرت مولانا کے حاضر ہوکر سب کیفیت عرض کیجیے مین نے کہا کہ صرف اب دو روز باقی رہ گئے ہین اِس مدت مین حضور مین حاضر ہونا اور واپس آنا دشوار معلوم ہوتا ہے مین نے درود شریف پڑھنا شروع کیا درمیان مین مجھے غنودگی ہوگئی مین نے دیکھا کہ حضرت مولانا تشریف لائے اور میرے بھائی یٰسین علی خان صاحب سے فرمایا کہ اپنے بھائی کے سر پر سہرا باندھو تاکہ عقد ہوجائے دراندازون کی دراندازی کا کوئی اثر نہ ہوگا مین بیدار ہوا عروس کے مکان پر بارات لے گیا اور عقد ہوگیا حاسد شرمندہ ہوئے۔

محمد یوسف خان صاحب مرزا گنج بیان کرتے ہین کہ ایک رئیس کے یہان تلاش روزگار مین گیا اُنھون نے کچھ التفات نہ کیا واپس ہوکر حضرت مولانا کے حضور مین حاضر ہوا میرے دل مین یہ خیال تھا کہ جبتک رئیس خود مجھے نہ بلائین گے مین نہ جاؤن گا حضور نے خیریت دریافت فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمھارے ارادے کو پورا کرے گا ایک ہفتہ بھی نہین گزرا تھا کہ اُنھین رئیس نے مجھکو بُلا کر ملازم رکھا اور حسب دلخواہ کاروبار متعلق کر دیا۔

شیخ محمد اسمٰعیل صاحب بیان کرتے ہین کہ مین ضلع فیض آباد مین جنگی کی چوکی پر ملازم تھا ایک ضرورت سے مین شہر فیض آباد گیا اور ارادہ تھا کہ علی الصباح واپس پہونچ جاؤنگا بعد نصف شب کے بیدار ہوا خیال ہوا کہ صبح قریب ہے روانہ ہوگیا اثنائے راہ مین خیال ہوا کہ ابھی رات بہت ہے ایسا نہو کہ چوکیدار بدمعاش سمجھکر گرفتار کرلے اُسوقت سوائے ندامت کے کچھ نہوگا مجبوراً سڑک کے کنارے چھپکر بیٹھ گیا اور سوگیا مین نے دیکھا کہ حضرت مولانا قدس سرہٗ تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ اُٹھو اور اپنی چوکی پر جاؤ مین اُٹھا دیکھا کہ ایک بزرگ چند قدم کے فاصلہ پر کھڑے ہین مین روانہ ہوا اور وہ بزرگ بھی چوکی تک ساتھ رہے اسکے بعد وہ دوسری طرف چلے گئے وہین مین نے سنا کہ حضرت مولانا قدس سرہٗ کا ارادہ حج اور زیارت مدینہ منورہ کا ہے رخصت لیکر مین حضور مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور مجھے بھی ہمراہ لیجلیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیفیت مقام چوکی کی شاید بھول گئے فوراً مجھے تسکین ہوگئی اور معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ پر کوئی چیز پوشیدہ نہین ہے۔

جناب شاہ محمود احمد صاحب ردولوی فرماتے تھے کہ مین پیران کلیر شریف عرس مین حاضر ہوا ایک شخص فقیر صورت میرے پاس آیا اور اُسنے ایک پیالہ صندل کا مجھے دیا اور کہا کہ اسکو جناب مولانا مولوی محمد عبدالرزاق صاحب کو پہونچا دینا مین نے وہ پیالہ حضرت مولانا کی خدمت مین پیش کیا اور عرض کیا کہ حضرت سے اور اُن فقیر سے جنھون نے پیالہ دیا کہان کی ملاقات ہے آپ نے فرمایا کہ یہ پیالہ حضرت پیران کلیر سے عطا ہوا ہے اُن فقیر نے مجھے نہین بھیجا۔

جناب شاہ عنایت احمد صاحب پیرزادہ ردولی شریف بیان کرتے تھے کہ مین نے اپنے والد ماجد کی مرضی کے خلاف فیض آباد مین جاکر محکمہ جنگی مین ملازمت کرلی سپرنٹنڈنٹ دوسرے مذہب کا بہت متعصب تھا اُسنے مجھپر غبن کا مقدمہ قائم کرادیا اور مجسٹریٹ کے یہان بعد تحقیقات مجھے دوسال کی سزا ہوگئی میرے چچا حضرت شاہ محمود احمد صاحب حضرت مولانا کی خدمت مین حاضر ہوے اور سب کیفیت عرض کی حضرت نے فرمایا کہ شاہ صاحب نے اپنے والد ماجد کی مرضی کے خلاف نوکری کی اُسکی سزا ملی اب اپیل کرنا چاہیے انشاء اللہ تعالیٰ رہا ہوجاوینگے شاہ محمود احمد صاحب نے اپیل کی تاریخ پیشی بیس روز کے بعد مقرر ہوئی شاہ صاحب نے حضرت مولانا کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ انشاء اللہ پیشی کی تاریخ بدل جاویگی اور شاہ عنایت احمد صاحب جلد رہا ہوجاوینگے چار روز کے بعد شاہ صاحب کو معلوم ہوا

کہ تاریخ بدل گئی حضرت مولانا کے حضور مین حاضر ہوا اور کیفیت عرض کی آپ نے فرمایا کہ جلد جائیے اللہ مبارک کریگا شاہ صاحب نے عرض کیا کہ پچاس روپیہ کی ضرورت ہی اور ابتک کوئی انتظام نہین ہوا ہی حضرت مولانا نے اپنے تکیے کے نیچے سے مبلغ پچاس روپیہ نکال کر مرحمت فرمائے اور ارشاد کیا کہ اسکا ذکر ہرگز نکیجیے گا دوسرے روز شاہ عنایت احمد صاحب رہا ہو جائین گے شاہ صاحب روپیہ لیکر فیض آباد گئے اُسی روز اپیل پیش ہوا اور دوسرے روز مین رہا ہو گیا۔

اس قصہ سے دو کرامتین حضرت مولانا کی ظاہر ہوئین ایک یہ کہ حضور اپنے پاس روپیہ کبھی نہین رکھتے تھے تکیے کے نیچے سے روپیہ کا نکلنا یہ حضور کی کرامت تھی دوسرے یہ کہ حسب ارشاد حضور جناب شاہ عنایت احمد صاحب دوسرے روز رہا ہو گئے۔

مولوی حبیب الدین صاحب بیان کرتے تھے کہ مین ریاست حیدر آباد دکن مین بمقام پٹن بعہدۂ نظارت ملازم تھا افسر سابق کا تبادلہ ہو گیا بجائے اُنکے دوسرے افسر آئے اور اُنھون نے اپنے قیام کے لیے ایک عمدہ مکان تلاش کرکے کرایہ پر لیا اُسکو صاف کرایا اور قیام کیا باوجودیکہ لوگون نے منع کیا کہ اُس مکان مین خباثت ہی اس مین آپ قیام نہ کرین مگر اُنھون نے کچھ پرواہ نہ کی اور سکونت اختیار کی دفعتہً سیاہ چینٹے بہت سے پیدا ہوے اور تکلیف دینا شروع کی ایک رات کو اُس جن نے جس کی وہان سکونت تھی کہا کہ اس مکان کو خالی کردو ورنہ اچھا نہ ہوگا اُنھون نے اِسپر بھی کچھ توجہ نہ کی اور خواب کو خیال تصور کیا اُن افسر صاحب کے ایک منشی درد شکم مین مبتلا ہوے اور اسقدر تکلیف بڑھی کہ قریب بہلاکت پہونچ گئے علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا مجبوراً علاج کو ترک کرکے عاملون سے رجوع کیا ایک شخص اہل عملہ مین سے منشی صاحب کی عیادت کو آئے اُنکی داڑھی کٹی ہوئی تھی ایک صاحب نے کہا کہ مسلمان کو یہ امر نامشروع کرنا مناسب نہین ہی جن نے کہا کہ اگر دوبارہ یہ امر تم سے سرزد ہوا تو مین تمھارا سر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالونگا مین یہ خبر سنکر اُن صاحب کے پاس گیا تو مین نے دیکھا کہ اُنکے سر سے خون جاری ہی میری داڑھی بھی حد شرع سے خلاف تھی اُن صاحب نے جن سے کہا کہ اِن مولوی صاحب کی داڑھی کے لیے آپ تنبیہ نہین کرتے جن نے کہا کہ یہ مولانا مولوی محمد عبدالرزاق صاحب کے متوسلین سے ہین انپر اعتراض کرنا مین خلاف ادب سمجھتا ہون مصرع ذرۂ آفتاب تابان ست۔ حاکم نے مجبوری مکان کو خالی کردیا اور دوسری جگہ قیام کیا تمام دشواریان دور ہو گئین۔ حضرت مولانا قدس سرہ سے جن بھی ڈرتے تھے۔

محبت خان صاحب بیان کرتے تھے کہ غلام حیدر خان پسر میان غلام محمد کابلی جناب مولانا قدس سرہ کی حیات
مین بعارضہ بخار علیل ہوئے ایک روز رات کو کوٹھے پر اپنے بستر پر تنہا بیٹھے ہوے موت کا تصور کر رہے تھے
آدھی رات گذرنے پر دیکھا کہ حضرت مولانا جریب لیے ہوئے اللہ اللہ کہتے ہوے زینہ سے تشریف لا رہے ہین
میرے قریب تشریف لاکر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ غلام حیدر کیا حال ہے مین نے کیفیت عرض کی آپنے ارشاد
فرمایا کہ تردد کا مقام نہین ہی جلد اچھے ہو جاؤ گے اللہ کے فضل پر بھروسہ رکھو یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے
صبح کو مجھے افاقہ محسوس ہوا مین مکان مین نیچے آیا اور دریافت کیا کہ حضرت مولانا تشریف لائے تھے اور میرا
حال مجھسے دریافت فرمایا تھا اسوقت کہان تشریف رکھتے ہین سبھون نے کہا کہ جناب مولانا تشریف نہین لائے مین
خاموش ایک کونہ مین بیٹھ گیا کہ حضرت مولانا تشریف لے آئے مین آداب بجالایا اور عرض کیا کہ حضرت
اگر کسی بزرگ کی زیارت ہو تو کیا نیاز کرنا چاہیے حضرت مسکرائے اور فرمایا کہ نیاز مردونکے لیے ہے
زندون کے لیے نہین ہی۔

جناب شاہ امام الہدیٰ صاحب نواسہ جناب حضرت سید شاہ عبدالرزاق صاحب بانسوی قدس اللہ سرہ العزیز
بیان فرماتے تھے کہ مین کسی کا مرید نہ تھا اور میرے خیال مین تھا کہ حضرت سید صاحبؒ جن بزرگ سے ارشاد
فرماوینگے بیعت کرونگا ایک روز مین نے خواب مین دیکھا کہ حضرت صاحب اپنے مقبرہ کے در پر تشریف فرما ہین
اور مجھسے ارشاد فرمایا کہ مولانا مولوی محمد عبدالرزاق ساکن فرنگی محل سے بیعت کرو مین مقبرہ کے باہر آیا دیکھا
کہ مولانا قدس سرہ نقرہ گھوڑے پر سوار کسی کے انتظار مین کھڑے ہین مجھسے فرمایا کہ مین خادم ہون تعمیل حکم مین
کوشش کرونگا مین خواب سے بیدار ہوا اور مصمم ارادہ کیا کہ حضرت مولانا سے بیعت کرونگا اتفاقاً چند روز کے
بعد حضرت مولانا قدس سرہ بڑے گانون تشریف لائے مین وہین مقیم تھا مجھسے بیعت لی اور فرمایا کہ مین یہان
محض حضرت سید صاحب قدس سرہ کی تعمیل حکم کے لیے آیا تھا الحمد للہ کہ تعمیل ہوگئی اسکے بعد آپ بانسہ شریف
تشریف لے گئے اور وہان قیام فرمایا بموجب ارشاد جناب صاحبزادہ صاحب اس واقعہ کو لکھا ہی۔

خواجہ محمد خلف مولوی محمد زکریا صاحب بیان کرتے تھے کہ بعد انتقال شیخ رحیم علی صاحب تاجر مین بیکار
تین ماہ تک گھر مین رہا کہ حکیم نواب مرزا صاحب نے مجھکو حیدرآباد سے بلایا بوجہ بیکاری مین نے مصمم ارادہ
حیدرآباد جانیکا کیا میری بیوی نے مجھسے کہا کہ حضرت مولانا صاحب تمھارے مکان کے قریب منشی کاظم علی
صاحب کے یہان تشریف لائے ہین تم جاکر حضرت سے حکیم نواب مرزا صاحب کے بلانے کی کیفیت عرض کرو

اور حضرت جیسا ارشاد فرماویں اُنکی تعمیل کرو اُسیوقت مین حضور مین حاضر ہوا اور حکیم نواب مرزا صاحب کا خط پیش کیا حضرت نے تھوڑی دیر تامل فرما کے ارشاد کیا کہ تمھارا آب و دانہ ملک دکن مین نظر نہین آتا مشرق مین تمھارا رزق غیب سے مقرر ہوا ہی مین نے حیدر آباد کا ارادہ فسخ کیا اور جانب مشرق ڈھاکہ گیا وہان پہونچتے ہی ملازم ہو گیا حضرت مولانا کا ارشاد صحیح ہوا۔

سید امیر حسن صاحب موہانی نے مجھسے بیان کیا کہ مین نے عنفوان شباب مین جناب شیر خدا علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب مین دیکھا اور بیعت کی حضور نے چند امور تعلیم فرمائے مین نے اُنکی مزاولت کی جو مہم اور مشکل امر مجھے پیش آتا یازدہ امام رضی اللہ عنہم مین سے ایک حضرت کو مین خواب مین دیکھتا اور اُنکا اسم مبارک مجھے معلوم ہو جاتا اور جسطرح حضرت ارشاد فرماتے دو ایک روز مین وہ مہم اُسی طرح حل ہو جاتی چند روز کے بعد دنیاوی امور مین مشغول ہو گیا اور یہ کیفیت جاتی رہی حضور مین جناب حضرت مولانا محمد عبدالرزاق صاحب قبلہ کے حاضر ہوا اور تمام کیفیت ازابتدا تا انتہا عرض کی حضور نے ارشاد فرمایا کہ بیعت ظاہری اُس شخص سے کہ جسپر اعتماد ہو کر لو مین نے عرض کیا کہ سوائے حضور کے اور کوئی شخص میری نظر مین نہین ہے حضور نے مجھسے بیعت لی اُسوقت سے پھر وہی حالت کہ جو پہلے تھی ہو گئی۔

سید امیر حسن صاحب بیان کرتے ہین کہ میرا لڑکا سید یوسف حسن بعارضہ صرع عرصہ دراز سے مبتلا تھا بہت علاج کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اتفاق سے حضرت مولانا قدس سرہ موہان مین تشریف فرما ہوئے مین نے نورچشم مذکور کے مرض کی پوری کیفیت عرض کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمھارا لڑکا قابل شادی کے ہے عقد کر دو اُسی روز مین نے عقد کا انتظام کیا حضور غریبخانہ پر تشریف لائے اور خطبہ نکاح پڑھا نورچشم مذکور کے سینہ پر حضور نے کچھ پڑھکے ہاتھ پھیرا اُسوقت سے اسوقت تک مرض کا دورہ بفضلہ نہین ہوا اللہ تعالیٰ حضور کی برکت سے عمر دراز کرے اور مراتب اعلیٰ عطا کرے۔

سید امیر حسن صاحب بیان کرتے ہین کہ بندہ ایک جگہ ملازم تھا بوجہ ناتفاقی مزاج مالک مین نے ملازمت ترک کر دی اور دوسری جگہ امیدواری کرنے لگا ایک روز حضرت مولانا کے حضور مین حاضر ہوا حضور نے مجھسے میرا حال دریافت فرمایا مین نے تمام کیفیت عرض کی آپ نے تھوڑے تامل کے بعد ارشاد فرمایا کہ آدھی روٹی اگر میسر ہو تو پوری روٹی کے لیے تگ و دو کرنا بیفائدہ ہی جہان تم پہلے ملازم تھے جاؤ بندہ آقائے قدیم کی خدمت مین گیا اُنھون نے نصف تنخواہ پنشن مقرر کر دی جو اسوقت تک جاری ہے

حضور مولانا نے جیسا ارشاد فرمایا تھا اُسکا ظہور ہوگیا۔
سید امیر حسن صاحب بیان کرتے ہین کہ میرا پوتا صدیق حسن علیل تھا حضرت مولانا قدس سرہٗ موہان ہین تشریف فرما ہوے ہین اُسکو لیکے ہمراہ حضور مین لیگیا اور کیفیت علالت عرض کی حضور نے ارشاد فرمایا کہ لڑکا اچھا ہی میرے قریب لے آؤ ہین قریب لیگیا حضور نے اُسکے سر پراور پیٹ پر ہاتھ پھیرا اُسی وقت سے آثار صحت شروع ہو گئے اور چند روز مین وہ بالکل تندرست ہوگیا ہین جسوقت حضور سے رخصت ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس لڑکے کو مجھے دیدو مین نے عرض کیا کہ حضور کا غلام ہی حضور لیلیں دو سال لڑکا بالکل اچھا رہا جس روز حضرت مولانا کی وفات ہوئی اُسی روز نور چشم مذکور کا بھی انتقال ہوگیا اُسوقت مین سمجھا کہ حضور نے اسوجہ سے نور چشم مذکور کو مانگا تھا
سید امیر حسن صاحب بیان کرتے ہین کہ مین نے حج کا ارادہ کیا اور حضرت مولانا کے حضور مین حاضر ہو کر اجازت چاہی حضور نے فرمایا کہ اپنی والدہ سے اجازت لی ہین نے عرض کیا کہ اُنسے ابتک مین نے تذکرہ نہین کیا ہی حضور نے فرمایا کہ پہلے اپنی والدہ سے اجازت لو مجھے معلوم ہی کہ وہ اپنی زندگی بھر اجازت نہ دینگی اور بغیر اُن کی اجازت کے حج مقبول نہ ہوگا مین والدہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور ہر چند منت وسماجت کی مگر اُنھون نے کسی طرح اجازت نہ دی اور کہا کہ پہلے مجھے دفن کرلو اُسکے بعد تم کو اختیار رہے حضرت مولانا نے جو ارشاد فرمایا تھا اُسیکا ظہور ہوا۔
مولانا ہادی علی خان صاحب بیان کرتے ہین کہ راجہ شیودرشن سنگھ پسر راجہ دھوریرہ انکی ریاست بغاوت مین ضبط ہوگئی تھی چند مواضعات انکی والدہ کو گذارہ مین دئے گئے تھے وہ سیتاپور مین پڑھتے تھے مگر طفولیت سے اُنکو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت تھی اکثر نعتیہ غزلین لوگون سے پڑھوا کر سُنا کرتے تھے ایک دن انھون نے ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ اُنکی محبت دل مین پیدا ہوگئی بہت پریشان ہوے کہ یہ کون بزرگ ہین انکا نام ونشان نہین معلوم جو اُن سے ملون اتفاقاً راجہ صاحب لکھنؤ آئے رکاب گنج کی سڑک پر جا رہے تھے حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز حافظ غلامی صاحب کے مکان کے سامنے ڈولی مین بیٹھے ہوے چار نوش فرما رہے تھے راجہ صاحب کی نظر پڑی پہچان لیا کہ آپ ہی کو خواب مین دیکھا تھا آپ سے ملے مصافی کیا اور بکمال محبت واعتقاد طریقہ اسلام کی پابندی کی اور اکثر حضور مین حضرت مولانا قدس سرہٗ کے حاضر ہونے لگے لیکن اپنے

اسلام کو اپنی قوم پر ظاہر نہین کیا اُنکی جوار مین ایک ٹھکرائن رئیسہ تھین اُن کی دو لڑکیان تھین ایک کی
شادی راجہ صاحب کے بھائی کے ساتھ ہوئی تھی راجہ صاحب کی خواہش تھی کہ دوسری لڑکی کا عقد
میرے ساتھ ہو نکاح کا پیام دیا راجہ صاحب کی برادری کے لوگ راجہ صاحب کے اطوار اور اوضاع سے
سمجھتے تھے کہ یہ حقیقت مین مسلمان ہو گئے ہین مگر اپنے کو ہندو ظاہر کرتے تھے کیونکہ غیر مذبوح گوشت نہین
کھاتے زنّار نہین پہنتے اور بت پرستی سے نفرت رکھتے تھے اسیوجہ سے اُن لوگون نے رخنہ اندازی کی اور
ٹھکرائن نے نکاح کرنے سے انکار کر دیا راجہ صاحب نے قاضی باقر حسین صاحب کہ جو حضرت کے مرید تھے
اُن کی معرفت مجھے پیام دیا کہ تم حضرت مولانا سے عرض کرو کہ ٹھکرائن کے یہان میرا نکاح ہو جاوے
حضرت مولانا قدس سرہٗ بارھوین ربیع الاول کو میرے یہان سرائے معالیخان مین میلاد شریف پڑھتے تھے
کہ ایک مرتبہ بعد مغرب مسجد مین پورب طرف مُنھ کرکے بیٹھے اُسوقت تبرکات جناب رسالت آب صلی اللہ
علیہ وسلم پورب کی سمت مین تھے جناب مولانا عبدالباسط صاحب حضرت کے سامنے بیٹھے تھے آپ نے فرمایا
میان عبدالباسط نماز کے وقت تبرکات کی طرف پیٹھ ہوتی ہے یہ کیسا ہے اُنھون نے عرض کیا کہ کراہت
ضرور ہے حضرت نے فرمایا ہان بھائی تم مولوی ہو کراہت سمجھو ہماری تو نماز ہی نہین ہوتی ہے اگر یہ تبرکات
پچھم کی طرف رہتے تو اچھا ہوتا مجھکو حضرت مولانا قدس سرہٗ کا یہ ارشاد فرمانا خیال تھا مینے قاضی باقر حسین
صاحب سے کہا کہ اگر راجہ صاحب یہ نیت کرلین کہ تبرکات کے واسطے مکان بنوا دینگے تو مین حضرت کی خدمت
مین عرض کرون قاضی صاحب نے کہا کہ راجہ صاحب ضرور مکان بنوا دینگے مین سیتاپور سے اسی کام کے لیے
لکھنؤ آیا اور حضرت مولانا قدس سرہٗ سے سرائے معالیخان کی سڑک پر جناب امین الدین خان صاحب کے
مکان کے متصل ملازمت حاصل ہوئی مین نے عرض کیا کہ حضور سوار ہوکے تشریف لئے جاتے ہین مجھے
کچھ عرض کرنا ہے حضرت نے کہارون کو حکم دیا کہ ڈولی رکھدو اور تم علٰحدہ ہو جاؤ مین نے حضور مین عرض
کیا کہ راجہ صاحب کی خواہش ہے کہ اگر اُنکی شادی ٹھکرائن کی لڑکی سے ہو جاے تو وہ آثار تشریف
کے لیے جسطرف حضور نے ارشاد فرمایا ہے مکان بنوا دین حضور بہت خوش ہوے اور فرمایا کہ نیت
اچھی ہے اُن کو میرے پاس بھیجدو مین نے راجہ صاحب کو اطلاع دی وہ فوراً حضور مین حاضر ہوے
اور عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ بیعت حضور سے کرون اور اپنے اسلام کو ظاہر کردون حضرت نے
ارشاد فرمایا کہ جاؤ پہلے شادی کرلو پھر دیکھا جاویگا وہ پلٹ کر گئے جب مکان پر پہونچے تو معلوم ہوا کہ

ٹھکرائین مذکور راجہ صاحب کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کرنے پر راضی ہین ہر چند اُن کے ہم قومون
نے ٹھکرائن سے کہا کہ راجہ صاحب مسلمان ہین انکے ساتھ شادی نہ کرو مگر ٹھکرائن نے نہ مانا اور کہا
کہ چاہے راجہ صاحب مسلمان ہوگئے ہون مین اپنی لڑکی کا نکاح انھین کے ساتھ کرونگی غرضکہ
راجہ صاحب کی شادی حسب خواہش ہوگئی بعد شادی کے راجہ صاحب نے آثار شریف کے مکان کی
تعمیر کے لیے روپیہ میرے پاس بھیجدیا مین وہ روپیہ لیکر حضرت مولانا کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض
کیا کہ راجہ صاحب کی خواہش پوری ہوگئی اُنھون نے اپنی نیت کے موافق یہ روپیہ بھیجا ہی حضرت نے
وہ روپیہ مجھے مرحمت فرمایا کہ جاکر تعمیر شروع کرادو۔

حضرت مولانا نے راجہ صاحب کا نام شیر محمد خان رکھا تھا تھوڑے زمانہ کے بعد راجہ صاحب بعارضہ
چیچک علیل ہوے اور حالت خراب ہوئی اُنکی والدہ نے علالت کی کیفیت سنی بغرض عیادت راجہ صاحب
اپنے گھر سے روانہ ہوئین راجہ صاحب کو جب یہ معلوم ہوا تو اُنھون نے اپنے قدیم رفیق شیخ منور علی
صاحب سے کہا کہ رانی صاحبہ آرہی ہین اب تم سے ملاقات نہو سکیگی مین اس مرض سے جانبر نہ ہونگا
بلاشبہہ یہ مرض مرض الموت ہی جب میرا وقت آخر ہو تو تم میلاد شریف شروع کرکے ختم کرنا رانی صاحبہ
آئین اور اُنھون نے چاہا کہ موافق رسم ہنود برہمنون کو بلاکر پوجا پاٹ کراوین لیکن راجہ صاحب نے
اسکو کسیطرح نہین مانا اور برہمنون کو اپنے سامنے آنے کی اجازت نہین دی۔

نزع کے وقت راجہ صاحب ذکر نفی و اثبات مین مشغول تھے شیخ منور علی صاحب کہتے تھے کہ مین نے
راجہ صاحب کے بھائی سے عرض کیا کہ راجہ صاحب نے کہا تھا کہ نزع کے وقت میلاد شریف پڑھنا
اُنھون نے کہا کہ بہتر ہی مین نے میلاد شریف پڑھنا شروع کیا راجہ صاحب سنتے رہے جب وقت ذکر ولادت
آیا تو مین نے قیام کیا اُسی حالت مین راجہ صاحب نے انتقال کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قاضی باقر حسین صاحب بیان کرتے تھے کہ جس روز راجہ صاحب نے انتقال کیا غسل کیا اور کہا کہ
اب میرے پاس کوئی نہ آوے تھوڑی دیر کے بعد راجہ صاحب کے بھائی آے اور اُنھون نے راجہ صاحب
کو مردہ پایا تجویز ہوئی کہ مطابق رسم اہل ہنود کے غسل دیا جاے رانی صاحبہ نے شیخ منور علی صاحب
کو بلاکر کہا کہ راجہ مرحوم کو شرم اور حیا بہت تھی ایسا نہ ہو کہ ستر عورت کا خیال نہ رہے لہذا تم اپنے
سامنے غسل دلواؤ شیخصاحب نے مطابق رسم اسلام غسل دلایا اور کفن پہنایا راجہ صاحب کے

بھائی نے موافق میرے کہنے کے غسل دیا لاش جلانے کے لیے لکڑی جمع تھی پنڈتون نے کہا کہ چیچک کے
مرض مین انتقال ہوا ہی لہذا دفن کرنا بہتر ہی جلانا اچھا نہین ہی اُسی وقت موضع کفارہ مین کہ جو دریا
کی طرف پر فضا مقام تھا اور راجہ صاحب مرحوم اُس مقام کو بہت پسند کرتے تھے اور ہمیشہ وہان جا کر بیٹھتے تھے
اور کہتے تھے کہ یہ مقام روح کو فرحت دیتا ہی قبر کھودی گئی اور اُسمین سبھون نے لاش کو دفن کیا جب سب روانہ
ہو گئے تو شیخ منور علی صاحب نے چالیس آدمیون کے ساتھ قبر پر نماز پڑھی۔ دوسرے روز شیخ منور علی صاحب
راجہ صاحب کی قبر کے قریب بیٹھے تھے کریم خدمتگار اور ایک برہمن قبر سے تھوڑے فاصلہ پر کھڑے تھے راجہ صاحب
کی قبر پر بیلے کے پھول پڑے ہوے تھے شیخصاحب نے دیکھا کہ پھولون کے قریب ایک سوراخ ہی اور ایک
جانور سرخ رنگ کا بشکل موش نہایت خوبصورت سوراخ سے باہر آتا ہی اور پھولون کو قبر کے اندر لیجاتا ہی
یہانتک کہ تمام پھول لیگیا جو مسلمان راجہ صاحب کی قبر پر فاتحہ پڑھنے آتا تھا وہ پھول چڑھاتا تھا ہندؤن
نے یہ کیفیت رانی صاحب سے بیان کی اور کہا کہ راجہ صاحب کی قبر پر ہمارے دین کے خلاف لوگ کوئی بات
نہ کرین رانی صاحب نے وہان ہندؤن کا پہرہ مقرر کر دیا اور حکم دیا کہ کوئی مسلمان راجہ صاحب کی قبر کے
قریب نہ جائے جو ہندو پہرہ پر تھے اُنھون نے دیکھا کہ ایک بزرگ صاحب ہیبت و جلال ایک عصا ہاتھ مین
لیے ہوئے راجہ صاحب کی قبر پر تشریف لائے اور قریب قبر کے کھڑے ہو کر کچھ پڑھا اُن کی ہیبت ایسی تھی
کہ کسی کو کچھ کہنے کی جرأت نہ ہوئی اُسی روز رانی صاحب نے راجہ صاحب کو خواب مین دیکھا کہ راجہ صاحب
کہتے ہین کہ تمکو مجھے تکلیف پہونچانے سے کیا فائدہ ہی کہ لوگون کو تمنے پھول چڑھانے سے منع کر دیا رانی صاحب
جب بیدار ہوئین تو اُنھون نے فوراً حکم دیا کہ راجہ صاحب کی قبر پر پھول چڑھانے کو کوئی نہ روکے۔ چند روز کے
بعد برادری کے راجگان رانی صاحبہ کے پاس بغرض تعزیت آئے اور کہا کہ ہماری قوم مین کوئی دفن نہین
کیا گیا تمنے یہ طریقہ خلاف کیا لاش کو نکلوا کر جلوانا مناسب ہی بعض لوگون نے اسکی مخالفت کی راجہ
ملاپور نے بنارس کے پنڈتون سے استفسار کیا اُنھون نے جواب دیا کہ جو لاش تین روز جلائی نہ جاوے
اور دفن کر دیجائے اُسکو قبر سے نکالکر جلانا گناہ ہی راجہ ملاپور نے یہ تحریر پنڈتون کی راجہ عیسی نگر کے
پاس بھیجدی راجہ عیسی نگر وغیرہ نے تحریر مذکور پر عمل نہین کیا پچیس چھکڑے خشک لکڑی اور اُسی کے
بقدر گھی اُسپر ڈالکر جلائی گئی راجہ صاحب کی لاش کو قبر سے نکالکر دیکھا گیا تو وہ بالکل صحیح و سالم تھی اور
راجہ کے سینہ پر پھول رکھے ہوے تھے اسی طریقہ سے لاش کو آگ مین رکھا گیا اور آگ کو خوب روشن کیا

دوپہر سے شام تک آگ جلتی رہی اسکے بعد لکڑی جلکر راکھ ہوگئی تمام لوگ اُسکے قریب آئے اور دیکھا کہ لاش مع کفن کے اسیطرح رکھی ہے جلی نہین گھٹون کے نیچے کفن اور دونون پیر لاش کے جلے ہین اس واقعہ سے چند لوگ ڈرے اور چند لوگ متعجب ہوئے اور کہا کہ لاش کو بدستور دفن کردیا جائے شیخ منور علی نے دوسرا کفن پہنا کر لاش کو دفن کیا۔ قاضی باقر حسین صاحب بیان کرتے تھے کہ مین بیس روز کے بعد راجہ صاحب مرحوم کی قبر پر گیا فاتحہ پڑھا مجھے اُسوقت بہت تکلیف ہوئی گریہ کو ضبط کرکے بیٹھ گیا اور غنودگی آگئی مین نے دیکھا کہ راجہ صاحب مغرب کی طرف منھ کئے ہین اور حضرت مولانا قدس سرہٗ مشرق کی طرف سر کئے ہوئے راجہ صاحب کے دونون پیرون کو بائین ہاتھ سے پکڑے اپنے سینہ سے لگائے ہین مجھکو گونہ تسکین ہوئی مین نے حضرت مولانا سے عرض کیا کہ یہ کیا حالت ہے آپ نے فرمایا کہ پھر کہونگا مین نے چاہا کہ راجہ صاحب سے باتین کرون کہ میرے آدمی نے آواز دی کہ دیر ہورہی ہے چلئے مین ہوش مین آگیا اور آدمی کا یہ فعل بہت ناگوار ہوا وہان سے روانہ ہوکر مین شیخ منور علی صاحب کے پاس گیا اور تمام کیفیت اُن سے بیان کی تو انہون نے کہا کہ اِس کیفیت کو کسی سے نہ کہنا بعد چند روز کے مین لکھنؤ آیا اور حضرت مولانا کے حضور مین حاضر ہوا تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے مجھسے فرمایا کہ استفسار کی کیا ضرورت ہے اور تعجب کا کیا مقام ہے دوست وہی ہے جو دوست کے رنج اور راحت مین شریک ہو۔ راجہ صاحب جنتی ہین ہمکو رازداری مناسب ہے۔

راجہ صاحب کے انتقال کے بعد ایک روز حضرت مولانا قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ راجہ مرحوم مرد معقول قابل ملاقات تھے مجھسے ہر روز ایک مرتبہ ملاقات کرتے تھے۔ حضرت مولانا نے جس ملاقات کا ذکر فرمایا یہ ظاہری ملاقات نہ تھی کیونکہ راجہ صاحب اپنے مکان پر رہتے تھے کبھی کبھی لکھنؤ آتے اور حضرت مولانا کے حضور مین حاضر ہوتے امید قوی ہے کہ حضرت مولانا قدس سرہٗ اسیطرح ہم وابستگان کے حال پر زندگی مین اور مرنیکے بعد متوجہ رہینگے۔ حضرت مولانا قدس سرہٗ نے راجہ صاحب کے انتقال کے بعد تخلیہ کرکے نماز پڑھی تھی۔

مولوی ہادی علی خانصاحب بیان کرتے ہین کہ نواب محمد یعقوب خانصاحب خلف اکبر نواب شرف الدولہ بہادر مرحوم بہت آزاد منش تھے اور اُنکے مزاج مین مذاق بہت تھا حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز کے متعلق کلمات مذاقیہ کہا کرتے تھے اُنکے اعزہ کہ جنکو حضرت مولانا سے کمال عقیدت تھی اس حرکت سے بہت رنجیدہ ہوتے تھے ایک روز وارث علیخان صاحب کے یہان میلاد شریف تھا حضرت مولانا میلاد شریف بیان فرما رہے تھے اتفاقًا نواب محمد یعقوب خانصاحب محفل مین آئے اور حضرت مولانا کے سامنے

بیٹھ گئے اور بیان سننے لگے اسقدر متاثر ہوئے کہ رونے لگے اور بہت دیر تک روتے رہے بعد ختم
میلاد شریف نواب محمد یعقوب خانصاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ جناب مولانا صاحب نے بیان مین جو شعر
پڑھا تھا وہ مجھے یاد نہین ہے اگر آپ کو یاد ہو تو پڑھیے مین نے پڑھا وہ شعر یہ تھا خوشتر آن باشد کہ سر
دلبران + گفتہ آید در حدیث دیگران + نواب صاحب نے اِس شعر کو یاد کر لیا اور اکثر جگہ محفلون مین
شریک ہو کر حضرت مولانا کا بیان نہایت شوق و ذوق سے سنتے چندروز کے بعد نواب صاحب بعارضۂ
خناق علیل ہوئے مرض مین بہت شدت ہوئی اُسی حالت مین نواب صاحب نے خود محفل میلاد شریف
منعقد کی اور مجھسے ذکر شریف بیان کرایا خود نواب صاحب باوجود انتہائے ضعف و شدت مرض کے تکیہ پر
ٹیک لگائے بیٹھے رہے اور اول سے آخر تک ذکر شریف سنتے رہے اور روئے اور قیام بھی کیا نواب صاحب
نے حکیم کا علاج کیا مگر اُنھون نے ٹھیک مرض کی تشخیص نہ کی علاج مخالف ہوا اور مرض مین بہت شدت
ہو گئی حضرت مولانا قدس سرہٗ نواب صاحب کی عیادت کو تشریف لے گئے اور نواب صاحب کی حالت کو
دیکھکر آپنے فرمایا کہ علاج خلاف ہو رہا ہے یہ مرض خناق ہے مواد جمع ہو گیا ہے اب علاج دشوار ہے شافی
حقیقی اگر مواد کو باہر کی طرف نکالدے تو امید صحت کی ہے ورنہ تردد سے خالی نہین غرضکہ رات کو دنبل
خناق ٹوٹا تھوڑا سا مواد باہر نکلا اور باقی پیٹ کے اندر گیا نواب صاحب نے اسوقت کچھ کلام کیا
جس سے لوگون کو اطمینان ہوا کہ اب صحت کی امید ہے نواب صاحب نے سب سے کہا کہ میرا وقت آخر ہے
اعزہ نے کہا کہ آپ یہ کیا فرماتے ہین انشاء اللہ صحت ہو جائیگی نواب صاحب نے کہا کہ کل دیکھا جائیگا کہ
مین سچا ہون یا تم آدھی رات کے بعد نواب صاحب نے نعیم خانصاحب سے کہا کہ حضرت مولانا کو بلا لاؤ
مین بیعت کراون خانصاحب متردد ہوئے اور کہا کہ اسوقت حضرت مولانا کو تشریف لانے مین دقت ہوگی
مگر مین جاتا ہون اور لاتا ہون تھوڑی دیر کے بعد نواب صاحب نے فرمایا کہ اب آپکے جانیکی ضرورت نہین ہے مین نے
حضرت مولانا سے روحانی بیعت کر لی اور حضرت نے مجھے زمرۂ مریدان مین داخل فرما لیا الحمد للہ
میرا خاتمہ اچھا کیا نواب صاحب نے فرمایا کہ جو خواہش میرے دل مین آوے اللہ جلشانہ اُسکو پورا کریگا
اسوقت تو یہی تمنا ہے کہ اللہ جلشانہ اپنے حبیب کریم کی محبت دے اور زیارت نصیب کرے پھر نواب صاحب
غافل ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوئے اور فرمایا کہ محمد نعیم خانصاحب الحمد للہ کہ مجھکو زیارت
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوئی جسطرح میرا خاتمہ اللہ جلشانہ نے بخیر کیا اسیطرح ہر مسلمان کا خاتمہ

بخیر کرے دیکھو کہ میرے جسم سے خوشبو آتی ہے حضرت مولانا کی بیعت اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی برکت تھی - اسی قسم کی باتیں کرکے تھوڑی دیر کے بعد نواب صاحب نے انتقال کیا۔
یہ فقط حضرت مولانا کی توجہ کا اثر تھا کہ اللہ جل شانہ نے اُنکا خاتمہ بخیر کیا۔

جناب مولوی ہادی علیخاں صاحب فرماتے ہیں کہ مجھکو ابتدائے عمر میں میلاد شریف پڑھنے کا شوق تھا مگر اپنے گھر ہی میں پڑھتا تھا سوائے میرے گھر والوں کے اور کسی کو اسکا علم نہ تھا کہ میں میلاد شریف پڑھتا ہوں بعد بارھویں شریف کے ایک دن حضرت مولانا رضی اللہ عنہ نے صبح کے وقت مجھے طلب فرمایا میں علی الصباح حاضر ہوا سواری آپ کی تیار تھی خود گھر میں تشریف رکھتے تھے دروازہ پر لوگ کھڑے ہوئے تھے تھوڑی دیر میں حضرت برآمد ہوئے میں نے سلام کیا اور مصافحہ کیا آپ نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ آج دھوکے سے دو وعدہ ایک وقت کے ہوگئے ایک وقت میں دو جگہ نہیں جا سکتا ایک شخص ارادت نگر کے رہنے والے پاس کھڑے ہوئے تھے اُن سے میری طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ انکو لیجاؤ یہ وہی بیان کرینگے جو میں کرتا ہوں اور مجکو حکم دیا کہ ان کے ساتھ چلے جاؤ چنانچہ میں اُنکے ساتھ اُنکے مکان پر گیا محفل جمع تھی جو کی پر میں بتعمیل حکم میں بیٹھ گیا میں نے کبھی مجمع میں باہر پڑھا نہ تھا تردد ضرور تھا مگر میں نے حضرت مولانا کی طرف توجہ کی اور میلاد شریف شروع کر دیا یہ میرا پہلا بیان تھا جو باہر لوگوں نے سنا اُسیوقت سے لوگوں نے وعدہ لینا شروع کردیا چنانچہ بہت کثرت سے لوگوں کے یہاں پڑھتا رہا اور ابتک یہ سلسلہ جاری ہے یہ محض فیضان حضرت مولانا کا تھا اور اب بھی اُنھیں کی توجہ اور فیض کا اثر ہے جو کچھ میں بیان کرتا ہوں یہ فقط حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز کا فیض ہے اور آپ کی جلی کرامت ہے ورنہ میں خود اس لائق نہ تھا۔

حضرت مولانا شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی فرماتے تھے کہ جس زمانہ میں میں فرنگی محل میں طالبعلمی کرتا تھا اور مسجد ملا معین میں قیام تھا میرے ایک دوست میری ملاقات کے لیے شاہجہانپور سے آئے اور میرے پاس قیام کیا اُنھوں نے کسی درویش سے ایک عمل پڑھنے کی اجازت لی تھی مگر بے احتیاطی کی وجہ سے اُن کو رجعت ہوگئی مختلف عاملوں سے وہ ملے اور اپنی کیفیت بیان کی اور اُن کی تعلیم کے مطابق عمل کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا مجبوراً میرے پاس آئے اور اپنی کیفیت بیان کی میں اُن کو اپنے ہمراہ لیکر حضرت مولانا قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت بغیر انکی کیفیت سُنے ہوئے دیر تک عمل کے پڑھنے اور رجعت سے نجات پانے کے تذکرہ فرماتے رہے اس اثنا میں اُنکا مطلب حل ہوگیا اور رجعت دور ہوگئی غرض حال

کی بھی نوبت نہین آئی ہے۔

حضرت مولانا ممدوح فرماتے تھے کہ ایک شخص بندیل کھنڈ کے رہنے والے جناب مولانا مولوی محمد عبد الحی رحمہ اللہ کے وعظ مین مجھسے ملے بعد وعظ اُنھون نے چند امور جناب مولانا سے دریافت کئے مولانا نے اُنکو جوابات دے مگر اُنکو تسکین نہ ہوئی اُن صاحب کو مین اپنے ہمراہ مسجد مین جہان مین رہتا تھا لایا بعد گفتگو مجھے معلوم ہوا کہ ان کو تصوف سے دلچسپی ہی لیکن اُنھون نے جو کچھ حاصل کیا تھا وہ ہندو جوگیون سے اسی وجہ سے قلب مین سوزش تھی جس سے اُنکو تکلیف تھی مگر اُن کو کوئی ذریعہ اپنی سوزش کے دفع کرنیکا نہین ملتا تھا اور جو ذوق حاصل ہو چکا تھا اُسکو چھوڑنا بھی نہین چاہتے تھے حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سُنکر اُنکی خدمت مین حاضر ہوئے اور چند روز قیام بھی کیا مگر اُنکو تسکین نہ ہوئی ناکام واپس آئے مین نے اُنکی کیفیت سنکر اور حالت کا اندازہ کرکے حضرت مولانا قدس سرہٗ کے حضور مین لے گیا حضرت نے سب حضار مجلس کو علیحدہ کرکے تخلیہ مین فرمایا کہ میان پانی اگرچہ طاہر ہوتا ہی لیکن نجس یا ناپاک برتن سے نکالا جاے تو نجس ہی جو کیفیت کہ اُنکو حاصل ہوئی وہ ٹھیک ہی مگر چونکہ وہ کفار سے حاصل ہوئی اسلیے اُسمین ظلمت ہی اسکے بعد حضرت مولانا قدس سرہٗ نے انکے لحاظ سے خاص طریقہ کی تعلیم دی فرمایا صلے اللہ علیك یا محمد کا پاس انفاس کرو یہ خیال کرکے کہ ذات الٰہی سے لحاظ عالم باطن وغیب کا ہو اور ذات محمد سے لحاظ عالم ظاہر کا ہو مگر یہ لحاظ پیش نظر رکھنا ضروری ہی کہ ظاہر و باطن ایک ہی۔ اُن بزرگ سے چھ مہینہ کے بعد مجھسے پھر ملاقات ہوئی بہت زائد مشکور و ممنون تھے اور حضرت مولانا کے حضور مین حاضر ہوکر بیحد شکریہ ادا کیا۔

حضرت مولانا ممدوح فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا قدس سرہٗ کے حضور مین حاضر ہوا اکثر ذکر کرنیوالونکو قبض اور بسط ہوتا ہی اُس زمانہ مین مجھے قبض تھا مین نے حضرت مولانا سے اسکی شکایت کی ارشاد فرمایا کہ اسکا خیال رکھو کہ جہانسے قبض ہوتا ہی وہین سے بسط بھی ہوتا ہی ہر ادا عاشق کی معشوق کو محبوب ہوتی ہے قبض بھی مثل بسط کے محبوب ہوتا ہی اس خیال کے بعد قبض مین کمی ہوئی اسکے بعد مین اپنے وطن الہ آباد گیا وہان قبض کی شکایت ایسی سخت اور تکلیف دہ ہوئی کہ اُس تکلیف سے اپنی ہلاکی کو بہتر جانتا تھا مجبوراً حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز کے حضور مین عریضہ لکھنا شروع کیا اور ارادہ کیا کہ میرے بھائی مولوی محمد ابراہیم صاحب لکھنؤ جانیوالے ہین اُنکے ذریعہ سے عریضہ

حضرت مولوی محمد عبد الوہاب صاحب کی خدمت مین بھیجونگا کہ میرا عریضہ مولوی صاحب ممدوح حضرت مولانا کے حضور مین پیش کرکے جو جواب ارشاد فرماوین اُس سے مجھے اطلاع دین مولوی محمد ابراہیم صاحب کی روانگی تک عریضہ تمام نہین ہوا مین نے مولوی محمد ابراہیم صاحب سے زبانی کہدیا کہ حضرت مولانا محمد عبد الوہاب صاحب سے عرض کردینا کہ عنقریب مین ایک عریضہ ارسال کرونگا اُسکو حضرت مولانا کے حضور مین پیش کردینگے اور جو جواب ارشاد ہوگا اس سے مجھے مطلع کرینگے مولوی محمد ابراہیم صاحب روانہ ہوگئے اسکے بعد عریضہ تمام ہوا بھیجنے کی نوبت نہین آئی تھی کہ مین نے حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز کو خواب مین دیکھا ارشاد فرمایا کہ میان ایسے امور خط مین لکھنے کے نہین ہوتے ہین اور طریقہ اسم ذات کا تعلیم فرمایا اس عمل سے تسکین ہوگئی۔

حضرت مولانا ممدوح فرماتے تھے کہ بعد انتقال حضرت مولانا قدس سرہ مین نے خواب مین دیکھا کہ حضرت مولانا قدس سرہٗ سبز رنگ کی عبا جسمین سبز بوٹے تھے پہنے ہوئے ہین اور اسمین گریبان سے دامن تک اسم ذات اللہ منقوش ہی مین نے عرض کیا کہ حضور والا اس عالم سے انتقال فرما گئے ارشاد فرمایا کہ عاشق مرتا نہین اسکے بعد عشق اور محبت کے متعلق بیان فرمائے وہ سب مجھے یاد نہین رہے مین نے عرض کیا کہ شیخ نے ذکر کیا ہے کہ رد شرک شرک ہی اسکا کیا مطلب فرمایا کہ میان غیر حق عدم محض ہی اور ثبوت کی چند قسمین ہین ثبوت لحاظی۔ ثبوت ذہنی۔ ثبوت خارجی۔ ثبوت خطی۔ ثبوت لفظی غیر حق کو کسی ثبوت سے تعلق نہین ہی اور شرک مین خواہ مخواہ کوئی قسم ثبوت کی درکار ہی اسکے بعد مین نے عرض کیا کہ حضرت بندہ اسم ذات کا کہ مفہوم ھُو سے تعبیر کیا جاتا ہی شغل کرتا ہی اسکی کیفیت پیدا نہین ہوتی ہی اسم جامع یعنی اللہ کے شغل سے ذوق رکھتا ہون ارشاد فرمایا کہ جسقدر اسم جامع مورث ذوق کا ہی اُسقدر ھُو کو مناسبت اطلاق بحت سے نہین ہی اسی وجہ سے جیسا چاہیے ویسا ذوق نہین ہوتا ہی اس درمیان مین مولوی احمد سعید صاحب کا ذکر آگیا اسکے بعد حضرت مولانا قدس سرہٗ نے مجھسے فرمایا کہ تمکو حضرت شیخ احمد عبد الحق قدس سرہ کے سپرد کرتا ہون مجھکو مزار کے قریب لیگئے اُس جگہ بجز کچی قبر کے اور کچھ نہین تھا اُس وقت حضرت مولانا قدس سرہٗ نے دعا فرمائی جس سے بیحد رقت طاری ہوئی اسی حالت مین بیدار ہوگیا۔

حضرت مولانا ممدوح فرماتے تھے کہ مولوی شکر اللہ صاحب الہ آبادی حضرت مولانا قدس سرہٗ کی زیارت کے لیے لکھنؤ آئے اُنکو حضرت مولانا کے بیان سننے کا بہت شوق تھا مگر افسوس تھا کہ ربیع الاول کی

مہینہ جسمین حضرت مولانا بیان فرماتے تھے نہ تھا جس وقت مولوی صاحب ممدوح حضرت مولانا کی خدمت مین حاضر ہوئے تو حضرت کھٹولہ پر تشریف فرما تھے اور میانہ رکھا ہوا تھا غالبًا کہین تشریف لئے جارہے تھے بعد مصافحہ بلا کچھ عرض کئے ہوئے حضرت مولانا نے خود سے تقریر بطور وعظ کے شروع کی تھوڑی دیر کے بعد مولوی صاحب ممدوح سے فرمایا میان یہی مین میلاد شریف مین بیان کرتا ہون الحمد للہ حاضرین کے خطرہ پر کیا واقفیت حضور کو تھی۔

حاجی شیخ امان علی صاحب بیان کرتے تھے کہ جس وقت میرا مصمم ارادہ حج کے لیے ہوا تو حضرت مولانا قدس سرہٗ کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور کو معلوم ہی ہے مین حضرت مولانا مولوی حافظ محمد عبدالوالی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کا مرید ہون چونکہ حج کے لیے جارہا ہون اسلیئے میری خواہش ہے کہ حضور کے دست مبارک پر تجدید بیعت کرون آپ نے ارشاد فرمایا کہ تجدید بیعت کی حاجت نہین بیعت سابقہ کافی ہے مین نے بہت اصرار کیا اور عرض کیا کہ حضور میری دلی خواہش ہے کہ حضور کے دست مبارک پر تجدید بیعت کرون میرے اصرار سے حضور نے منظور فرمالیا ارشاد فرمایا کہ دو رکعت نفل کی پڑھو اسکے بعد میرے ہاتھون کو اپنے دست مبارک سے پکڑا اور فرمایا کہ یہ ہاتھ وہی ہاتھ ہے اور یہ بیعت وہی پہلی بیعت ہے بعد تجدید بیعت مین نے چند روز مین سامان سفر درست کیا اور چلتے وقت حضور کی خدمت مین رخصت ہونے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور کچھ ارشاد فرمادین آپ نے فرمایا کہ حضرت پیر و مرشد قدس اللہ سرہ العزیز کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر بیت اللہ شریف کے ارادہ سے روانہ ہوجانا پھر مکان نہ جانا اور جب حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضر ہونا تو میری جانب سے بعد سلام عرض کرنا کہ تمنا رکھتا ہون کہ ان آنکھون کو شرف زیارت سے سرفرازی ہو اس کے بعد حضور نے مجھے رخصت کیا حسب ارشاد حضور پیر و مرشد قدس اللہ سرہ العزیز کے مزار پر حاضر ہو کر بیت اللہ شریف کے ارادہ سے روانہ ہوگیا بعد طے کرنے منازل اور مراحل کے مکۂ معظمہ پہونچ گیا نوین ذی الحجہ کو عرفات مین حاضر ہوا عصر کے قریب حضرت مولانا قدس سرہٗ کو حاجیون کے غول مین دیکھا اسوقت کچھ ترشح ہورہا تھا ہر چند کوشش کی مگر قدمبوس نہ ہوسکا بعد حج مکۂ معظمہ مین میزاب کے نیچے نماز پڑھ رہا تھا ایک شخص نے مجھسے کہا کہ مین محفل میلاد شریف مین جارہا ہون تم بھی چلو نماز تمام کرکے اُن صاحب کے ہمراہ مین محفل میلاد شریف مین حاضر ہوا دیکھا کہ میلاد شریف ختم ہوگیا اور حضرت مولانا قدس سرہٗ بیان

میلاد شریف سے فارغ ہو گئے ہین حاضرین نے حضرت مولانا قدس سرہٗ سے مصافحہ کرنا شروع کیا
مین بھی قریب پہونچ گیا تسلیم عرض کی جواب مین نہ سن سکا مصافحہ کے لیے مین نے ہاتھ بڑھایا
حضور نے مصافحہ کیا اسکے بعد مین نے دیکھا کہ حضرت پیرومرشد مولانا مولوی حافظ محمد عبدالوالی صاحب
قدس سرہٗ اپنی مخملی جوتون کو سیدھا کر رہے ہین مین نے آگے بڑھکر جوتہ درست کر دیے حضور نے
جوتہ پہنے اور روانہ ہوے مین بھی پیچھے پیچھے ہمراہ ہو لیا جب حضور دروازہ سے باہر نکلے تو دیکھا کہ
مُلھو کہار ڈولی لیے بیٹھا ہے حضور اسپر سوار ہو کر روانہ ہو گئے مین بھی ہمراہ رکاب ہو لیا تھوڑی دور
چلنے کے بعد حضور نے فرمایا کہ امان علی ایک مرتبہ بیعت کرنے کے بعد دوبارہ اگر چاہو تو بیعت
کر سکتے ہو اسکے بعد دیکھا کہ راستہ مسدود ہے اور ایک مکان عالیشان مقفل ہے اور حضور میری
نگاہون سے پوشیدہ ہو گئے مین سخت پریشان ہوا کہ حضور کہان تشریف لے گئے تھوڑی دیر
کے بعد دیکھا کہ حضرت ممدوح آگے آگے جارہے ہین اور مین حضور کے پیچھے ہون کہ ایک دروازہ
ملا مین اُسکے اندر داخل ہوا اور اپنے کو میزاب کے نیچے پایا۔

اسکے بعد مین قافلہ کے ہمراہ مدینۂ منورہ حاضر ہوا اور جو کچھ حضرت مولانا نے فرمایا تھا وہ روضۂ اقدس پر
حاضر ہو کر عرض کیا چند روز قیام کے بعد ہمراہ قافلہ مکۂ معظمہ واپس آیا ایک روز مین مقام ابراہیم
مین حاضر تھا مین نے دیکھا کہ حضرت مولانا بڑی مسجد مین تشریف رکھتے ہین مین نے بعد تسلیم عرض
کیا کہ حضرت میرے پیرومرشد کہان تشریف رکھتے ہین اشارہ سے فرمایا کہ اُس جگہ تشریف رکھتے ہین
مین نے دیکھا کہ ایک دروازہ عالیشان بند ہے مین نے دروازہ کو کھولا دیکھا کہ حضرت پیرومرشد
مسند پر تشریف رکھتے ہین مین نے تسلیم عرض کی فرمایا کہ نماز کے لئے چلنا چاہیے مین نے عرض کیا
کہ وضو کر کے حاضر ہوتا ہون مین وضو کرنے کے لیے روانہ ہوا اپنے کو مقام ابراہیم مین پایا یہ تمام
امور مین نے حالت بیداری مین دیکھے سونے کی حالت مین نہین دیکھے مجھے خیال ہوا کہ مین اب
یہین قیام کرون وطن نہ جاؤن ایک روز جس مکان مین میرا قیام تھا اسمین دیوار سے تکیہ
لگائے بیٹھا تھا دیکھا کہ حضرت مولانا اُسی بڑے دروازہ سے جہان حضرت پیرومرشد تشریف
رکھتے تھے تشریف لائے مین نے تسلیم عرض کی اور حضرت پیرومرشد کے قیام کے متعلق دریافت کیا
آپنے فرمایا کہ اس مکان مین تشریف رکھتے ہین وہان جاؤ مین اُس مکان مین گیا اور

دروازہ پر دستک دی ایک صاحب دروازہ پر آئے اور پوچھا کہ تم کون ہو مین نے عرض کیا کہ میرے پیر و مرشد
سے عرض کیجیے کہ امان علی حاضر ہی اُن صاحب نے واپس آکر فرمایا کہ تمھارے مرشد فرماتے ہین کہ اپنے
مکان جاؤ اُسی وقت خدا نے ایسا سامان کر دیا کہ مین وطن روانہ ہو گیا گھر پہونچکر مولانا کی خدمت
مین حاضر ہوا اور تمام کیفیت عرض کی حضرت نے فرمایا کہ خاموشی بہتر ہی جو کچھ تمنے دیکھا وہ خواب تھا
مین نے عرض کیا کہ تمام کیفیت مین نے حالت بیداری مین دیکھی ہی حضور نے فرمایا کہ مین کہتا ہون
کہ خاموش رہو اور تم خاموشی نہین اختیار کرتے مجبوراً تعمیل حکم کرنا پڑی اور خاموشی اختیار کر لی۔
حدیث شریف مین آیا ہی ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلون من دار الی دار۔
ترجمہ تحقیق کہ اولیاء اللہ مرتے نہین ہین بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہین۔
حضرت میاں شاہ احمد حسین صاحب پیرزادہ بانسہ شریف فرماتے تھے کہ مین جناب مولانا قدس سرہ کو
متقی پرہیز گار عالم متشرع و متورع بزرگان فرنگی محل سے سمجھتا تھا اور حضرت کے مرتبۂ کمال سے واقف
نہ تھا ایک روز بانسہ شریف کی درگاہ مین ایک شاہ صاحب تشریف لائے مجھپر خاص توجہ اور عنایت
فرماتے تھے اُنکی صحبت سے معلوم ہوا کہ صاحب نسبت بزرگ ہین ایک روز کاملین کا ذکر ہو رہا تھا مین نے
کہا کہ اِس زمانہ مین کوئی کامل نظر نہین آتا اُنھون نے تھوڑی دیر سکوت کر کے فرمایا کہ جناب مولانا مولوی
حافظ محمد عبدالرزاق صاحب اپنے نظر نہین رکھتے اور اِس زمانہ کے کاملین اُنکو اپنا پیشوا اور آفتاب
زمانہ خیال کرتے ہین حضرت ممدوح نے اپنی حالت کے اخفا کرنے مین شہرت حاصل کر لی ہے"
مجھے اُس زمانہ سے حضرت مولانا کے ساتھ عقیدت ہو گئی مین نے اپنے والد حضرت شاہ عنایت علی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلۂ قادریہ مین بیعت کی تھی لیکن شجرہ لینے کی نوبت نہین آئی تھی مجھے اسکی فکر تھی
کہ شجرہ کن بزرگ سے لون ایک شب کو مین نے حضرت شاہ کرم اللہ صاحب قدس سرہٗ نبیرۂ حضرت
سیدنا سید شاہ عبدالرزاق قدس اللہ سرہ العزیز کو خواب مین دیکھا فرماتے ہین کہ تم مولانا محمد عبدالرزاق
صاحب سے تجدید بیعت کر کے شجرہ لے لو صبح کو اُٹھکر مجھے تردد ہوا کہ شاید میری بیعت مین کچھ فتور ہے
جو تجدید بیعت کا حکم ہوا ہی علاوہ اسکے یہ بھی خیال ہوا کہ تجدید بیعت سے مجھے وہی طریقہ اختیار کرنا
ہو گا جو مرید پیر کے ساتھ کرتا ہی اسی تردد مین عرصہ گذر گیا اور تجدید بیعت کی نوبت نہین آئی دوبارہ
حضرت شاہ کرم اللہ صاحب قدس سرہ کو خواب مین دیکھا کہ غصہ سے مجھسے فرماتے ہین کہ مین نے تمکو تجدید

بیعت کا حکم دیا اور ابتک تم نے مولانا محمد عبدالرزاق صاحب کے ہاتھ پر تجدید بیعت نہین کی بعد بیداری
مین نے تجدید بیعت کا مصمم ارادہ کر لیا حضرت مولانا صاحب قدس سرہٗ نے جناب مولوی احمد سعید صاحب
سے اور برادرم شیخ ریاض احمد صاحب سے فرمایا کہ میان شاہ احمد حسین صاحب تجدید بیعت نہین کرتے ہین
مجکو بار بار حکم ہوتا ہی کہ اُن سے تجدید بیعت کراؤن حضرت شاہ کریم اللہ صاحب قدس سرہٗ کی تعمیل حکم
ضروری ہی جب مین نے حضرت مولانا کا یہ ارشاد سُنا تو فوراً خدمت مین حاضر ہوا اور تجدید بیعت کی درخواست
کی حضرت نے کمال توجہ اور محبت سے بیعت لی اور سلسلہ چشتیہ صابریہ نظامیہ کی اجازت دی اور شجرے مرحمت فرمائے
حضرت شاہ صاحب ممدوح فرماتے ہین کہ مین ایک مقدمہ مین سخت پریشان تھا چاہتا تھا کہ حضرت مولانا
قدس سرہٗ سے حالت عرض کرون مگر ادب و رعب مانع ہوتا تھا باغ مین حضرت مولانا احمد انوار الحق
قدس اللہ سرہ العزیز کے مزار پر حاضر ہو کر مقدمہ کی تمام کیفیت عرض کی اُسکے بعد حضرت مولانا کی خدمت
مین حاضر ہوا آپ وضو کر رہے تھے بعد فراغت میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جناب باغ سے تشریف
لا رہے ہین اب تردد کی کوئی وجہ نہین سب کاروبار ٹھیک ہی مجھے اطمینان ہو گیا اور ایسا ہی ظہور ہوا۔
حضرت شاہ صاحب ممدوح فرماتے ہین کہ بانسہ شریف مین مجاورین درگاہ نے مجھپر مقدمہ دائر کیا وہ
چاہتے تھے کہ درگاہ شریف مین وہ لوگ خود مختار متصرف ہو جاوین پیرزادگان سے کوئی واسطہ نہ رہے
ابتدائی عدالت مین اُن لوگون کو کامیابی ہوئی مین حضرت مولانا کی خدمت مین حاضر ہوا اور تمام
کیفیت عرض کی حضرت نے بعد تامل ارشاد فرمایا کہ اپیل کیجیے اللہ قادر ہی مین نے اپیل کی اُس مین
خدا نے کامیاب کیا اور عدالت ماتحت کا فیصلہ منسوخ ہو گیا۔
حضرت شاہ صاحب ممدوح فرماتے تھے کہ حضرت مولانا قدس سرہٗ ایک مرتبہ بہت سخت علیل ہوئے
غذا بالکل ترک ہو گئی ہر شخص حضرت کی حیات سے مایوس تھا مین بھی مایوس ہو کر بانسہ شریف
حاضر ہوا تمام دن متفکر و متردد رہا بعد نصف شب کے مین نے خواب دیکھا کہ ایک بزرگ کاسہ
ہاتھ مین لئے ہوئے فرماتے ہین کہ یہ پیمانہ مولوی محمد عبدالرزاق کی عمر کا ہی دیکھو کہ ابھی پر نہین
ہوا ہی اطمینان رکھو مجھے اطمینان ہو گیا بعد صحت حضرت مولانا کی خدمت مین حاضر ہوا قبل اس کے
کہ خواب عرض کرون حضرت نے خود فرمایا کہ جناب نے کیا خواب دیکھا مین نے عرض کیا کہ اب
عرض کرنے کی ضرورت نہین حضور پر خود منکشف ہو گیا آپنے فرمایا کہ مین آپکی زبان سے سننا چاہتا ہون

شب کو خواب مین دیکھا کہ جناب مولانا ابوالحسن صاحب کے ہمراہ حضرت مولانا کے مکان کے دروازہ پر حاضر ہوا ہون حضور دولتخانہ سے باہر تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی نشست گاہ پر تشریف لیگئے صبح کو ہمکو حضرت مولانا کے حضور مین حاضر ہوا خواب عرض کیا حضرت نے نہایت مسرت سے مجھے داخل سلسلہ فرمایا۔

جناب شاہ سلطان حسن صاحب ساکن مندارہ پرگنہ نواب گنج ضلع الہ آباد جو اولاد سے حضرت جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تھے بیان فرماتے تھے کہ مین حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز کے دست مبارک سے داخل سلسلۂ قادریہ رزاقیہ ہوا ایک مرتبہ مین لکھنؤ مین حاضر تھا مجھے شک ہوا کہ آیا سلسلۂ قادریہ رزاقیہ مین جسمین مرید ہون یہ سلسلہ صحیح ہے یا نہین شب کو مین نے خواب دیکھا کہ ایک مکان مین حضرت سید شاہ محمد عبد الرزاق صاحب بانسوی قدس اللہ سرہ العزیز اور حضرت شاہ بدیع الزمان صاحب میرے دادا صاحب کے والد کہ جو سلسلۂ چشتیہ نظامیہ مین کامل ترین بزرگ تھے اور حضرت پیرومرشد مولانا محمد عبد الرزاق صاحب قدس سرہٗ اور چند حضرات کہ جنسے مین واقف نہین تشریف فرما ہین باہم گفتگو کر رہے ہین وہ گفتگو مین نے سُنی لیکن مجھے یاد نہین رہی اِسکے بعد میری آنکھ کھُل گئی پھر دوسرے روز عصر کے وقت حضرت مولانا کے حضور مین حاضر ہوا ارشاد فرمایا کہ سلسلۂ قادریہ رزاقیہ کے متعلق تمھارا شک دور ہوا تمکو یقین ہوا کہ سلسلۂ قادریہ رزاقیہ صحیح ہے مین نے عرض کیا کہ اِسوقت حضور کے ارشاد سے میرا خدشہ بالکل دفع ہوگیا حالانکہ مین نے کوئی تذکرہ حضور سے اپنے شک کا اور خواب کا نہین کیا تھا حضور خود میرے شک و رخواب سے مطلع ہوے اور مجکو آگاہ فرمایا۔

جناب شاہ صاحب ممدوح فرماتے تھے کہ سید فدا حسین صاحب جو رشتہ مین میرے ماموں ہوتے تھے فرمایا کہ مجھے حضرت مولانا سے بہت عقیدت ہے میری خواہش ہے کہ مرید ہو جاؤن تم حضرت کے مرید ہو مجھے اپنے ہمراہ لکھنؤ لیچلو اور بیعت کرادو مین موصوف کے ہمراہ لکھنؤ آیا اور حضرت مولانا کی خدمت مین حاضر ہوکر خواہش عرض کی حضور نے فرمایا کہ کسی اور کے مرید ہو جائین تو اچھا ہے مین نے عرض کیا کہ سید صاحب کو حضور سے قلبی عقیدت ہے سواے حضور کے اور کسی بیعت نہ کرینگے فرمایا کہ بہتر ہے شاید سید صاحب موصوف میرے آخر مرید ہونگے بعد بیعت کے مین اور سید صاحب اپنے وطن واپس گئے چھ روز کے بعد حضرت مولانا قدس سرہٗ نے وصال فرمایا غالبًا سید صاحب کی بیعت کے بعد اور کسی کو مرید نہین فرمایا۔

جناب شاہ صاحب ممدوح فرماتے تھے کہ ایک روز مین حضرت مولانا کے حضور مین حاضر ہوا اور دل مین

شب کو خواب مین دیکھا کہ جناب مولانا ابوالحسن صاحب کے ہمراہ حضرت مولانا کے مکان کے دروازہ پر حاضر ہوا ہون حضور دولتخانہ سے باہر تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی نشست گاہ پر تشریف لیگئے صبح کو مُکرر حضرت مولانا کے حضور مین حاضر ہوا خواب عرض کیا حضرت نے نہایت مسرت سے مجھے داخل سلسلہ فرمایا۔

جناب شاہ سلطان حسن صاحب ساکن مندارہ پرگنہ نواب گنج ضلع آلہ آباد جو اولاد سے حضرت جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تھے بیان فرماتے تھے کہ مین حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز کے دست مبارک پر داخل سلسلۂ قادریہ رزاقیہ ہوا ایک مرتبہ مین لکھنؤ مین حاضر تھا مجھے شک ہوا کہ آیا سلسلۂ قادریہ رزاقیہ مین جسمین مرید ہون یہ سلسلہ صحیح ہی یا نہین شب کو مین نے خواب دیکھا کہ ایک مکان مین حضرت سید شاہ محمد عبدالرزاق صاحب بانسوی قدس اللہ سرہ العزیز اور حضرت شاہ بدیع الزمان صاحب میرے دادا صاحب کے والد کہ جو سلسلۂ چشتیہ نظامیہ مین کامل ترین بزرگ تھے اور حضرت پیرومرشد مولانا محمد عبدالرزاق صاحب قدس سرہٗ اور چند حضرات کہ جنسے مین واقف نہین تشریف فرما ہین باہم گفتگو کر رہے ہین وہ گفتگو مین نے سُنی لیکن مجھے یاد نہین رہی اِسکے بعد میری آنکھ کھُل گئی پھر دوسرے روز عصر کے وقت حضرت مولانا کے حضور مین حاضر ہوا ارشاد فرمایا کہ سلسلۂ قادریہ رزاقیہ کے متعلق تمھارا شک دور ہوا تمکو یقین ہوا کہ سلسلۂ قادریہ رزاقیہ صحیح ہے مین نے عرض کیا کہ اِسوقت حضور کے ارشاد سے میرا خدشہ بالکل دفع ہوگیا حالانکہ مین نے کوئی تذکرہ حضور سے اپنے شک کا اور خواب کا نہین کیا تھا حضور خود میرے شک و رخواب سے مطلع ہوے اور مجکو آگاہ فرمایا۔

جناب شاہ صاحب ممدوح فرماتے تھے کہ سید فدا حسین صاحب نے جو رشتہ مین میرے ماموں ہوتے تھے فرمایا کہ مجھے حضرت مولانا سے بہت عقیدت ہو میری خواہش ہو کہ مرید ہو جاؤن تم حضرت کے مرید ہو مجھے اپنے ہمراہ لکھنؤ لیچلو اور بیعت کرا دو مین موصوف کے ہمراہ لکھنؤ آیا اور حضرت مولانا کی خدمت مین حاضر ہوکر خواہش عرض کی حضور نے فرمایا کہ کسی اور کے مرید ہو جائین تو اچھا ہی مین نے عرض کیا کہ سید صاحب کو حضور سے قلبی عقیدت ہے سوائے حضور کے اور کسی بیعت نہ کرینگے فرمایا کہ بہتر ہی شاید سید صاحب موصوف میرے آخر مرید ہونگے بعد بیعت کے مین اور سید صاحب اپنے وطن واپس گئے چھ روز کے بعد حضرت مولانا قدس سرہ نے وصال فرمایا غالبًا سید صاحب کی بیعت کے بعد اور کسی کو مرید نہین فرمایا۔

جناب شاہ صاحب ممدوح فرماتے تھے کہ ایک روز مین حضرت مولانا کے حضور مین حاضر ہوا اور دل مین

یہ خیال لیکر آیا کہ حضرت مولانا اگر اولیاء کبار سے ہین تو مجھے ایسی دعا تعلیم فرماوینگے کہ مین حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہون حضور سے مصافحہ کے بعد بیٹھ گیا آپنے فرمایا کہ تم مسبعات عشر پڑھتے ہو مین نے عرض کیا کہ مسبعات عشر سے مین واقف نہین اسی وجہ سے پڑھتا نہین ہون حضور نے دعاہاے مسبعات عشر بڑھین مین نے عرض کیا کہ یہ دعائین مجھے یاد ہین فرمایا کہ آج نماز عصر کے بعد سے جس طرح مین بتلاؤن اُسی طور سے پڑھنا مین نے حضور کے ارشاد کے موافق عصر کے بعد پڑھا شب کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا صبحکو حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا قبل اسکے کہ مین کچھ عرض کرون حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جسکی تمنا تمہارے دلمین تھی وہ پوری ہوئی مین نے عرض کیا کہ حضور کی عنایت سے زیارت سے مشرف ہوا فرمایا کہ یہ برکت مسبعات عشر کی ہے مجھ ناچیز کی عنایت نہین ہے۔

جناب شاہ صاحب ممدوح فرماتے تھے کہ حسین بخش صاحب ساکن کچھنا نے مجھسے خواہش کی کہ مین اُنکو مرید کرلون مجھکو چونکہ بیعت لینے کی اجازت نہ تھی اسلیے اُنکو حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین لایا اور عرض کیا کہ حضور حسین بخش کو مرید فرمالین آپنے فرمایا کہ انکی خواہش مجھسے بیعت کرنے کی نہین ہے تم سے بیعت کرنا چاہتے ہین مین نے شیخصاحب کو اپنی جاے قیام پر بہت فہمایش کی مگر اُنھون نے کسی طرح نہ مانا بوقت صبح حضور کی خدمت مین حاضر ہوا فرمایا کہ تمھاری فہمائش کا کوئی اثر شیخ صاحب کے دلپر نہین ہوا مین تم کو اخذ بیعت کی اجازت دیتا ہون حسین بخش کو اپنا مرید کرو تعمیل حکم حضرت پیرو مرشد حسین بخش کو مین نے مرید کیا۔

جناب شاہ صاحب ممدوح فرماتے تھے کہ مین جس زمانہ مین کسی کا مرید نہین ہوا تھا ایک شب کو حضرت شاہ ظہیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کہ جو میری والدہ صاحبہ کے پیر تھے خواب مین دیکھا مین نے اُن سے درخواست بیعت کی شاہ صاحب ممدوح نے فرمایا کہ مین مرچکا ہون کسی زندہ بزرگ سے بیعت کرو تاکہ اُسکے فیض سے تم مستفیض ہو بیداری کے بعد مین نے بہت تجسس کیا کہ کوئی بزرگ ملین جنسے بیعت کرون جابجا گیا لیکن کسی بزرگ سے مجھے تسکین نہین ہوئی لکھنؤ آیا اور حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز کے حضور مین حاضر ہوا میرا دل بیقرار ہوگیا اسیوقت مین نے بیعت کی درخواست کی حضور نے بہت انکار فرمایا مگر مین نے کسیطرح نہ مانا حضرت نے مجھے مرید کیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد اخذ بیعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حضور کے وصال کے بعد قریبًا ایک سال کے مین علیل رہا علالت سے سخت پریشان اور تنگ ہوگیا کہ
موت کی تمنا کرنے لگا مرض کی شدت مین حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز کی طرف متوجہ ہوا اور
عرض کیا کہ یا پیرو مرشد ایسی توجہ فرمائیے کہ یا مجھے صحت ہوجائے یا وقت آجائے کہ تکلیف سے نجات
پاؤن شب کو خواب مین دیکھا کہ حضرت مولانا قدس سرہٗ اور حضرت شاہ ظہیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تشریف لائے ہین اور کچھ پڑھ کے مجھپر دم کیا میری والدہ صاحبہ کہ جو میرے قریب سو رہی تھین بیدار
ہوگئین اور مجھے بھی بیدار کیا اور کہا کہ ان دو بزرگون مین جنھون نے تمپر دم کیا ایک تو میرے پیر تھے
اور دوسرے بزرگ کون تھے مین نے عرض کیا کہ وہ میرے پیرو مرشد تھے اُسیوقت سے میری تکلیف
رفع ہوگئی اور صحت ہونا شروع ہوئی چند روز کے بعد بالکل تندرست ہوگیا۔

چند کرامات بیان کردہ مختلف حضرات و بعض از ملفوظ مرتبہ مولوی فخر الحسن صاحب موہانی

مولوی حسیب الدین صاحب موہانی بیان کرتے تھے کہ مین ریاست حیدرآباد دکن مین قصبہ بیڑ مین ملازم تھا کہ
مکان سے میرے لڑکے کی شدید علالت کا خط آیا اور بعجلت روانگی کی تاکید مین سخت پریشان اور مضطرب
تھا کہ یکایک کیسے جاسکتا ہون پہلے تو رخصت ہی ملنا دشوار دوسرے خرچ کا اتنی جلد بہم پہونچنا کیونکر
ممکن ہی مین اس فکر مین تھا کہ ایک صاحب آئے جو میرے ہمدرد اور دوست تھے مین نے اپنی حالت اور
عوائق بیان کئے انھون نے کہا کہ یہان ایک بزرگ کا مزار ہی حضرت پیر کے لقب سے مشہور ہین آپ
وہان جائیے اور عرض حاجت کیجئے اُنکے وسیلہ سے اللہ بہت جلد کام نکالدیتا ہی مین مضطرب تو تھا ہی
اسکو غنیمت سمجھا اور ارادہ کیا کہ کل مزار پر حاضر ہونگا شب کو خواب مین حضور قدس اللہ سرہ العزیز
تشریف لائے اور فرمایا کہ خود تمھارے یہان کسی چیز کی کمی نہین ہی مین صبح کو جاگا تو اس قصد کو فسخ
کیا متفکر بیٹھا تھا کہ ایک ملاقاتی مہاجن آیا اور اُسنے کہا کہ آپ کچھ فکرمند معلوم ہوتے ہین میرے لائق
جو کام ہو فرمائیے مین نے سب حال اُس سے بیان کیا اُسنے کہا کسقدر روپیون کی ضرورت ہے
مین نے دو سو ظاہر کئے اُسنے کہا آپ سفر کا بندوبست کیجئے مین روپیہ لاتا ہون یہ کہکر وہ چلا گیا بڑی فکر
رخصت کی منظوری کی تھی شام تک بلا تمسک و رقعہ کے اُسنے روپیہ لادیے مین عرضی دے ہی چکا تھا
رخصت کی منظوری کا بھی حکم آگیا مین صبح ہی کو روانہ ہوگیا۔

جناب مولوی فخرالحسن صاحب موہانی بیان کرتے ہین کہ درمیان مزار مبارک حضرت مولانا احمد انوار الحق قبلہ اور مزار شریف حضرت مولانا احمد عبدالحق صاحب قبلہ قدس اللہ اسرارہما چار انگل سے کسی طرح زائد فصل نہ تھا یہ فصل برابر خود بخود بڑھتا گیا یوم وصال حضور اقدس کے حضرت مولائی و مرشدی مولوی محمد عبدالوہاب صاحب قبلہ قدس سرہ نے اُسی جگہہ کی نسبت فرمایا کہ بسم اللہ کرکے کھودنا شروع کرو چنانچہ اچھی خاصی خوب چوڑی چکلی قبر تیار ہوئی اور مزار مبارک کے جانبین مین اسوقت بھی اُتنی جگہہ باقی ہے جتنی پہلے تھی - یہ کرامت ایسی کھُلی ہوئی ہے کہ کسی کو محل شک باقی نہین ہے -

جناب مولوی صاحب بیان کرتے ہین کہ جناب مولوی بادشاہ حسین صاحب مرحوم موہانی سے حیدرآباد دکن مین ایک عالمگیر سیاح سے ملاقات ہوئی اثنائے ذکر مین مرحوم نے سیاح سے پوچھا کہ تقریبًا تمام عالم کی آپ نے سیر فرمائی بھلا کوئی کامل بھی ملا اُنھون نے کہا کہ ہان بہت سے حضرات کی قدمبوسی نصیب ہوئی مگر مرد کامل جو آپ پوچھتے ہین تو بس ایک ہی دیکھنے مین آیا آپ شہر لکھنؤ سے واقف ہونگے وہان ایک محلہ فرنگی محل ہے سنا کہ ایک بزرگ وہان رہتے ہین مین نے حاضری کا قصد کیا جیسے ہی پھاٹک کے اندر قدم رکھا تمام رونگٹے کھڑے ہو گئے اور ایسی ہیبت چھائی جسطرح جنگل مین شیر کی آواز سے تمام بدن کانپ جاتا ہے خیر حاضر خدمت ہوا بس اُن کو تو مین نے مرد کامل پایا اور باقی خیریت ہے جو صحابہ علیہم السلام کی شان سُنتا تھا وہ اُن کے سراپا مین مین نے دیکھی سبحان اللہ صورت وہ نورانی کہ شکل دیکھکر درود پڑھتے رہیے بعد ان سب باتون کے بادشاہ حسین صاحب نے کہا کہ مجھے انھین بزرگ سے شرف غلامی حاصل ہے -

شیخ محمد جان صاحب ساکن قصبہ موہان بیان کرتے تھے کہ مین نے قرآن شریف حفظ کرنا شروع کیا مگر میرا ذہن اور حافظہ بہت خراب تھا بمشکل چار سطرین ہر روز یاد کرتا تھا دوسرے روز وہ بھی بھول جاتا تھا حضور مولانا صاحب قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوا ۱۵ - رمضان المبارک ۱۲۹۴ھ ہجری تاریخ تھی حضور سے بیعت کی اور اپنے ذہن اور قوت حافظہ کی خرابی کو عرض کیا حضور نے تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالی تمھارے ذہن کو اور قوت حافظہ کو کشادہ کریگا حافظ قرآن ہوگے حضور کے ارشاد کے موافق دو سال مین مجھے قرآن شریف یاد ہو گیا اور برابر تراویح مین پڑھتا ہون -

شیخ صاحب موصوف بیان کرتے تھے کہ میری بھاوج پیرون سے ایسا معذور ہوئین کہ حسِ حرکت

نہین کر سکتی تھین ڈاکٹرون اور طبیبون کا ایک سال تک بہت علاج ہوا مگر کچھ فائدہ نہوا
دونون پیر خشک ہو گئے مریضہ کو صحت سے مایوسی ہو گئی مجھسے کہا کہ مجھے لیچلو اور حضرت مولانا قدس سرہٗ
سے بیعت کرادو مین اُن کو ڈولی مین لیکر حضور مین حاضر ہوا اور بیعت کی درخواست کی حضور نے
اُن کو مرید فرما لیا اُنکی یہ کیفیت دیکھکر حضور نے اظہار افسوس فرمایا اور دعا کی کہ بار خدایا ان
معذورہ کو شفائے کلی عنایت فرما اور انکے جسمانی امراض کو دور کر بعد دعا کے مسماۃ کو رخصت کیا
مکان پہونچنے پر مریضہ کے دونون پیرون مین خود حرکت پیدا ہوئی پندرہ روز مین اس قابل ہوئین
کہ چھڑی کے سہارہ سے چلنے لگین دو ماہ کے بعد بالکل تندرست ہوگئین پیرونکی خشکی بالکل دفع ہو گئی
کسی قسم کی دوا وغیرہ نہین کی گئی محض حضور کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے صحت دی۔

مولوی فخر الدین حسین صاحب موہانی بیان کرتے تھے کہ مین ریاست حیدرآباد مین بمقام اورنگ آباد
ملازم تھا اپنے افسر اعلی کے ہمراہ دورہ پر تھا شب کو تھوڑی رات باقی تھی گھوڑے پر سوار ہو کے
اپنے افسر کے خیمہ گاہ پر جانے کے لئے روانہ ہوا راہ مین ایک نالہ پڑتا تھا اُسمین گھوڑے کو اُتارا
گھوڑے کے زانو تک پانی تھا دفعتہً پانی زائد ہو گیا مین نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح کنارہ
تک پہونچون مگر ممکن نہ ہوا گھوڑا پورا پانی کے اندر ہو گیا مین سمجھا کہ اب موت آگئی سخت پریشان تھا
کوئی آدمی نہین دکھائی دیتا تھا مین نے حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز کی طرف رجوع کیا
دیکھا کہ ایک لڑکا بہت تیزی سے میری طرف آرہا ہی جب قریب پہونچا مین نے اُس سے کہا کہ میرے
گھوڑے کی لگام پکڑ کے نالہ سے باہر نکالدو اُسنے لگام پکڑ کے باہر نکالدیا اور غائب ہو گیا مین نے
بہت تلاش کیا مگر کہین اُسکا پتہ نہ چلا حضور کی توجہ سے مجھے نجات ملی اور مع الخیر قیامگاہ پر پہونچ گیا۔

حکیم محمد احمد صاحب موہانی بیان کرتے تھے کہ میرا حافظہ بہت خراب تھا جو کچھ یاد کرتا وہ بھول جاتا تھا
مین نے حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز کی طرف غائبانہ رجوع کیا شب کو خواب مین دیکھا
حضور فرماتے ہین کہ شاید جو دعا مین نے تعلیم کی تھی وہ تم بھول گئے اب یہ دعا پڑھ لیا کرو اللھم نستعینك
علی طاعتك بعد بیداری اس دعا کا ورد شروع کر دیا چند روز مین حافظہ درست ہو گیا اور
نوشت وخواند پر اچھی طرح قادر ہو گیا۔

مولوی فخر الحسن صاحب موہانی فرماتے ہین کہ مین اور مولوی فخر الدین صاحب موہان سے لکھنؤ روانہ ہوے

ایک تالاب کے قریب ناشتہ کیا چند ٹکڑے گھڑے کے پڑے ہوئے تھے اُنکو تالاب مین ڈالدیا تو وہ غرق ہوگئے ہم دونون نے کہا کہ گھڑا اگر تالاب مین ڈالا جائے تو غرق نہین ہوتا ہے یہ ٹکڑے جو اُسکے اجزا ہین کیون غرق ہوگئے کوئی وجہ معقول ہم لوگون کے ذہن مین نہین آئی خیال کیا کہ لکھنؤ پہونچکر حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز سے وجہ دریافت کرینگے حضور مین جب حاضر ہوئے تو خیال نہین رہا اُسوقت حضور مثنوی شریف کا درس دے رہے تھے دورانِ درس مین بر سبیل تمثیل حضور نے فرمایا کہ انسان ہوا و ہوس دنیاوی سے دست بردار ہوجائے اور اپنے منھ کو بند کرلے تو دریائے ضلالت مین غرق نہ ہوگا جیسے صراحی اور بوتل کہ اگر انکا منھ بند کرکے دریا مین ڈالدے جائین توکسی طرح غرق نہونگی لیکن اگر ہوا وہوس دنیاوی انسان کے قلب مین داخل ہوجائے توہرگز دریائے امتحان کے کنارہ نہ پہونچیگا بلکہ غرق ہوجائیگا جسطرح کہ گھڑے کا ٹکڑا کہ اُس مین آب وہوا داخل ہوجائے توکوئی چیز اُسکو غرق ہونے سے نہین روک سکتی یہ تقریر سُنکر ہم لوگونکو تسکین ہوگئی اور اسکی تصدیق ہوئی کہ اولیاء اللہ انسان کے خطرونسے واقف ہوجاتے ہین کبھی سکوت فرماتے ہین اور کبھی جواب دیتے اور خبردار فرماتے ہین۔ مولوی فخرالحسن صاحب فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ مولوی احمد سعید صاحب کمرہ بالائی اندرونی کے زینہ سے اُتر رہے تھے کہ حضور نے دالان جائے جلوہ فرمائی سے آواز دی کہ میان احمد سعید دیکھو میرا بال تمھارے پیر سے دب رہا ہے دیکھا تو واقعی حضور کا موئے مبارک تھا۔

مولانا نذیر صاحب لکھنوی بیان کرتے تھے کہ مین روزانہ حضور مین حاضر ہوتا تھا ایک روز شب مین حسب معمول حاضر تھا دفعۃً حضور نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ بھائی مجھے کیون کچلے ڈالتے ہو میری سمجھ مین اس ارشاد کا مقصود نہین آیا مین خاموش رہا حضور نے فرمایا کہ تمھارے پیر کے نیچے میرا بال ہے چراغ لیکر دیکھا تو بہت مشکلون سے بال ملا جو واقعی میرے پیر کے نیچے تھا۔

حضرت اُستاذی ومرشدی مولانا محمد عبدالباری صاحب قبلہ ارشاد فرماتے تھے کہ حضرت جدی ومرشدی فرماتے تھے کہ جسم سے میرے جب بال علحدہ ہوجاتا ہے تو مجھے اُس سے بے تعلقی نہین ہوجاتی اگر وہ کہین دبتا ہے تو مجھے تکلیف ہوتی ہے اسیوجہ سے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے بال جمع کرکے دفن کردیے جاتے تھے۔ مولوی فخرالحسن صاحب بیان کرتے ہین کہ موسی رضا نامی ایک شخص بڑے حضرت صاحب قبلہ قدس اللہ سرہ العزیز کے مرید ذاکر وشاغل بڑے مرتاض شرف خلافت سے بھی فائز تھے کشف قلوب

وکشف قبور تک پہونچ گئے تھے کہ یکایک اُنکو حضور پر رشک ہوا نیپال گئے جادو سیکھا وہین سے
مؤکل بھیجنا شروع کئے وہ فرنگی محل کے پھاٹک تک آتے اور پلٹ کر موسی رضا سے جاکر کہتے کہ وہان
پھاٹک پر دو شیر بیٹھے ہین وہ اندر جانے نہین دیتے اسی طرح وہ ایک عرصہ تک سر مارا کئے مگر یہان
بال بھی بیکا نہ ہوا غرضکہ پھر آستانہ شریف پر حاضر ہوئے بہت روئے دھوئے توبہ کرکے تجدید بیعت
کی حضور نے پانی پڑھ دیا اُس سے نہائے مگر اُس شامت سحر سے اُنکو نجات نہ ملی رات کو مؤکل آتے
اور نہایت تکلیف دہ حرکات سے اُنکو ستاتے۔

حضرت مولائی و مرشدی قبلہ و کعبہ دارین جناب مولانا محمد عبد الباری صاحب قبلہ ارشاد فرماتے تھے کہ
حضرت جدی و مرشدی قدس اللہ سرہ العزیز آرام فرما رہے تھے بیدار ہوئے تو نہانے کی ضرورت تھی
آپ نے فرمایا کہ بہت جلد پانی لاؤ پانی لایا گیا آپ نے فوراً غسل کیا اور مولوی احمد سعید صاحب سے
ارشاد کیا کہ دیکھو دروازہ مین ایک شخص کھڑا ہے اور مجھپر سحر کر رہا ہے مین نجاست کی حالت مین تھا قریب تھا کہ
مجھپر اثر ہو جائے مین نے فوراً غسل کر لیا دیکھا گیا تو موسیٰ رضا کھڑا تھا اُسکو پکڑ کے لے آئے وہ
اپنے اس فعل پر بہت نادم ہوئے اور روئے توبہ کی حضور نے خطا معاف فرمائی تجدید بیعت کی حضور نے
پانی دم کیا اُس سے وہ نہائے مگر اُنکی حالت درست نہوئی جذب کی کیفیت پیدا ہوگئی رات کو مؤکل
آتے اور طرح طرح سے تکلیفین دیتے اِسی حالت مین اُنکا انتقال ہوا۔

حضرت اُستاذی و مرشدی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے تھے کہ نواب عبد الباسط خان صاحب مرحوم نے حضرت
جدی و مرشدی قدس اللہ سرہ العزیز سے قطب وقت سے ملنے کی خواہش کی حضور نے فرمایا کہ کل تم نے
حضرت شاہ مینا صاحب مین کسی سے جوتہ ٹنکوایا تھا عرض کیا جی ہان مین نے تو اُنھین جوتہ ٹانکنے پہ
بہت کچھ کہا تھا آپ نے فرمایا خیر نواب صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اس طرح قطب سے ملنے سے کیا فائدہ
مین چاہتا ہون کہ ملون اور پہچانون آپ نے فرمایا کہ اچھا آج تم سے قطب ملین گے نواب صاحب اپنے
مکان معالی خان کی سرا جا رہے تھے گول دروازہ پر ایک صاحب بانگی وضع مین ملے اور اُنھون نے
نواب صاحب سے کہا السلام علیکم نواب صاحب نے جواب دیا اور چلے گئے کچھ خیال نہ کیا جب حضرت
کی خدمت مین حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کل تمسے قطب ملے تھے اور اُنھون نے تمکو سلام بھی کیا تھا
نواب صاحب نے عرض کیا کہ حضور ایک صاحب ملے تھے مگر مین نہین سمجھا کہ یہی قطب ہین اس کے بعد

پھر ایک بھشتی کی قطع مین قطب سے ملاقات ہوئی اور اُنھون نے اپنے کو پہچنوایا نواب صاحب نے اُنسے واپسی سلطنت اودھ کی خواہش کی اُنھون نے کہا کہ مقدرات مین کسی کو دخل نہین ہے ہم تو مقدرات کی تعمیل کرنے والے ہین عرض کرنیوالے دوسرے حضرات ہین تمھارے پیر اگر چاہین تو ہو سکتا ہے۔

حضور قبلہ و کعبہ ارشاد فرماتے تھے کہ حضرت ابی و مرشدی مولانا محمد عبدالوہاب صاحب قدس سرہ فرماتے تھے کہ ایک روز مین اندر گھر مین تھا ایک صاحب باہر مکان مین تشریف لائے اور مجھے اطلاع کرائی مین اُسوقت کام مین مصروف تھا کہلا بھیجا کہ باوا اسوقت نہین ہین مین کام مین ہون اس لئے ابھی نہین آسکتا وہ صاحب تشریف لے گئے راہ مین باوا سے ملاقات ہوگئی اُنکے ہمراہ وہ صاحب واپس آئے دونون مین بہت دیر تک باتین ہوتی رہین اُنکے تشریف لیجانے پر حضرت مجھپر بیحد ناخوش ہوئے کہ تمنے انسے ملاقات کیون نہین کی تھی بد اخلاقی کیون کی تھی یہ ارباب خدمت سے ہین ایسے لوگ جب آیا کرین تو اُنسے ضرور ملاقات کر لیا کرو یہ تمھاری شکایت کرتے تھے۔

مولوی فخرالحسن صاحب بیان کرتے ہین کہ ایک دن مولوی احمد سعید صاحب سے حضور نے فرمایا کہ لوگ تمھارے اخلاق کے شاکی ہین تم سئی ندی کے پل پر بیٹھے تھے ایک شخص نے تمھین سلام کیا تمنے بہت بے پروائی سے جواب دیا اُنھون نے عرض کیا کہ حضور معلوم نہین کہ وہ کون صاحب تھے مجھے یہ واقعہ یاد بھی نہین ہے آپ نے فرمایا کہ وہ حضرات ابدالین سے تھے جنھون نے تقدیم سلام کی تھی۔

مولویصاحب موصوف بیان کرتے ہین کہ ہمشیرہ مولوی محمد عبدالحی صاحب موہانی کے دانتون مین شدید درد ہوا بہت دوائین کین مگر فائدہ نہ ہوا درد کی شدت سے کھانا پینا حرام ہوگیا ایک شب کو حضرت مولانا قدس سرہ کو خواب مین دیکھا کہ حضور نے ایک پھاہا مرحمت فرمایا اور ارشاد کیا کہ اسکو داہنے ہاتھ سے اپنے کلہ پر لگا لو خواب سے بیداری کے بعد بالکل تندرست ہوگئین کوئی تکلیف باقی نہین رہی اور اپنے داہنے ہاتھ کو کلہ پر رکھا ہوا پایا۔

مولوی صاحب موصوف فرماتے ہین کہ مولوی فخرالدین صاحب موہانی اپنے چچا کے پاس بمقام تروا مقیم تھے وہان تپ ولرزہ کی بہت شدت ہوئی بہت لوگ ہلاک ہوے مولوی فخرالدین صاحب بھی سخت علیل ہوئے علالت نے طول کھینچا پریشان ہوکر حضرت مولانا قدس سرہ کا خیال کرکے سوگئے خواب مین دیکھا کہ حضور تشریف لائے اور فرمایا کہ تم اچھے ہو بعد بیداری اُنھون نے اپنے کو بالکل

تندرست پایا تپ ولرزہ پھر نہین آیا۔
جناب مولوی انعام اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ خواجہ احمد اللہ صاحب رمضان شریف مین بعد فراغت نماز تراویح سو گئے صبح کو جب لوگ اُٹھے تو دیکھا کہ خواجہ صاحب پلنگ پر بیحس وحرکت لیٹے ہین گویا مردہ ہین مگر اُنکے چہرہ سے مرض کی کوئی علامت نہین معلوم ہوتی تھی حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین اطلاع کرائی گئی حضور تشریف لے گئے کسی سے کلام نہین فرمایا اور نہ خواجہ صاحب کا حال دریافت کیا کیونکہ حضور کا معمول تھا کہ رمضان شریف مین بجز مسائل شرعیہ کے جواب دینے کے اور کوئی کلام نہین فرماتے تھے قلم دوات اور کاغذ حضور کے سامنے رکھدیا گیا آپ نے تحریر فرمایا کہ خواجہ احمد اللہ صاحب کی داہنی طرف زہرباد ہوگیا اتنی شدت ہوئی کہ اُنمین انتقال ہوگیا ہے تجہیز وتکفین کا انتظام کرو حسب ارشاد انتظام کیا گیا جب مرحوم کو غسل کے لئے تخت پر لٹایا اور کپڑون کو اُتارا گیا تو دیکھا گیا کہ داہنی کلائی سے بازو تک اور بازو سے پسلی تک ایک آبلہ ہے اور اُس مین زرد رنگ کا پانی ہے حضور کی تحریر کی تصدیق ہوئی۔ حضور اکثر مریض کی صورت ملاحظہ فرماتے ہی تشخیص مرض فرمادیتے تھے۔
شیخ نعیم اللہ صاحب زمیندار بارہ بنکی فرماتے ہین کہ مین نے مکان کی تعمیر کا ارادہ کیا صرف بیس روپیہ میرے پاس تھے حضور مین حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز کے عرض کیا حضور نے فرمایا کہ بسم اللہ کہکے تعمیر شروع کرو اللہ مالک ہے بتعمیل حکم تعمیر مکان شروع کرائی ہزار ہا روپیہ صرف ہوا مکان پختہ عمدہ وسیع تیار ہوگیا اسوقت تک مجھے حیرت ہے کہ اسقدر روپیہ کا انتظام کیونکر ہوگیا محض حضور کے ارشاد کی برکت تھی۔
شیخ صاحب موصوف فرماتے ہین کہ حضور قدس سرہ کے وصال کے بعد جب حضرت مولانا مولوی محمد عبدالوہاب صاحب قدس سرہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے مین مرض خفقان مین مبتلا ہوگیا بہت سخت تکلیف رہا کرتی تھی حضور کے آستانۂ مبارک پر حاضر ہوکر چند روز قیام کیا ایک شب کو خواب مین دیکھا کہ کہ حضور اپنی مسند پر تشریف فرما ہین مین حاضر ہوا اور اپنی کیفیت عرض کی حضور نے کچھ پڑھکر میرے قلب پر دم کیا بیدار ہونے کے بعد مجھے بہت سکون معلوم ہوا اور چند روز مین بالکل تندرست ہوگیا۔
جناب مولوی انعام اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ جناب مولوی صمصام الحق صاحب فرنگی محلی مرید خاص

حضرت مولانا قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ ایک روز میرے دل مین خیال پیدا کہ علمار کے اعراس مین گانیکا
رواج کیونکر ہوا اسی خیال مین حضرت مولانا قدس سرہٗ کے حضور مین حاضر ہوا مین نے کچھ عرض نہین
کیا تھا کہ حضور میرے خیال پر مشرف ہوگئے ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا مولوی احمد انوار الحق قدس سرہٗ
کے عرس مین حضرت مولانا مولوی حافظ عبد الوالی صاحب خلیفۂ حضرت مولانا محفل سماع مین شریک تھے
کہ جناب مولانا ولی اللہ صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ میان عبد الوالی یہ خلاف شرع ہی یہ کہکر حضرت
مولانا احمد انوار الحق قدس سرہٗ کی قبر پر حاضر ہوکر فاتحہ مین مشغول ہوگئے اس درجہ استغراق ہوا کہ
مغرب کی نماز فوت ہوگئی پھر کبھی انھون نے اعتراض نہین کیا۔

حافظ محمد جان صاحب موہانی بیان کرتے ہین کہ میری والدہ صاحبہ کی دونون آنکھون کی بینائی
جاتی رہی ہین اُن کو لیکر حضور مین حضرت مولانا صاحب قبلہ کے حاضر ہوا حضرت نے ملاحظہ فرماکر ارشاد کیا
کہ داہنی آنکھ قدح کراؤ انشار اللہ روشنی ہوجائیگی بائین آنکھ قدح کے قابل نہین ہی انھون نے داہنی
آنکھ کو خان بہادر ڈاکٹر عبد الرحیم سے قدح کرایا اُسی رات کو بخار شدید آگیا تین روز تک بخار کی
شدت رہی چوتھے روز بخار تو کم ہوگیا مگر آنکھ مین درد شدید ہوا ڈاکٹر صاحب نے فرمایا افسوس تمھاری
آنکھ خراب ہوگئی روشنی اب آویگی مین حضور مین حضرت مولانا صاحب قبلہ کے حاضر ہوا اور تمام کیفیت
عرض کی آپ نے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب غلط کہتے ہین تمھاری والدہ کی آنکھ مین روشنی اچھی طرح ہوگی
وہ اپنا تمام کاروبار کرینگی جاؤ اور ایک سو ایک مرتبہ یا نُوْرُ پڑھکر آنکھ پر دم کردو مین نے جاکر دم
کیا اُسی وقت درد بالکل موقوف ہوگیا اور روشنی اچھی خاصی آگئی بہت زمانہ تک زندہ رہین
اور حسب ارشاد حضور اپنا کاروبار برابر کرتی رہین۔

جناب مولوی احمد سعید صاحب مرحوم موہانی فرماتے تھے کہ مجھسے جناب مولوی محمد حسین صاحب مرحوم
فرنگی محلی بیان کرتے تھے کہ مین جس زمانہ مین حج کو گیا جہاز پر سوار تھا کہ یکایک طوفان آیا سب کو اپنی جان
سے مایوسی ہوئی مین بھی افسردہ خاطر ایک گوشۂ جہاز مین آنکھ بند کرکے بیٹھ گیا اُسی ہیجان یاس مین
مین نہین کہہ سکتا کہ وہ غفلت تھی یا بیداری مجھے اچھی طرح یاد ہی اور یقینی کہہ سکتا ہون کہ حضور مولانا
قدس سرہٗ تشریف لائے اور جہاز کو کہ ڈوب رہا تھا اُبھار دیا اور تشریف لے گئے بعد واپسی بیت اللہ شریف
جب مین لکھنؤ واپس آیا حضور اقدس مین حاضر ہوا آپ لیٹے ہوے تھے اور کوئی گرم کپڑا حضور کے

گھٹنون تک پڑا ہوا تھا مین چونکہ حضور قدس سرہٗ کی خدمت مین گستاخ تھا حضور سے اعتدال مزاج مبارک کو پوچھا آپ نے فرمایا کہ طبیعت کسلمند ہی مین نے اُس گستاخی کی بنا پر صاف صاف سب کے سامنے کہ ایک مجمع کثیر تھا عرض کر دیا کہ کسل کا ہی کو ہی وہی جہاز نکالنے کا نکان ہی حضور متبسم ہوے اور فرمایا تو اپنی شرارتون سے باز نہین آتا۔

جناب مولوی محمد حسین صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ مین ضلع اُناؤ مین ڈپٹی کلکٹر تھا اُس زمانہ مین حضور قدس سرہٗ نے وصال فرمایا بعد چندے مین نے خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ ہمنے تجھے ایک ٹوپ دیا ہی اُسکو لے بعد اسکے فرمایا کہ وہ ٹوپ ہمارے گھر مین فلان طرف کی کوٹھری مین جو صندوق فلان جگہ رکھا ہی اُسمین گٹھریان ہین ایک رنگ گٹھری کا فرما کر حضور نے پتہ بتایا کہ اس رنگ کی گٹھری مین وہ ٹوپ رکھا ہی ایک پیوند بھی اُسمین ہی جو نئے پُرانے رنگ کی تمیز کرتا ہی مین جب لکھنؤ آیا تو جناب مولانا مولوی محمد عبدالوہاب صاحب سے اِس خواب کو بیان کیا جو پتہ مجھے خواب مین حضور نے ارشاد کیا تھا اُسی نشان پر جناب مولانا صاحب نے ٹوپ کو تلاش فرمایا جو نشانیان حضور نے فرمائی تھین سب حسب ارشاد پائی گئین اور وہ ٹوپ مل گیا جناب مولانا صاحب نے فرمایا کہ ہم نے کبھی اس ٹوپ کو دیکھا بھی نہ تھا۔

اہلیہ مولوی لطیف الحسن صاحب موہانی کا بیان ہی کہ میرے لڑکون کے سر اور گردن مین گلٹیان اور پھڑیان بکثرت تھین اور کوئی دوا فائدہ نہین کرتی تھی حضور مولانا صاحب قدس سرہٗ موہان تشریف فرما ہوے مین نے حضور مین لڑکونکی کیفیت عرض کی آپ نے ان لڑکونکو بلوا کر سر وغیرہ پر ہاتھ پھیر دیا فوراً ہی اُن مین خشکی کا اثر نمایان ہونے لگا اور فی الفور سب اچھی ہوگئین۔

حافظ محمد جان صاحب موہانی کا بیان ہی کہ رحم علی نامی میرے ایک دوست کو اپنی بیوی سے بہت شدید محبت تھی ایک مرتبہ کچھ آپس مین نا چاقی ہوئی اُنکی بیوی بگڑ کر اپنے والدین کے گھر چلی گئین رحم علی اُنکی جدائی مین مجنون سے ہو گئے کھانا پینا سونا سب حرام ہوگیا مین اُنکو حضور مین لایا آپ نے کمترین نیز اُنکو ہمطعامی سے سرفراز فرمایا اور اپنا اُلش عطا فرمایا اور ارشاد کیا کہ خبردار اپنی بیوی کے مکان پر نہ جانا وہ آوینگی چنانچہ رخصت ہو کر گھر پر آئے تین روز کے بعد بلا طلب رحم علی کی بیوی خود بخود اُنکے مکان پر چلی آئین۔

رسالہ[۴۴] چشمۂ ہدایت۔ اسمین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات تحریر فرمائے ہین جو تاریخ وصال مین پڑھا جاتا ہی غیر مطبوع ہی۔

رسالہ[۴۵] چشمۂ نعمت۔ اسمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حالات درج ہین یہ بھی غیر مطبوع ہی۔

رسالہ[۴۶] چشمۂ رحمت۔ اسمین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حالات تحریر ہین غیر مطبوع ہی۔

رسالہ[۴۷] دریائے ولایت۔ اسمین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حالات تحریر فرمائے ہین غیر مطبوع ہی۔

رسالہ[۴۸] چشمۂ سعادت در احوال شہادت اسمین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حالات درج ہین غیر مطبوع ہی۔

رسالہ[۴۹] امید شفاعت اسمین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے حالات اور آپکے فضایل درج ہین غیر مطبوع ہی۔

وفات

ہر انسان جو دنیا مین زندگی بسر کرتا ہی زندگی کی تمنا رکھتا ہی اور موت سے ڈرتا ہی لیکن خاصان خدا بر بنا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا سجن للمؤمن وجنۃ للکافر "دنیا قید خانہ ہی ایماندار کے لیے اور جنت ہی کافر کے لئے" خواہشمند رہتے ہین کہ کب اس قید خانۂ دنیا سے چھٹکارا ہوتا ہی اور حیات جاوید نصیب ہوتی ہی ایسے حضرات موت سے غافل نہین ہوتے ہین بلکہ موت کو وصل حقیقی سمجھتے ہین۔

حضرت مولانا قدس سرہٗ بھی ہر وقت سفر آخرت کے لئے آمادہ رہتے تھے اور کسی وقت خوف آپ پر طاری نہین ہوتا تھا اسکی وجہ محض یہ تھی کہ آپ موت کو تحفۂ الٰہی جانتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ موت کے بعد وصال محبوب حقیقی کا ہوگا اور دیدار سرکار رسالت صلوات اللہ وسلامہ علیہ ضرور بالضرور دوامی ہوگا۔

حضرت مولانا قدس سرہٗ بھی ولادت سے وصال تک اکثر مرضون مین مبتلا رہے اور صبر و استقامت کی وجہ سے مراتب علیا سے سرفراز ہوتے رہے آخر مین جب مرض تنفس سے صحت حاصل ہوئی تو فرمانے لگے کہ نزع کے تمام مراتب طے ہو گئے اب اس دنیا سے جاتے وقت کوئی تکلیف نہ ہوگی اس مرض سے صحت کے بعد ہر شخص سے یہی فرماتے تھے کہ اس دنیا سے تنگ آگیا ہون معلوم نہین کہ یہان سے جانے مین کیون دیر ہو رہی ہے خدام عرض کرتے تھے کہ حضور کی ذات پاک ہم عقیدتمندون کے لیے باعث برکت ہو آپ یہ کیون ارشاد فرماتے ہین اسکے جواب مین ارشاد عالی ہوتا تھا کہ دو گز زمین کے نیچے چلے جانے سے متعلقین کا تعلق منقطع نہین ہوتا ہی بلکہ زندگی کی طرح مشکلات حل ہوتے ہین۔

چونکہ ارشاد ہو چکا تھا کہ تمام تکالیف نزع ختم ہو چکے اب صرف دنیا سے چلا جانا باقی ہے اسی کا ظہور پچیسوین ۲۵ صفر سنہ ۱۳۰۷ یوم دوشنبہ قریب نصف النہار کے ہوا یعنی حضرت مولانا قدس سرہٗ حالت صحت و تندرستی مین اللہ اللہ فرماتے ہوے واصل حق ہو گئے مین نے اکثر حضرات سے سُنا ہے کہ وفات کے روز مزاج بالکل تندرست تھا کسی قسم کی کوئی شکایت نہ تھی صبح کو حافظ عبد المجید صاحب معالی خان کی سراسے چاے لاے حضور نے نوش فرمائی اسکے بعد حضرت میان غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ ردولی شریف سے مسئلہ جبر و قدر مین گفتگو فرماتے رہے حضرت میان صاحب بہت دیر تک بحث فرماتے رہے آخر مین حضور نے حضرت میان صاحب سے فرمایا کہ میان اب بحث کو ختم کیجیے اور مجھے اپنے خدا سے نپٹنے دیجیے میان صاحب دوسرے دالان مین تشریف لاے مغفور نے دو مرتبہ آہستہ سے اور تیسری مرتبہ بلند آواز سے اللہ اللہ فرمایا اور وصال ہو گیا حضرت مولانا شاہ محمد عبد الوہاب صاحب قبلہ قدس سرہ اُسوقت مکان پر تشریف فرما نہ تھے کسی صاحب کے یہان تشریف لیگئے تھے آدمی دوڑا ہوا گیا حضرت قبلہ قدس سرہ تشریف لاے تو حالت احتضار مین پایا۔

فرنگی محل سے اُس زمانہ مین اخبار کارنامہ ہفتہ وار جناب مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم و مغفور کی اڈیٹری مین نکلتا تھا بہت وقیع خبار سمجھا جاتا تھا حضرت مولانا قدس سرہٗ کے وصال اور تجہیز و تکفین کے حالات اس زمانہ مین اُسکے ضمیمون مین مفصل شائع ہوئے تھے افسوس ہے کہ وہ سب پرچے مجھے نہ مل سکے ایک پرچہ ملا اُس کی نقل بجنسہ درج کرتا ہون۔

نقل عبارت از ضمیمہ کارنامہ نمبر ۴۵ جلد ۴۵

مبدء فیاض نے مولانا ے مغفور کو تبحر علوم فقہ و حدیث کے ساتھ زہد و تقوی و استغنا و فقر و فنا کا مرتبہ اعلے عطا کیا تھا ابتداے عمر تحصیل علوم اور درس و تدریس مین صرف کی بچاس ساٹھ ہزار حدیث نبوی مع روایات یاد تھین پھر طریقت و حقیقت کی طرف توجہ ہوئی ریاضت سے سب مدارج طے کیے قربت حاصل ہوئی۔ زمانہ رشد سے فرائض کا کیا ذکر کسی سنت و نفل و مستحب کو ترک نہین کیا اور مداح رسول مقبول حبیب کبریا فخر الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم و آل اطہار و اصحاب اخیار رضوان اللہ علیہم اجمعین مین عمر کو صرف کر دیا اور ہزارہا کیا لاکھوں آدمیون کو وعظ و پند زبانی و فیض باطنی سے شرف ہدایت ملا خصوصاً عقیدت مندون کو دنیا و آخرت کا فائدہ پہونچتا تھا جو لوگ حسن عقیدت سے اپنی ذات اور اعزہ کی تکلیف امراض و فکر و ضروریات کو عرض کرتے اور حضرت کے ارشاد کو عمل مین لاتے مریض صحیح ہو جاتے حاجتمند مراد پاتے اخلاق عام ایسا کہ ہر شخص اپنی حاجت بے تامل عرض کرتا

اور آپ اُسکو سُنکے ایسا کلمہ فرماتے کہ اُسکا دل مضطر تسکین پاتا اور اُمورات خلاف شرع پر اسطرح زجر فرماتے کہ وہ اُسوقت
ترک کا خیال لاتا۔ نماز صبح سے تا نصف شب حاجتمند مضطر جوق جوق آتے مطمئن ہوکے جاتے اس مجمل کی تفصیل
اگر لکھی جائے تو دیدہ و شنیدہ واقعات سے کتاب مبسوط ہو سالہا سال مین بھی اختتام نہ پائے۔

الحاصل جب مدت ہدایت خلائق ختم ہوئی تو فرمان طلب احکم الحاکمین پہونچا یہان ایک مدت سے عالم فانی سے دل اُچاٹ
ہوچکا تھا فوراً روح پر فتوح نے ۲۵ صفر سنہ ۱۳۳ ہجری دوشنبہ کو ۱۰ بجکر ۵ منٹ پر بشوق لقائے الٰہی عزم دار البقا کیا۔ ۸ بجے صبح
تک کسی قسم کی شکایت مرض نہ تھی حسب معمول بعد وظیفہ حاضرین سے مخاطب ہوئے اور ہر ایک کے سوال کے جواب دیے ایک
عقیدت کیش نے چائے پیش کی حضرت نے بپاس خاطر چند بار جرعہ جرعہ پی شاہ غلام احمد صاحب پیرزادہ ردولی نے
چند خدشات بیان کیے اُسکے جواب دلنشین دیے پھر فرمایا اب آپ برخاست کرین کہ ہم اپنے پروردگار سے نپٹ لین یہ سنکے
سب لوگ اُٹھے تخلیہ ہوا مولانائے مغفور نے دو بار اللہ اللہ آہستہ اور ایک بار بلند آواز سے کہا تکیہ پر سر رکھدیا خادم کو غش کا
شبہ ہوا پلنگ پر لٹا دیا اور جناب مولوی حافظ محمد عبد الوہاب صاحب فرزند و خلیفہ کو خبر کی انھون نے آکے دیکھا تو حالت
احتضار کی تھی اس اثنا مین حکیم صاحب نے آکے نبض دیکھی تو نہایت قوی تھی دو گھنٹہ تک دم شماری رہی جب وقت برابر آیا تو
ملک الموت نے روح پر فتوح کو جوار رحمت الٰہی مین پہونچایا حاضرین زار زار رونے لگے جو ذات عالی کو اُمیدگاہ جانتے تھے یاس و
بیقراری سے جان کھونے لگے شہر مین جسنے سنا گرتا پڑتا پہونچا فیضرسان کے مبدء فیاض سے جا ملا دیکھ کے اشک حسرت آنکھون سے بہانے لگا
مگر جناب مولوی حافظ محمد عبد الوہاب صاحب فرزند خلیفہ نے صبر و تحمل سے کام لیا حسب ہدایت تجہیز و تکفین کا انتظام کیا الا مریدین
و معتقدین کی کثرت و شدت بکا سے ہر کام مین تاخیر ہوتی تھی یہانتک کہ نماز عصر کے بعد جناب مولوی حافظ محمد عبد الوہاب
صاحب و جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب و جناب مولوی حافظ عبد الباقی صاحب اور چند خدمتگذاران بارگاہ نے غسل دیا
اور کفن ملزم زیب جسم کیا بعد نماز مغرب جنازہ اٹھایا اُسوقت ہزارون آدمیون کا مجمع احاطۂ فرنگی محل سے تا سڑک تھا۔
راہ مین جوق جوق لوگ آتے مگر بوجہ کثرت ہجوم جنازہ تک پہونچنے نہ پاتے پہلے میدان حضرت شاہ مینا قدس سرہ مین
جماعت کثیر نے نماز جنازہ مین جناب مولوی حافظ محمد عبد الوہاب صاحب کی اقتدا کی پھر باغ حضرت مولانا احمد انوار الحق
قدس سرہ مین پانچ بار بڑی جماعت سے نماز ہوئی وہان اول مرتبہ جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب واعظ مسجد فرنگی محل
نے اور آخر مین ۱۰ بجے شب کو جناب مولوی احمد سعید صاحب موہانی نے نماز پڑھائی بیشمار خلقت کو سعادت
ادائے نماز میسر آئی قبر اندرون روضہ فیمابین مزار حضرت عمدۃ العارفین قدوۃ السالکین مولانا احمد عبد الحق صاحب
و حضرت قطب الاقطاب مولانا احمد انوار الحق رحمۃ اللہ علیہم تجویز ہوئی تھی و بتصرف باطنی تھوڑی جگہ مین وسیع تیار ہوگئی نعش شریف

مولانائے مغفور بکمال حسرت ویاس دفن کیگئی ۱۲ بجے مراجعت ہوئی اکثر لوگون کی خواہش تھی کہ جنازہ تمام شب باغ مین رہے تاکہ باقیماندہ لوگون کو بھی یہ برکت سعادت ملے مگر احادیث متواترہ سے تجہیز وتکفین کی تعجیل ثابت ہے اسوجہ سے تاخیر منظور نہ ہوئی۔

بروز سوم بعد قرآن خوانی جناب مولوی حافظ محمد عبدالوہاب صاحب سجادہ نشین ہوے اور مریدین و معتقدین نے مراسم نذر و تعظیم ادا کیے ۲۷ ماہ رواں کو بتقریب چہلم فاتحہ خوانی بطرز عرس تجویز ہوئی جناب باری تعالیٰ روح پر فتوح سے فیض باطنی دار العلم سے جاری رکھے تاکہ گروہ اہل اسلام کو ہدایت کافی پہونچتی رہے۔

ارشادات بیان کردہ خواجہ شریف الدین مرحوم لکھنوی جو بعد کو مرحوم کی بیاض سے ملے

حضرت اقدس مرشدی و مولائی قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا

(۱) جب تک علی نقی خان کی عمارت باقی رہیگی اسوقت تک انتزاع سلطنت نہوگا (۲) ایک وقت وہ آئیگا کہ غلہ پڑیون بکیگا (۳) ایک وقت وہ ہوگا کہ ہندوستانیون کا سر پوش ڈھانک یا جائیگا اور تمام لوگ مثل عیلیندو تکے بکھر جینگے اسوقت امن اگر ہوگا تو پہاڑ کی چوٹی پر (۴) ایک سڑک ایسی نکلیگی کہ جس سے مسجد ملا مبین محفوظ رہیگی اور دار و غہ کے مکان کا کونہ کھد جاویگا (۵) کاغذ کا روپیہ اگر چلا ئینگے ایسے مفلس ہونگے (۶) کانپور مین لڑائی ہوگی اور لکھنؤ والون کی خبر نہ ہوگی (۷) شب کو سوئینگے ایک سلطنت مین اور صبح کو دوسری سلطنت مین اٹھینگے اسقدر جلد انقلاب ہو جائیگا (۸) ایک وہ وقت آئیگا کہ جس گھر مین چار آدمی ہونگے انمین سے ایک کو زبردستی لینگے اسوقت مین مرجانا ایمان کی نشانی ہوگی (۹) دو جھنڈے قائم ہونگے ایک محمدی ایک عیسائی - عیسائی جھنڈے کے لوگون کو غلہ ارزان ملیگا اور محمدی جھنڈے کے لوگون کو گران ملیگا اسوقت ایمان بچانا بہت مشکل ہوگا (۱۰) روشنی اور پانی سب انکے قبضے مین ہو جائیگا جسوقت وہ چاہینگے بند کر دینگے (۱۱) ٹکسون کی بہت کثرت ہوگی یہانتک کہ مساجد کے جانے والون پر ٹکس لگائینگے (۱۲) اسطرح انگریز بھاگینگے جیسے بکریان بھاگتی ہین (۱۳) ایک وقت آئیگا کہ علما ر خلاف حق دینگے تم لوگون نے جو سنا ہے اسکے خلاف پر عمل نہ کرنا (۱۴) ایک وہ وقت آئیگا کہ لوگ قبرون پر جائینگے اور کہینگے کہ تم لوگ بہت امن مین ہو کاش کہ ہم بھی تم مین ہوتے تو اچھا ہوتا (۱۵) مولانا عبدالحی رح کے حیات مین کسی شب کو تارے بہت ٹوٹے تھے صبح لوگ منتشر تھے حضرت صاحب قبلہ رح کے خدمت مین حاضر ہونے والون مین بعض لوگون سے ارشاد فرمایا کہ امام مہدی کی ولادت کے آثار معلوم ہوتے ہین کہ کیا عجب ہے کہ انکی ولادت ہوئی ہو۔

مولوی احسان احمد صاحب مرحوم مولوی انعام احمد صاحب مرحوم نواب عبدالباسط خان صاحب مرحوم و نیز دیگر حاضرین جلسہ یکروز حاضر خدمت تھے اور آپسمین تبدیلی سلطنت کا تذکرہ کر رہے تھے حضرت صاحب قبلہ وظیفہ پڑھ رہے تھے یہ لوگ آپسمین باتین کرتے تھے کہ اب انگریزونکی قوت اسقدر بڑھ گئی ہے کہ انکو کوئی دفع نہیں کر سکتا کوئی آنا بھی اسکے نہیں مر سکے اسواسطے ایک ت چاہیئے حضرت صاحب قبلہ رح ان لوگون کی

تواریخ وصال

خواجہ عزیز الدین صاحب متخلص عزیز مرحوم

عبدرزاق آں حبیب حق و شبلی زمان ۔۔۔ آنکہ از فیض بہر ناقصے کامل شدہ
راستی بود از سعادت سایہ گستر بر جہان ۔۔۔ آیتی بود از رحمت بہر نازل شدہ
چشم امید از جمالش چشمہ خورشید گشت ۔۔۔ دست سائل از نوالش لجہ سائل شدہ
از بیان جانفزائش چارہ بہر مجبور یافت ۔۔۔ در بیان مشکل کشائیش حل ہر مشکل شدہ
ہر کسی کو چشم لطفش دید صاحب دیدہ گشت ۔۔۔ ہر کسی دل المرش از صاحب دل شدہ
دست بازوے ید اللہی اگر گیرم عشش ۔۔۔ پیران از دستگاہ باطنی حاصل شدہ
بست و پنجم از صفر روز دو شنبہ بود چاشت ۔۔۔ از گراے ملک باقی زین کہن منزل شدہ
از میان فرقہ ناسوتیان آمد برون ۔۔۔ در گروہ خاصہ لاہوتیان شامل شدہ
ابر دریا ریز گوہر بیز از دیدہا گشت ۔۔۔ بحر گوہر خیز دامنش از ساحل شدہ
از غم و از حسرتش ہمت کہ ملک حرم عزیز ۔۔۔ چون بتاریخ وصالش طبع من مائل شدہ
از زبان غم دل شمع قرار شد حرف سال ۔۔۔ نور پاکے بود در انوار حق واصل شدہ

۱۳۰۷ھ

از خواجہ رشید الدین صاحب متخلص بہ رشید

سفر از جہان عبدرزاق کردہ ۔۔۔ بقرب حق بود مشتاق آمدے
بعلم و بحلم و شریعت طریقت ۔۔۔ عدیلش نبودہ در آفاق آمدے
چو خلق نبی بود در خلقت او ۔۔۔ شدہ خلق از صاحب اخلاق آمدے
رشید حزین سال وصلش تحریر کرد ۔۔۔ بہ رزاق پیوست رزاق آمدے

۱۳۰۷ھ

جناب مرزا خداداد بیگ صاحب مرحوم

شہ عبدرزاق حق برگزیدہ ۔۔۔ ز دنیا بہ خلد برین پا نہادہ
پے سال رحلت رقم کرد مرزا ۔۔۔ کہ در رکن شریعت زپا اوفتادہ

۱۳۰۷ھ

از مولوی حافظ محمد ہدایت اللہ مرحوم فرنگی محلی

پچیسویں صفر کو ہوئی رحلت حضور ۔۔۔ جنت کو لیگئی کشش الفت خدا
ہر یک کو روح پاک کا مسکن جوار حق ۔۔۔ تاریخ انتقال ہوئی "قربت خدا"

۱۳۰۷ھ

از حضرت شاہ محمود احمد صاحب محمود ردولوی

کرد رحلت چون سپہر اتقا ۔۔۔ مہر اوج فقر و قدسی منزلت
تیرہ و تاریک شد عالم کنون ۔۔۔ از وصال آن تقدس مرتبت
سال وصلش گفت محمود حزین ۔۔۔ اے بودہ آفتاب معرفت

۱۳۰۷ھ

جناب مولوی عبدالحمید صاحب متخلص بہ حامد

جناب عم اکرم عبدرزاق ۔۔۔ فقیہ کامل و مرتاض زاہد
ظہورش مطلع انوار حق بود ۔۔۔ بطونش منبع سر محامد
پئے وصل خداوند دو عالم ۔۔۔ شدہ در جنت الفردوس خالد
زمین و آسمان زیر و زبر گشت ۔۔۔ بپا شد فتنہائے حشر حامد
چو خواہی سال او از روے امجد ۔۔۔ بگو پیوستہ بود رضوان واحد

۱۳۰۷ھ

جناب خواجہ رزاق بخش صاحب متخلص بہ حشمت

قطب عالم عبد رزاق از جہان ۔۔۔ کرد رحلت سوے گلزار ارم
چون کریم در فراقش روز و شب ۔۔۔ سر گرفتہ سایہ ناگاہ از سرم
خامہ حشمت بمصرع خوش نوشت ۔۔۔ بہر کے تاریخ تاریخ خدا بخشی کرم
حق شناس و مقتدا واصل بحق ۔۔۔ دستگیر بیکسان بحر کرم

۱۳۰۷ھ

"منقول از کارنامہ"